

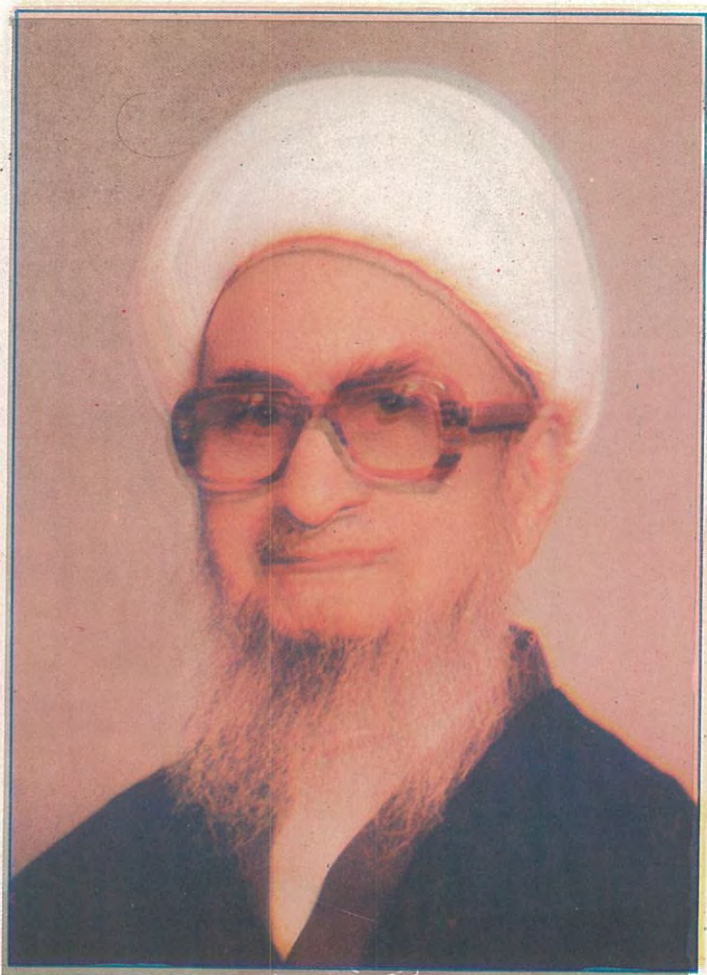
اشیاء حاضر وناظر



علامہ آغا السید محمد ابوالحسن الموسوی الممشی

دارالتبلیغ الجعفریہ

پوسٹ بکس نمبر ۱۵۲۵
اسلام آباد - پاکستان



سَمَاحَةُ الْمَرْجِعِ الْمُعَظَّمِ الْإِمَامِ الْمُصَلِّحِ الْحَاجِّ مِيرْزَا حَسَنِ الْحَاِزِيِّ الْإِحْقَاقِيِّ دَلَمَ ظِلِّهِ



السيد محمد الباطن الواسي

بسم الله الرحمن الرحيم

اثبات حاضر و ناظر

تالیف منیف

حضرت شمس العلماء علامہ آغا السید محمد ابوالحسن الموسوی المشہدی

پوسٹ بکس نمبر ۱۵۲۵
اسلام آباد - پاکستان

دار التبلیغ البعریہ

الأهداء

الى

صدر الفقهاء والمجتهدين رئيس العلماء والمتكلمين

زعيم الملة والدين آيت الله العظمى الامام المصلح

الحاج ميرزا حسن الخايري الاحقائي

ادام الله ظله العالى

من الموقوف

السيد محمد ابوالحسن الموسوي المشهدي

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی
 سیدنا محمد و آلہ الطاہرین المعصومین
 ولعنتہ اللہ علی اعدائہم وغاصبی حقو قہم و منکری فضا ئلہم
 و ناصبی سیتہم من الاولین والآخرین الی یوم الدین

حرف اول

خداوند قدوس نے حضرات طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کو خلافت کلیہ الہیہ کا تاجدار بنایا چونکہ یہ ذوات متعالیہ کائناتی حکمرانی کے تحت ملکوتی کے مستنشین ہیں لہذا اس مقام ذوی الاحشام کی بدولت یہ نفوس نوریہ جہان ہستی پر ناظر و نگران اور تمام ذرات موجودات پر حاضر و موجود ہیں چونکہ حق تعالیٰ کے اسم مبارک ”المحیط“ کے مظہر ہیں لہذا جمیع عوالم امکانیہ غیبیہ و شہودیہ کے جملہ زاویوں کو محیط ہیں۔

ہماری تائید آیت اللہ امام خمینی طاب ثراہ کے اس بیان حق ترجمان سے ہوتی ہے کہ
 فہذا الخلیفۃ الالہیۃ ظاہرۃ فی جمیع المراتب الاسماۃ مصباح الہدایۃ ص ۳۲ یعنی خلیفہ
 خدا تمام اسماء ربانیہ جلالیہ جمالیہ کا مظہر ہے

موالیان حیدر کرار شروع سے ہی اس مبارک عقیدے پر قائم و دائم ہیں البتہ کچھ عرصہ سے بعض بد باطن سیاہ بخت ابلیس کے اشاروں پر رقص کرنے والے ان اساسی عقائد کے متعلق شیطانی منطے پھیلائے شروع کر رہے ہیں اس طرح وہ سادہ لوح لوگوں کو مشکوک و شبہات میں مبتلا کر کے فضائل نورانیہ و مقامات معنویہ پر پردے ڈال رہے ہیں بد قسمتی سے دوسری طرف علمائے حق گونا گوں مشکلات اور دیگر غیر موافق حالات کے باعث کامل توجہ نہیں کر پا رہے لہذا اسے نامساعد وقت سے فائدہ

اٹھاتے ہوئے۔ ابلیسی مشیری خوب کرتب دیکھا رہی ہے مختلف حربے موالیان اہل بیتؑ پر آزمائے جا رہے ہیں انتہائی ناموافق حالات کے باوجود حرم مقدس تشیع کی پاسداری فتنہ تقصیر کے سدباب اور فضائل ظاہریہ و باطنیہ و مقامات معنویہ کی نشرو اشاعت کے لئے ہم حمد وقت میدان عمل میں مقصرین و نواصب سے برسرِ یار ہیں ہمیں اس جہاد مقدس کی بہت قیمت دینا پڑ رہی اور مزید قیمت ادا کرنا ہو گی یہ بھی معلوم ہے کہ مقصرین کے دھشت گرد غنڈے ہمارا پیچھا کر رہے ہیں اور یہ حقیقت ہم پر آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ جلد یا بدیر ہم سرخ لباس پہن کر اپنی دادی مخدومہ کائنات فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حضور پیش ہوں گے وہاں انشاء اللہ پورے اطمینان قلبی کے ساتھ زیارت سے مشرف ہوں گے ہمارا زادِ آخرت یہی فضائل کی تحریریں ہیں اور یہی باعث شجاعت بھی

بہر حال ہمیں دھشت گردوں کے حلوں اور ان کے گمراہ کن پراپیگنڈہ کی کوئی پرواہ نہیں ہے

باطل سے دینے والے اے آسمان نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

رسالہ حذا اسی جہاد مقدس کے

سلسلہ کی کڑی ہے جو کہ حضرات خلفاء الرحمن صلوات اللہ علیہم اجمعین کے عہدِ وقت و ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے اثبات میں تحریر کیا ہے ہم نے قرآن حکیم کی آیات مقدسہ اور تفسیر اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ چالیس روایات حاضر و ناظر کے اثبات میں قلمبند کی ہیں اور عقیدہ مقدس کی تائید و تحمید میں جلیل القدر مجتہدین عظام، علماء اعلام کے بیانات شافیہ و کافیہ پیش کئے ہیں انشاء اللہ یہ رسالہ ہر لحاظ سے مومنین کے لئے انتہائی مفید ہو گا اور موالیان حیدر کرار یقیناً اس سے خاطر خواہ فوائد نورانیہ حاصل کریں گے۔ اس رسالہ سے پہلے بھی ہماری متعدد تحریریں مومنین معتبصرین تک پہنچ چکی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ بتائید ولی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف آدم

زیست یہ جہاد جاری و ساری رہے گا
 برہم ہوں بجلیاں کہ ہوائیں خلاف ہوں
 کچھ بھی ہو اہتمام بہاراں کریں گے ہم
 وقفنا اللہ و ایام لا تجاع سبیل الاشاد و رزقنا من یوم المعاد تجت محمد والہ الامجاد صلوات
 اللہ الملک البلاد



کلام الامام امام الکلام
 موالی لا احیٰ شاکم
 ولا ابلغ من المدح

ومن الوصف قدر کم
 زیارت جامعہ کہ

میرے مولا میں آپ کی ثناء کو شمار نہیں کر سکتا آپ کی حقیقت
 مدح تک پہنچ نہیں سکتا تعریف و توصیف کرنے والا آپ کی
 صفات کا اندازہ نہیں کر سکتا۔

لغوی تشریح و تحقیق

آیات مقدسہ و احادیث شریفہ میں حاضر و گواہ کے لیے لفظ ”شاہد و شہید“ وارد ہے لہذا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ”شاہد شہید“ کا لغوی و تحقیقی معنی جلیل القدر علمائے لغت کے حوالے سے پیش کریں تاکہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح واضح و آشکار ہو جائے

(۱) صدر العلماء و المحققین علامہ فخر الدین طریحی طاب تراہ فرماتے ہیں

الشاحد یری ما لا یری الغائب ای الحاضر - علم ما لا - علم الغائب قوله - وهو شاحد فی بلدہ ای حاضر

ملاحظہ فرمائیں مجمع البحرین جلد سوم ص ۸۱/۸۲ مطبوعہ تہران ایران
شاہد وہ کچھ دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھتا جیسے کوئی کہے کہ وہ شاہد فی البلد ہے یعنی شہر میں حاضر ہے

(۲) علامہ ابن اثیر جزری فرماتے ہیں

الشہید هو الذی لا - غیب عنہ شی والشاحد الحاضر فاذا اعتبر العلم مطلقاً فهو - علم و اذا اضيف الی الامور الباطنہ فهو الخیر و اذا اضيف الی الامور الظاہرہ فهو الشہید
ملاحظہ فرمائیں

نمایہ ابن اثیر جلد دوم ص ۵۳ مطبوعہ ایران
شہید اسے کہتے ہیں جس سے کوئی چیز غائب نہ ہو شاہد کے معنی حاضر کے ہیں جب مطلق علم کا اعتبار کیا جائے تو وہ علیم کہلائے گا اور جب اسے امور باطنیہ کی طرف مصناف کیا جائے تو وہ خیر کہلائے گا اور جب اس کی اضافت امور ظاہرہ کی طرف ہو تو شہید کہلائے گا۔

(۳) علامہ عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پور فرماتے ہیں

(ا) شاہد حاضر و مقیم

(ب) شہید حاضر و گواہ و امین در شہادت کہ جس کے علم سے کوئی چیز نہ گئی ملاحظہ فرمائیں

مستفی الارب فی لغت العرب جلد دوم ص ۶۶۲ مطبوعہ ایران

(۴) علامہ راعب اصفہانی فرماتے ہیں
الشہود والشہادة الحضور مع الشاہدہ اما بالبصر او بالبصيرة وقد يقال للحضور مفردا قال (عالم الغیب والشہادة) لکن الشہود بالحضور المجرد اولی والشہادة الشاہدہ اولی ملاحظہ فرمائیں

المفردات فی غریب القرآن ص ۲۶۷/۲۶۸ مطبوعہ کراچی
شہود اور شاہد کا معنی کسی چیز کے مشاہدہ کرنے کے ہیں خواہ بصر (آنکھ) سے ہو یا بصیرت سے اور صرف حاضر کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے ارشاد خداوندی ہے عالم الغیب والشہاد کہ اللہ جل شانہ ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے بہترین معنی یہ ہے کہ شہود کے معنی صرف حاضر ہونے کے ہوں اور شہادت میں حاضر ہونے کے ساتھ شاید کا بھی اعتبار کیا جائے

تجلی نور

ان حقائق لغویہ سے آفتاب نصف النہار کی طرح یہ واقعہ آشکار ہو گیا کہ شاہد حاضر و گواہی کے معنی میں ہے اور شہادت ہمیشہ یعنی مستبر ہوتی ہے سنی سنائی گواہی ناقص ہے لہذا قرآن و احادیث میں جو لفظ شاہد و شہید وارد ہوا ہے اس سے حضرات اہل بیت علیہم السلام کا ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے اور اس کا انکار ضلال و گمراہی کا عوایت ہے

باب اول

آیات قرآنیہ در اثبات حاضرو ناظر

قرآن مجید فرقان حمید کی متعدد آیات مقدسہ اہل بیت علیہم السلام کے حاضر علی الموجود ہونے پر دلالت کرتی ہیں جنہیں ہم پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔
ارشاد خداوندی ہے

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ
وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا
البقرہ آیت ۱۴۳

اور اس طرح ہم نے آپ کو امت وسط بنایا تاکہ آپ لوگوں پر گواہ ہوں اور رسول
آپ پر گواہ رہے

تفسیر اہل بیت

حضرت کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام شریفہ وکذلک جعلناکم امۃ وسطاً تکنوا
شهداء علی الناس کے متعلق پوچھا گیا

فقال نحن الامۃ الوسطی ونحن شہداء اللہ علی خلقہ وحقہ فی ارضہ فرمایا ہم امت وسط
ہیں اور ہم حق تعالیٰ کے مخلوقات پر گواہ ہیں اور ارض خدا پر اس کی حجت ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں

تفسیر العیاشی جلد اول ص ۶۲ مطبوعہ ایران تہران

تفسیر الصافی جلد اول ص ۱۳۷ مطبوعہ ایران تہران

تفسیر البرہان جلد اول ص ۱۵۹ مطبوعہ ایران قم مقدسہ

تفسیر شریف لا یحیی جلد اول ص ۱۲۶ مطبوعہ ایران

تفسیر جامع جلد اول ص ۲۶۵ مطبوعہ ایران

اصول کافی جلد اول ص مطبوعہ ایران

بحار الانوار جلد ۲۳ ص ۳۳ مطبوعہ ایران

سرکار سید العلماء والمفسرین علامہ السید ہاشم الموسوی البحرانی رضوان اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر میں دس احادیث درج فرمائی ہیں اور سرکار رئیس المحدثین علامہ مجلس رضوان اللہ علیہ نے بحار جلد ۲۳ میں کم و بیش آٹھ احادیث نقل فرمائی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے شہداء علی الناس سے مراد ائمہ اطہار علیہم السلام ہیں

حضرت باقر العلوم علیہ السلام کا ارشاد حق بنیاد
نحن الامۃ الوسط و رسول اللہ شاحد علینا ونحن شہداء اللہ علی خلقہ و حجتہ فی ارضیہ
ملاحظہ فرمائیں

تفسیر منہج الصادقین جلد اول ص ۳۳۷ مطبوعہ ایران ہم آیت وسط ہیں اور رسول اللہ ہم پر گواہ ہیں اور ہم اس کی مخلوقات اللہ کے گواہ اور زمین پر حجت خدا ہیں

حضرت امیر المومنینؑ کا فرمان واجب الازعان
ثقتہ جلیل جناب سلیم بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے کہ حضرت امیرؑ نے آیت مذکورہ کے متعلق فرمایا
رسول اللہ شاحد علینا ونحن شہداء اللہ علی خلقہ قال اللہ تعالیٰ وکذلک جعلناکم امتہ وسطاً الخ

ملاحظہ فرمائیں

تفسیر مراح الانوار ص ۱۹۸ مطبوعہ ایران
رسول اللہ ہم پر گواہ ہیں اور ہم جمیع مخلوق خدا پر اس کے گواہ ہیں

حضرت ابو جعفر علیہ السلام کا فرمان ذیشان
آپ نے آیت مقدسہ وکذلک جعلناکم وسطاً الخ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا منا شہید علی کل زمان علی بن ابی طالب فی زمانہ والحسن علیہ السلام فی زمانہ والحسین علیہ السلام فی زمانہ وکل من یدعون منا الی امر اللہ

ملاحظہ فرمائیں

تفسیر فرات ص ۸ مطبوعہ نجف اشرف چاپ قدیم
بحار الانوار جلد ۲۳ ص ۲۳۷ مطبوعہ لبنان بیروت
حیات القلوب جلد سوم ص مطبوعہ ایران

ہم میں سے ہر زمانے میں ایک گواہ لوگوں پر رہا ہے امیر المومنین اپنے زمانہ پر گواہ
حسین شریفین سلام اللہ علیہما اپنے زمانہ میں مخلوقات پر گواہ ہیں ہم میں سے ہر
ایک اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف دعوت دیتا

دوسری آیت

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ
شَهِيدًا

سورہ مبارکہ النساء آیت ۴۱

پس اس وقت کیا حال ہو گا جب کہ ہم ہر ایک امت سے ایک گواہ لائیں گے اور
اے محمد تجھے ان پر گواہ لائیں گے
عن الصادق علیہ السلام فی قوله تعالیٰ

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ
شَهِيدًا

قال نزلت فی امت محمد خاتمہ دنی کل قرن منضم امام منا شاہد علیہم و محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہد علیہما۔

ملاحظہ فرمائیں اصول کافی جلد ص مطبوعہ ایران

تفسیر البرہان جلد اول ص ۳۶۹ مطبوعہ ایران

تفسیر الصافی جلد اول جز پنجم ص ۳۵۶ مطبوعہ ایران

تفسیر شریف لا صحیح جلد اول ص ۴۷۶ مطبوعہ ایران

تفسیر مرآۃ الانوار ص ۱۹۵ مطبوعہ ایران

بحار الانوار جلد ۲۳ ص ۳۳۵ مطبوعہ بیروت لبنان

حیات القلوب جلد ۳ ص مطبوعہ ایران

حضرت کشف الحقائق امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ ارشاد ربانی ہے کیف اذا
جتنا من کل امت . شہید جینا بک علی ہولاء الشہداء فرمایا یہ آیت خاص طور پر امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی بس ہر قرن و زمانہ میں اس امت پر
ہم میں سے ایک امام ہے جو ان پر گواہ ہے

ثقہ جلیل القدر رئیس المفسرین علی بن ابراہیم قمی قدس سرہ فرماتے ہیں

(کیف اذا جتنا من کل امت . شہید) - جی الامت صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین و جتنا بک یا
محمد (علی ہولاء شہیدا) یعنی علی الامتہ فرسول اللہ علیہ السلام . شہید علی الامتہ و ہم شہداء
علی الناس
ملاحظہ فرمائیں

تفسیر قمی شریف جلد اول ص ۱۳۹ مطبوعہ ایران

بس جب ہم پر ایک امت سے گواہ لائیں گے یعنی امتہ اہل بیت علیہم السلام اور اے
محمدؐ آپ کو ان سب پر یعنی امتہ پر گواہ بنائیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ امتہ پر
گواہ ہیں اور امتہ حدیث علیہم السلام لوگوں پر گواہ ہیں

تیسری آیت

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ
شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ وَزَوَّلْنَا عَنْكَ الْكِتَابَ بَيِّنًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهَدَى
وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ
سورہ مبارکہ النحل آیت ۸۹

اور جس دن ہم ہر پر امت میں انہی میں موجود ایک گواہ لائیں گے اور اے رسول

آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی جو ہر چیز کو تفصیل سے بیان کرتی ہے اور یہ مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت و بشارت ہے

تفسیر اہل بیت

ثقفہ جلیل علی بن ابراہیم قمی علیہ الرضوان فرماتے ہیں

یعنی ائمہ میں سے ایک گواہ ہر امت پر لائیں گے اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ کو یا رسول اللہ ان ائمہ پر گواہ کریں گے رسول اللہ ائمہ پر گواہ ہیں اور ائمہ علیہم السلام لوگوں پر گواہ ہیں
ملاحظہ فرمائیں

تفسیر قمی شریف جلد اول ص ۳۸۸ مطبوعہ ایران

تفسیر البرہان جلد دوم ص ۳۷۸ مطبوعہ ایران

تفسیر الصافی جلد اول جز ۱۴ ص ۹۳۶ مطبوعہ ایران

بحار الانوار جلد ۲۳ ص ۳۳۱ مطبوعہ بیروت

اس آیت مبارکہ سے عبارت النص ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ اہل بیت حاضر و ناظر ہیں اگر وہ حاضر و ناظر نہیں تو گواہی کیسی ان کا گواہ ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ حاضر علی المخلوقات ہیں اور جمیع مخلوقات کا انہیں علم ہے جیسا کہ اس آیت کے آخری حصے نزلاً علیک الکتاب بتیاناً لکل شی کی تفسیر میں وارد ہے کہ

حضرت کشاف الحقائق امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

نحن واللہ نعلم ما فی السموات وما فی الارض وما فی الجنة وما فی النار

ملاحظہ فرمائیں

تفسیر العیاشی جلد دوم ص ۲۶۶ مطبوعہ ایران

تفسیر الصافی جلد دوم ص ۹۳۶ مطبوعہ ایران

خدا کی قسم ہم جانتے ہیں سموات میں کیا ہے اور زمین میں کیا ہے جنت میں کیا ہے

اور جہنم میں کیا ہے

علم ما کان وما یکون حضرت صادق ال محمد کا ارشاد حق بنیاد

انی لا علم ما فی السموات وما فی الارض واعلم ما فی الجنة واعلم ما فی النار واعلم ما کان وما
یکون الخ

ملاحظہ فرمائیں

تفسیر صانی جلد دوم ص ۹۳۶ مطبوعہ ایران

تفسیر البرہان جلد دوم ص ۷۹۹ مطبوعہ ایران

تفسیر شریف لاہی جلد دوم ص ۷۴۳ مطبوعہ ایران

میں جانتا ہوں آسمانوں میں کیا ہے اور زمین میں کیا ہے اور میں جانتا ہوں جنت میں کیا
ہے اور جہنم میں کیا ہے اور میں ما کان وما یکون کو جانتا ہوں پھر آپ نے نزلنا علیک
الکتاب تیانا لکل شی کی تلاوت فرمائی پس اس آیت کی تفسیر سے یہ ثابت ہو گیا یہ
ذوات متعالیہ عالم الغیب بھی ہیں اور حاضر ناظر بھی ہیں

چوتھی آیت

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا
هُمْ يَسْتَعِينُونَ

سورہ مبارکہ النحل آیت نمبر ۸۴

اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے پھر جن لوگوں نے کفر کیا ہو گا
انہیں کوئی اجازت نہ دی جائے گی اور نہ ہی ان کا کوئی عذر قبول ہو گا

حضرت باقر العلوم علیہ السلام فرماتے ہیں

نعمن الشھود علی هذه الامم

ملاحظہ فرمائیں

تفسیر شریف لا مہجی جلد دوم ص ۷۴۰ مطبوعہ ایران
بحار الانوار جلد ۲۳ ص ۲۵۱ مطبوعہ بیروت لبنان
فرمایا ہم اس امت کے گواہ ہیں

پانچویں آیت

وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ
عَلَى الظَّالِمِينَ

سورہ مبارکہ ہود آیت ۱۸

اور گواہ کہہ دیں گے کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے برخلاف جھوٹ بولا
خبردار ہو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

نحن الأشهاد ہم گواہ ہیں

ملاحظہ فرمائیں بحار الانوار جلد ۲۳ ص ۲۵۱

اشعاد سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں

تفسیر قمی جلد اول ص ۲۲۵ مطبوعہ ایران

چھٹی آیت

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ
الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ

سورہ مبارکہ القصص آیت ۷۵

اور ہم ہر ایک امت میں سے ایک الگ گواہ لائیں گے جو اچھوں اور بدوں کی گواہی
دے گا پھر ہم ان سے کہیں گے کہ تم اپنی دلیل پیش کرو پس وہ سمجھ جائیں گے کہ حق
اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور جو جھوٹ و افتراء انہوں نے گھڑا تھا سب جاتا رہے گا۔

من کل فرقة من هذه الاممہ امام مہاجری

تفسیر قمی جلد دوم ص ۱۳۳/۱۳۴ مطبوعہ ایران

اس امت کے ہر فرقہ سے امام
یعنی ہر زمانے کا امام اپنی امت پر گواہ ہے یہ ذوات قدسہ نہ صرف انسانوں کے بلکہ
جنت و ملائکہ کے بھی ہیں لہذا یہ جمیع مخلوقات کے اعمال پر عینی شاہد ہیں

ساتویں آیت

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَآيِنَمَا تُولُوْا فَوَجْهُ اللّٰهِ اِلَیْكَ اللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِیْمٌ

سورہ مبارکہ البقرہ آیت ۱۸۵

مشرق و مغرب اللہ کے لئے ہے جدھر رخ کرو گے وجہ اللہ کو پاؤ گے۔

یعنی وجہ اللہ اطراف عالم میں ہر جگہ حاضر و موجود ہے۔

حضرت کشف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد

ثقتہ جلیل جناب دؤاد بن کثیر رضوان اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں۔
قال ابی عبد اللہ علیہ السلام یادو اد نحن الصلوة فی کتاب اللہ ونحن الزکوة نحن الصیام
ونحن الحج ونحن الشھر الحرام ونحن البلاد والحرام ونحن کعبتہ اللہ ونحن قبلتہ اللہ وجہ
اللہ قال اللہ تعالیٰ فایما تُولُوْا فاقم وجه اللہ
ملاحظہ فرمائیں۔

تاویل الایات الباہرہ

جلد اول ص ۱۹ مطبوعہ ایران

تفسیر مرآۃ الانوار ص ۲۱۸-۲۱۷ مطبوعہ ایران

بحار الانوار جلد ۲۶ ص مطبوعہ بیروت

القطرۃ من بحار مناقب النبی والعترة

جلد اول ص ۲۱۸ مطبوعہ ایران

حضرت نے ارشاد فرمایا ہم نماز ہیں خدا کی کتاب میں ہم زکوٰۃ میں ہم روزہ اور ہم ہی

حج ہیں۔ ہم محترم مہینہ اور شہر مقدس ہیں ہم ہیں کعبتہ اللہ اور قبلتہ اللہ ہیں۔

ہم ہی وجہ اللہ ہیں۔

جس کے متعلق خدا نے خود فرمایا۔

فَإَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ

تم جدھر ہی رخ کرو گے پس وہیں وجہ اللہ ہے۔
اہل بیت علیہم السلام فرماتے ہیں۔ عن وجہ اللہ پس ثابت ہے یہ ذوات قدسیہ ارضین
و سماوات مشارق و مغارب ہر جہت میں کائنات کے ذرے ذرے پر حاضر و ناظر ہیں۔
یہ معنی ہم نے از خود نہیں کیا۔ بلکہ وارث کتاب خداوندی خلیفہ صدی کشاف الحقائق
قرآن ناطق ہم جعفر صادق علیہ السلام نے تفسیر آیت میں بیان فرمایا اس کا تسلیم کرنا
واجب ہے والا نکار لفظاً للہم ہوا کفر۔

آٹھویں آیت

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

انبیاء و آیت نمبر ۱۰۷

اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں مگر جہانوں کے لئے رحمت بنا کر اس آیت مبارکہ کی
تفسیر میں تمام مکاتیب اسلامیہ شیعہ و سنی کا اجماع ہے رحمت عالم سے مراد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

رحمت خدا محیط علی الکائنات

نویں آیت

ارشاد باری تعالیٰ

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ

الاعراف آیت ۱۵۶

میری رحمت ہر شے کو محیط ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت عالم ہیں۔
اور رحمت خداوندی محیط علی الكل ہے۔ پس نص قرآنی سے یہ ثابت ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل کائنات کو محیط ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے محیط علی الکائنات ہونے کا انکار کرے گا دراصل وہ آیت
”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ اور قرآن کا منکر مومن تو کجا مسلمان بھی

نہیں ہو سکتا۔

زیارت جامعہ کبیرہ میں وارد ہے۔

”ان ارواحکم و نورکم و فیئکم واحده“

تحقیق۔ اے محمد و آل محمد علیہ السلام آپ کی روح نور اور طہیت ایک ہے۔

اس خانہ ہمہ آفتاب است

چونکہ یہ ذوات متعالہ رحمت عالم ہیں اور رحمتی وسعت کل شی سے ان کا سہ وجودی ثابت ہے

ہمارا موقف اور حوزہ علمیہ قم مشرفہ سے تائید

سرکار استاد الفقہاء والمجتہدین آیت اللہ مظاہری دام ظلہ کا

فرمان واجب الالزام

حضرات المؤمنین علیہ الصلوٰات والسلام اور ملک الموت چونکہ سہ وجودی کے حامل ہیں لہذا کسی خاص جگہ تک محدود نہیں ہیں اور ان کا وجود مقدس جہاں ہستی پر اشرف کامل رکھتا ہے۔ ان واحد میں حق تعالیٰ کی طرف سے تفویض شدہ ولایت کے سبب پورے جہاں ہستی میں موجود ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں

معاذ قرآن ص ۱۲۳ / ۱۲۵ مطبوعہ قم مقدسہ ایران

دسویں آیت

إِنَّهُ يَرْتَكِبُ الْكُفْرَ هُوَ وَفِيْلَهُ مَنْ حَيْثُ لَا يُرَوِّعُهُمْ
اعراف آیت ص ۲۷
شیطان اور اس کا لشکر تم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا دشمن انسانوں کو گمراہ کرتا ہے۔ ہر جگہ موجود ہے شرقاً غرباً تسلط رکھتا ہے جب گمراہ کرنے والا یہ تسلط رکھتا ہے تو پروردگار عالم کے عدل کے خلاف ہے ہادی کو تسلط نہ دے اور ہادی حاضر فی اکائیات اور ناظر علی الموجدات نہ ہو اگر ابلیس کا ہر جگہ حاضر ہونا تسلیم ہے مگر ہادی مطلق کے حاضر و

ناظر کے متعلق شکوک و شبہات ہیں تو یہ عقیدہ عدل ربانی کی نفی کرتا جو کہ ضروریات مذہب سے ہے جو لوگ ہادیوں برحق کے موجودات پر ناظر اور کائنات میں ہر جگہ محکم اصلی حاضر ہونے کا انکار کرتے وہ عدل باری تعالیٰ کے منکر ہیں گمراہ کرنے والے دشمن کی طاقت کا چونکہ خداوند عالم کو علم ہے لہذا پروردگار عالم پر واجب ہے کہ وہ ہادی بالحق اور داعی الی الحق کو اس قدر قدرت و قوت عطا فرمائے کہ وہ جمیع موجودات کا ہادی ہو اور شیطان کے چنگل سے لوگوں کو نجات دے۔

ہادی برحق کا تسلط تام

ثقفہ جلیل جناب مفصل بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا ”میں آپ پر قربان جاؤں“ ابلیس کے پاس کتنی طاقت ہے۔ امام نے فرمایا اتنی طاقت ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں دسواس ڈالتا ہے۔ میں نے عرض کیا مولا اور ملک الموت کے پاس کتنی طاقت ہے فرمایا۔ اتنی طاقت ہے کہ تمام ارواح کو قبض کرتا ہے۔ قلت دھما سلطان علی مافی المشرق والمغرب میں نے عرض کیا کیا وہ دونوں مشرق و مغرب کے اندر ہر ایک پر مسلط ہیں؟ امام علیہ السلام نے عرض کیا فرمایا ہاں میں نے مولا قربان جاؤں آپ کے پاس کتنی طاقت ہے قال اعلم مافی المشرق والمغرب و مافی السموات والارض و مافی البر والبحر و عدو ما فیہن و لیس ذالک لابلیس ولا الملک الموت فرمایا میں جانتا ہوں مشرق و مغرب اور ارض و سموات صحرا و سمندر میں کیا ہے اور اس کی تعداد کیا ہے اور اس قدر تفصیلی علم نہ ملک الموت کے پاس ہے نہ ابلیس کے پاس ہے۔

ملاحظہ فرمائیں

دلائل الامامت طبری ص ۱۲۵ مطبوعہ نجف اشرف مدینۃ المعاجز ص ۳۹۵ مطبوعہ

ایران

حاصل کلام

آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ پر غور و فکر کرنے سے یہ اظہر من الشمس ثابت ہوتا ہے کہ حجت خدا ہر جگہ اور ہر وقت حاضر فی الکائنات اور ناظر علی الموجودات ہے۔

حاضر فی الکائنات

احادیث معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین

پہلا ثبوت :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حق بنیاد اول ما خلق اللہ العقل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا ”اول ما خلق اللہ العقل“ لا تعین سے جو متعین ہوا وہ تعین حقیقی، خلق اول، حقیقت محمدیہ ہے عقل کا معنی اور مفہوم کیا ہے؟

حضرت آیتہ اللہ شیخ علی اکبر نھاوندی اعلی اللہ مقامہ کا وضاحتی

بیان :-

آنحضرت کا مقام، مقام عقلی کلی ہے جو کہ تمام مراتب و مقامات عوالم امکانیہ کو محیط ہے۔

ملاحظہ فرمائیں انوار المواہب جلد اول ص ۳۸، مطبوعہ ایران

دوسرا ثبوت :-

امیر المومنین علیؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

”العقل جوہرۃ، وراک، محیط بالاشیاء عارف بالشی قبل کونہ فہو علت الموجودات و نہایت المطالب“

ملاحظہ فرمائیں۔ کلمات مکنونہ ص ۷۷ مطبوعہ ایران

اسرار الحکم، جز اول ص ۴۱۹ / ۴۲۰ مطبوعہ ایران

حضرت علیؑ نے عقل کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ عقل اول جو ہر مدرک کامل ہے جو کائنات کو اور اس کی اشیاء کو ہر طرف سے محیط ہے اور شے کے ہونے سے پہلے اس کو اس کا علم ہے پس وہی علت کائنات اور علت موجودات ہے۔

تیسرا ثبوت:

جناب رملہؒ حضرت علیؑ کے اصحاب خاص میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہو گیا جمعہ کے دن میرا بخار اترتا تو میں نے کہا کہ آج بہترین کام یہ ہے کہ میں غسل کروں اور جمعہ حضرت علیؑ کے پیچھے پڑھوں۔ چنانچہ وہ غسل کر کے مسجد میں آئے۔ جب حضرت خطبہ دے رہے تھے تو انہیں دوبارہ بخار شروع ہو گیا جب حضرت خطبہ سے فارغ ہو کر ممبر سے اترے تو فرمایا اے رملہ! میں دیکھتا ہوں کہ تجھے کچھ دنوں سے بخار ہو رہا تھا اور آج تمہیں صبح بخار جب کم ہوا تو تو نے کہا کہ آج کا بہترین کام یہ ہے کہ میں مولا کے پیچھے نماز پڑھوں چنانچہ تم نے نماز پڑھی اور جب میں نے خطبہ دینا شروع کیا تو تمہیں دوبارہ بخار شروع ہوا۔ رملہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ آپ نے میرے قصے کا نہ کوئی لفظ بڑھایا ہے اور نہ گھٹایا ہے۔ بلکہ پورا واقعہ بیان کیا ہے۔ مولاؑ نے فرمایا اے رملہ جب کوئی مومن یا مومنہ بیمار ہوتا ہے تو ہم اس کے لئے بیمار ہوتے ہیں۔ اور جب وہ غمزہ ہوتا ہے تو ہم بھی غمزہ ہوتے ہیں۔ جب وہ دعا مانگتے ہیں تو ہم آمین کہتے ہیں

اور جب وہ خاموش ہو جاتا ہے تو ہم اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ رملہ کہتے ہیں کہ یا علیؑ! یہ تو ان کے لئے ہے جو اس شر میں رہتے ہیں۔ لیکن جو زمین کے مختلف اطراف و اکناف میں رہتے ہیں ان کے لئے کس طرح ہے۔ آپؑ نے فرمایا ”رملہ! وامن مومن ولا مومنہ فی المشارق والمغرب الا ونحن معہ“ اے رملہ! کوئی مومن اور مومنہ خواہ وہ مشارق میں ہوں یا مغارب میں ہم اس کے ساتھ ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: بخار الانوار جلد ۶ ص ۱۳۴/۱۵۵ مطبوعہ بیروت لبنان

بصائر الدرجات جزو پنجم، ص ۲۵۹

ہوئیۃ العاجز ص ۹۹ مطبوعہ ایران

النجم الثاقب ص ۵۵۲ مطبوعہ ایران
مشارك انوار اليقين في اسرار امير المؤمنين، ص ۷۷ مطبوعہ بيروت

لبنان

طوالح الانوار، ص ۲۴۲، مطبوعہ ایران
صیفتہ الابرا، جلد دوم، ص
القطرة من مناقب النبی والعترة جزو اول ص ۷۹ مطبوعہ ایران

سرکار صدر العلماء والمجتہدین آیتہ اللہ سید محمد مہدی الموسوی قدس اللہ سرہ کا بیان

ذالک معنی القول بان الامام حاضراً و ناظرًا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ امام حاضر و ناظر ہے۔ اس سے کوئی شے مخفی و مستور نہیں۔ وہ جتنے زیادہ لوگوں میں بھی ظاہر ہو۔ اتنے ہی تعداد میں لوگوں کے لئے وہ محسوس و مبصر ہو گا۔

ملاحظہ فرمائیں:- طوالح الانوار، ص ۲۴۲ مطبوعہ ایران

چوتھا ثبوت:-

فتوحات القدس میں ہے کہ جب امیر المومنینؑ نہروان سے فتح پا کر آئے، واپسی پر دو راستے تھے ایک راستہ جو کہ نہر عیسیٰ کو جاتا تھا اور ایک دوسری طرف۔ ایک راستے میں پانی تھا اور دوسرا راستہ صحرا کا تھا۔ حضرت اپنے لشکریوں کے ہمراہ بے آب راستے کو چل دیئے اور نہایت سرعت و رفتار سے اس بے آب و گیاه صحرا کو طے فرمایا۔ گرمی کی وجہ سے لشکریوں کو شدت پیاس ہوئی اور موسم کی گرمی اور پیاس نے ان کے منہ اور ہونٹ خشک کر دیئے۔ لشکر میں گھسے ہوئے بعض منافقوں نے زبان درازی شروع کی۔ مومنوں کو ان کی اس حرکت کا سخت دکھ ہوا۔ انہوں نے حضرتؑ کی خدمت میں ان کی اس بدکلامی کا ذکر کیا، حضرتؑ نے فرمایا کہ سب لشکر کو یہاں جمع کرو اور میں تمہیں قدرت خدا کا نظارہ کراتا ہوں۔ آپ کے خیمے کے سامنے ایک ٹیلہ تھا حضرتؑ نے جناب قبرہ کو حکم دیا کہ اسے کھودو۔ جب کھودا تو ایک بھاری پتھر نکلا،

حضرتؑ نے آگے بڑھ کر پتھر کو ہٹایا تو جہاں سے پتھر ہٹا وہاں ایک زینہ ظاہر ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا ”نیچے جاؤ“ قبرؑ نے تکمیل حکم کی اور نیچے اترے پھر تھوڑی دیر بعد واپس آکر عرض کی کہ مولائیں پینتیس زینے نیچے اترے ہوں وہاں ایک پتھر کا دروازہ ہے جس پر تالا پڑا ہے اور ہمارے پاس چابی نہیں ہے۔ اور دروازے کا کھولنا مشکل ہے۔ مولائے کائنات نے اپنے عمامہ سے ایک چابی نکال کر دی اور فرمایا کہ یہ اس دروازے کی چابی ہے۔ قبرؑ نے چابی لی اور نیچے اترے دروازہ کھولا تو سامنے پانی کا حوض دیکھا۔ اس حوض کے کنارے ساتی کوثر موجود تھے۔ یہ دیکھ کر قبرؑ کو سخت حیرت ہوئی مولائے کل نے پانی سے پیالہ بھر کر انہیں دیا اور فرمایا ”قبرؑ پانی لے جاؤ اور پیاسوں کو پلاؤ قبرؑ پانی کا پیالہ لے کر باہر آئے تو علیؑ کو اپنی جگہ موجود دیکھا۔ قبرؑ کچھ کہنا چاہتے تھے کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ تم نے دشت ارژنہ کا قصہ نہیں سنا جو یہاں تعجب کرتے ہو“ پھر حضرتؑ نے پیالا لیا اور تمام لشکروں کو پلایا تمام حیوانات کو سیراب کیا پھر بھی وہ پیالہ پانی سے بھرا ہوا تھا۔

ملاحظہ فرمائیں:- صحیفۃ الابرار جلد دوم ص ۳ مطبوعہ کویت طبع جدید

فتوحات القدس ص ۹۷۲ مطبوعہ ایران چاپ قدیم

یہی واقعہ قدرے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ بالتفصیل سرکار علامہ ابوالحسن احمد بن حسین طوسی نے اپنی کتاب کشف الیقین فی اسرار المعصومین جلد دوم میں بیان فرمایا ہے۔

پانچواں ثبوت:-

ایک روز حضرت سلمان فارسیؑ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ ”میں چاہتا ہوں کہ جناب امیر المومنینؑ کے بعض مراتب دیکھوں۔ فاعطاه الرسول مطحا“ وقال سرالی بادیتہ کذا وکذا۔ آنحضرتؑ نے ایک چابی سلمان فارسیؑ کو عنایت فرمائی اور حکم دیا کہ فلاں وادی میں فلاں مقام پر ایک بلندی نظر آئے گی۔ جہاں ایک پتھر ہو گا جب اسے ہٹاؤ گے تو ایک درہمچہ متقل پاؤ گے۔ اس تالے کو اس چابی سے کھول کر اندر جانا تو وہاں بعض مراتب و عجائبات علیؑ دیکھو گے۔

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں حسب ارشاد اس وادی میں پہنچا، پتھر ہٹایا اور قفل کھولا اور جب اندر قدم رکھا تو ایک وسیع شہر نظر آیا میں اس کے کوچہ و بازار میں پھرنے لگا۔ فرایت و فی کل سکھا مسجد اونی کل مسجد سبحین محرابا" و فی کل محراب رایت امیر المومنین قائمہا ملیا میں نے دیکھا کہ ہر کوچہ میں ایک مسجد ہے اور ہر مسجد میں ستر محرابیں ہیں۔ اور ہر محراب میں میں نے امیر المومنینؑ کو مشغول نماز دیکھا۔ سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب میں واپس مدینہ آتا تو مسجد نبویؐ میں دیکھا کہ منظر العجائب والغرائب یہاں بھی اسی طرح اطاعت خدا میں مشغول ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں بحور الغمہ ص ۱۳۸ مطبوعہ ہندوستان (بحوالہ سرور المومنین)

چھٹا ثبوت :-

رمضان المبارک کے ایک دن، ایک شخص حضرت امیر المومنینؑ کے پاس آیا اور افطاری کی دعوت دی۔ وہ چلا گیا تو دوسرا آدمی آیا اور اس نے بھی افطاری کی دعوت دی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے چالیس آدمی آئے اور حضرت نے سب کی دعوت افطار قبول فرمائی، جب حضرت نے مغرب کی نماز پڑھی تو سرور کائناتؐ نے آپ کو دعوت افطار دی جو آپ نے قبول کی۔ اگلے روز صحابہ ایک دوسرے سے ملے تو ہر ایک کی زبان پر یہ تھا کہ مولا علیہ السلام نے میرے ہاں افطاری فرماتی ہے۔ یہ سن کر ہر ایک دوسرے کی تکذیب کرنے لگا کہ مولا تو میرے گھر تشریف فرما تھے جب ان کی باہمی نزاع نے طول کھینچی تو مجبوراً سب سرور کائناتؐ کے حضور حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان فرمایا اتنے میں ایک صحابی نے ان کی باتیں سن کر کہا "خاموش ہو جاؤ امیر المومنینؑ نے تو پچھلی رات رسول اللہؐ کے ساتھ روزہ افطار فرمایا ہے اور وہ دسترخوان میں نے خود چنا تھا۔" حضورؐ نے فرمایا کہ تم سب اپنے دعوے میں سچے ہو اور میں بھی صادق ہوں کہ علیؑ نے روزہ میرے پاس افطار کیا تھا۔ یہ سن کر صحابہ بڑے حیران ہوئے ان میں سے ایک نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ کیسے ممکن ہے کہ علیؑ ایک ہو کر متعدد مقامات میں حاضر ہوں۔

فقال رسول الله صلى الله عليه وآله يا فلان فان علي مظهر العجائب خبردار عليؑ کے متعلق ایسی بات مت کرو کیونکہ وہ مظهر العجائب ہیں۔ اگر تم ان کے اس سے بھی زیادہ تعجب نیز واقعات دیکھو تو تم انکار نہ کرو۔ من شک فیہ فهو منافق و مردود۔ کیونکہ جو اس میں شک کرے گا وہ منافق و مردود ہو گا۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ جبرائیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی طرف سے تحفہ درود و سلام کے بعد ارشاد خدا ہے کہ آپؐ صحابہ کو فرمادیں کہ وہ اس بحث میں نہ الجھیں بلکہ خاموشی اختیار کریں کیونکہ کل امیر المومنینؑ نے ہمارے ہاں حور العین کے پاس افطاری کی ہے۔ یہ سن کر صحابہ کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ملاحظہ فرمائیں۔ صحیفۃ الابرار۔ جلد دوم ص ۸۴۔ مطبوعہ تہران

توثیقات و تصدیقات :-

مندرجہ بالا نوری روایت جو کہ حجت خدا کے مقامات معنوی اور فضائل شعلانی سے لبریز ہے اس کو ہمارے جلیل القدر علمائے اعلام، محدثین کرام، مجتہدین عظام نے اپنی کتب معتبرہ میں درج فرما کر اس کی توثیق و تصدیق کی ہے۔ بعض عظیم المرتبت علماء کے بیانات عالیہ زیب قرطاس کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

(۱) علامہ مرحوم میرزا محمد بن سلمان التکابنی :-

آپ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ امیر المومنینؑ نے ایک شب میں ستر جگہ پر ضیافت کھائی اور حاضر ہوئے۔ اور آپ ہر مرنے والے کے سرہانے موجود ہوتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں :-

قصص العلماء ص ۴۶ مطبوعہ تہران ایران

مفسرین چالیس جگہ والی روایت پر چین چین تھے لیکن ان کے مدوح نے ستر جگہ والی روایت کی توثیق کر دی ہے۔ اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سرچڑھ کر بولے۔

(۲) حجتہ الاسلام علامہ محمد تقی بن محمد البرغانی شہید رضوان اللہ تعالیٰ :-

فرماتے ہیں ”آن جناب در لیلۃ وحدۃ در آن واحد در چہل مکان بہ مہمانی حاضر بود پس عجب نیست در این کہ مظلوم صحرائے کرہلا جناب حسین علیہ السلام بہ نور ولایت در قرب سماعت صد ہزار آن کافران را متعاقب نمودہ۔

ملاحظہ :- مجالس المتقین، مجلس نمبر ۳۹ مطبوعہ ایران چاپ قدیم
امیر المومنینؑ نے ایک رات آن واحد میں چالیس جگہوں میں انظاری کی اور اس میں تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ مظلوم امام حسینؑ نے صحرائے کرہلا میں لاکھوں لشکریوں کا تعاقب فرمایا۔

(۳) سید العلماء والمحدثین حضرت علامہ سید نعمت اللہ الموسوی
الجزائری رضوان اللہ تعالیٰ :-

فرماتے ہیں کہ ”حضرت علیؑ کی چالیس صحابہ نے ایک وقت میں ایک رات دعوت کی اور آپ وہاں موجود تھے۔

ملاحظہ فرمائیں :- الانوار النعمانیہ جلد چہارم ص ۵۱۔ مطبوعہ تہرہ ایران

(۴) سرکار عمدۃ الاصولین علامہ درہندی قدس سرہ اللہ فرماتے ہیں :-

کان فی لیلۃ واحدة ضیفاً عند اربعین من الصحابۃ وكان معلماً للملاکہ جبرائیل ومن دونہ وانہ مکفر عند کل مومن و کافر عند الموت۔

ملاحظہ فرمائیں :- اکسیر العبادت ص ۲۳۶ مطبوعہ ایران

حضرت امیر علیہ السلام ایک رات میں چالیس صحابہ کے پاس مہمان تھے اور آپ ملائکہ کے اور جبرائیل کے استاد ہیں اور آپ وقت موت ہر مومن و کافر کے پاس حاضر ہوتے ہیں

(۵) سرکار صدر العلماء و المتکلمین علامہ جلیل السید محمد مہدی الموسوی
التکابنی قدس سرہ:

حضرت علیؑ ایک رات میں چالیس جگہوں پر آن واحد میں موجود تھے۔
ملاحظہ فرمائیں: طوابع الانوار ص ۲۶۱/۲۵۳ مطبوعہ ایران

(۶) سرکار استاد محقق آیتہ اللہ الجنتی علامہ السیدید اللہ برقی فرماتے
ہیں:-

حضرت علیؑ کا ایک رات میں چالیس جگہوں پر مہمان ہونا آپ کے مشہور معجزات میں
ہے اور کسی کو اس میں شک و شبہ نہیں سوائے معاندین کے پھر فرماتے ہیں۔
امامؑ در چل جا حاضر شدن و چمکد اذان عجائب صدورش از مقام ولایت
استبعاد دارد۔

ملاحظہ فرمائیں۔ شرح حقایق، اشارات قرآن ص ۲۲۳/۲۲۴ مطبوعہ ایران قم
مقدسہ

(۷) سرکار آیت اللہ محمد باقر القائنی اعلیٰ اللہ مقامہ:-

آئمہ علیہم السلام ہماری مجالس کو پسند فرماتے ہیں اور ان میں حاضر ہوتے ہیں اور وہ
اس پر قادر ہیں چنانچہ ابن الجوزی احسانی کی کتاب المجلی میں سرکار مقدادؑ سے مروی ہے
کہ جنگ جمل میں لشکر سترہ حصوں میں تقسیم ہو کر بھاگا۔ حضرت علیؑ کو ہر ایک نے
اپنے پیچھے آتے دیکھا۔ رمضان المبارک کی مہمانی کے فقرہ میں ایسا وارد ہے کہ آپ
ایک رات میں چالیس مقامات پر مہمان ہوتے ہیں۔ اور احادیث متواترہ میں وارد
ہے۔ کہ آئمہ علیہم السلام ہر مرنے والے کے سرہانے ہوتے ہیں گرچہ مرنے والا
مشرق میں ہو یا مغرب میں طاعون یا کسی اور وبا سے مرے یا قتل ہو جائے یہ ہر ایک
کے سرہانے ہوتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔ الکبریٰ الاحمر جلد دوم ص ۲۸۸ مطبوعہ ایران

(۸) سرکار علامہ الحاج محمد علی خان علیہ رضوان
آپ نے اپنی معرکتہ آراء کتاب ندرت خطاب بحور الفہم جلد ۲ ص ۱۳۸ ہر حضرت
مسلمان سے مروی یہ روایت تحریر فرمائی ہے۔

(۹) سرکار آیتہ اللہ شہید محراب سید عبدالحسین دستغیب رضوان اللہ
تعالیٰ:-

آپ نے اپنی کتاب امامت ص ۱۳۶/۱۳۷ پر یہ ہدایت درج فرما کر اس کی توثیق فرمائی
ہے۔ آپ کی کتاب حوزہ علمیہ قم مقدسہ ایران میں شائع ہو چکی ہے۔

(۱۰) سرکار آیت اللہ الحجۃ شیخ علی نمازی شہرودی اعلی اللہ مقامہ فرماتے
ہیں:-

کہ ۱۰ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ کو مرجع تقلید شیعیان حضرت مستطاب آیت اللہ العظمی
آقائے الحاج السید محمود شہرودی اعلی اللہ مقامہ نے نجف اشرف میں مجھے فرمایا کہ
حضرت آیت اللہ شیخ اسد اللہ جو کہ حضرت آیتہ اللہ میرزا حبیب اللہ رشتی قدس سرہ
کے برجستہ شاگردوں میں سے تھے۔ (آیتہ اللہ میرزا حبیب اللہ رشتی کا اپنے زمانے
کے بہت بڑے عالم گزرے ہیں) شیخ اسد اللہ مشہور حدیث جو کہ امیر المومنینؑ کے
ایک شب میں چالیس جگہ افطاری کے متعلق تھی اس میں شک کرتے تھے۔ ایک
رات انہوں نے عالم رویاء میں مولا الموالی امیر المومنینؑ کی زیارت کی اور مولاؑ سے
مشہور حدیث کے متعلق سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا تم اس چیز کو نہیں سمجھتے۔
اپنے ارد گرد دیکھ جب میں نے اپنے اطراف میں نگاہ ڈالی تو ہر طرف امیر المومنینؑ کو
دیکھا بس جب میں نے یہ چیز دیکھ لی تو میرا شک دور ہو گیا اور حقیقت واضح ہو گئی۔
ملاحظہ فرمائیں:- اثبات ولایت ص ۲۰۱ مطبوعہ مشهد مقدس ایران۔

ساتواں ثبوت
سر اللہ فی العالمین امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا:-

قاف سے پیچھے ایک عالم ہے جسے کوئی نہیں جانتا سوائے میرے اور میں اس پر محیط ہوں۔ اس کے متعلق میرا علم اس طرح ہے جس طرح کہ تمہاری دنیا کے لیے ”وانا الحیط الشدید علیہا۔ میں اس پر محیط اور گواہ ہوں“
ملاحظہ فرمائیں:- بحر المعارف ص ۳۰۰ مطبوعہ کربلائے معلی۔ عراق

آٹھواں ثبوت:-

سر اللہ فی العالمین امیر المومنین ارشاد فرماتے ہیں

کنت مع الانبیاء بائنا” ومع رسول اللہ ظاہرا
مصباح الہدایت الی خلافتہ ولولایتہ ص ۱۹۶ مطبوعہ ایران میں تمام انبیاء کے
ساتھ پوشیدہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظاہر بظاہر

سرکار صدر العلماء و المستکملین علامہ السید محمد محمدی
الموسوی رضوان اللہ علیہ کا ایمان افروز بیان

حضرت امیر علیہ السلام نے ہر نبی اور ولی کی مدد فرمائی حتیٰ کہ جبرئیل علیہ السلام نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تا علیا مظهر العجاہب حضرت نوح علیہ السلام
کی مدد فرمائی سرکش جن جس نے سفینہ نوح کو غرق کرنا چاہا تو آپ نے اس کے ہاتھ کو
قطع کر دیا شیخ صدوق نے مجمع الروایق میں آپ کی ایک سو منقبت کا ذکر کیا ہے اور
منقبت خاص والستون میں فرماتے ہیں کہ مولا علیؑ نے تمام انبیاء کی پوشیدہ طور پر مدد

کی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کھلم کھلا مدد فرمائی
ملاحظہ فرمائیں طوابع الانوار ص ۸۹ مطبوعہ ایران

سرکار فخر الفقہاء والمصلحین آیت اللہ علامہ عبد الصمد ہمدانی شہید علیہ الرضوان کا بیان حق ترجمان

دلی مطلق جس صورت میں چاہتا ہے ظاہر ہوتا ہے اس لئے کہ خلقت مخلوقات
سے پہلے یہ لباس ظہور میں تھے۔ فرشتوں کے ساتھ عالم ارواح میں انبیاء کے ساتھ
عالم اشباح ہیں۔ یہ قوت ظہور رکھتے ہیں یہ ناصر انبیاء ہیں چنانچہ کتاب و سنت میں
وارد ہے کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہ السلام کے متعلق فرمایا و کما سلطانا مینا
اور احادیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یا علی ان اللہ
ایک النبیین سر او ایڈنی بک جھرا اے علی اللہ تعالیٰ نے آپ ذریعہ انبیاء کی سری مدد
کی اور میری ظاہری مدد فرمائی۔

ملاحظہ فرمائیں بحر المعارف ص ۲۸۵ مطبوعہ کربلا معلی

سرکار سلطان المفسرین علامہ فتح اللہ کاشانی اعلیٰ اللہ مقامہ کا بصیرت افروز بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنین سے فرمایا اے علیؑ آپ
انبیاء کے ساتھ پوشیدہ تھے اور میرے ساتھ ظاہر و بظاہر ہیں۔

اور احادیث و مبارکے سے واضح ہو چکا ہے کہ

آنحضرت در ہمہ ازمناہ با امر الہی بر صورتی کہ خواست متمثل می شدہ و امیر عجیبہ
ازوے منظور می آمدہ

کہ حضرت علیؑ ہر دور میں ہر زمانہ میں جس صورت میں چاہتے تھے بامر الہی ظہور
فرماتے تھے اور آپ سے بڑے عجائب و غرائب ظاہر ہوئے جیسا کہ دشت ارژن میں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے ظاہر ہے اسی وجہ سے آپ کا لقب منظر العجائب و منظر الغرائب ہے۔

ملاحظہ فرمائیں

تفسیر منج الصادقین جلد ہفتم ص ۳۵ مطبوعہ تہران ایران

سرکار علامہ کاشانی کی عظمت و جلالت

علامہ سید محمد باقر موسوی خوانساری طاب ثراہ فرماتے ہیں

مولیٰ فتح اللہ بن مولیٰ شکر اللہ کاشانی فاضل نبیل۔ عالم کامل جلیل فقیہ متکلم مفسر آپ سلطان شاہ طہاسب صفوی کے زمانہ کے علماء میں سے ہیں آپ کتابوں میں تفسیر منج الصادقین ہے جو کہ تفسیر کبیر کے نام سے مشہور ہے۔

آپ کی وفات حسرت آیات پر جو مرقیہ کہا گیا ہے اس کے دو بیت یہ ہیں
مفتی دین متین کاشف قرآن مبین

واقف سر قدر عالم اسرار قضا

ہادی وادی تفسیر کی در حل کلام

خاطرش بود اسرار یقین پردہ کشا

ملاحظہ فرمائیں روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات جلد پنجم ص ۴۴۶ مطبوعہ حوزہ علمیہ قم

یہ حقیقت کسی سے مخفی و مستور نہیں ہے کہ ادوار گذشتہ میں ہر زمانہ میں صرف ایک نبی ایک وقت میں مبعوث نہیں ہوا بلکہ مختلف مقامات پر کئی کئی نبی تشریف لائے تھے چنانچہ روایات میں موجود ہے کہ بنی اسرائیل نے ایک شب کئی سو انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا۔ چونکہ مختلف مقامات پر ایک وقت میں متعدد نبی مبعوث برسات تھے لہذا حضرت منظر العجائب علیہ السلام باذن خدا ان کے مددگار ہیں چنانچہ آیت اللہ خمینی طاب ثراہ نے مصباح الہدیۃ کے خطبہ میں فرمایا ہے حضرت امیر المومنینؑ فرشتوں کے آئینہ نگار اور انبیاءؑ و مرسلینؑ کے مددگار ہیں معلم الروحانیین و مؤید الانبیاء والمرسلین

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے

امام امت کا ناطق فیصلہ

سرکار قاطع المقصرین آیت اللہ العظمی الامام

الراحل السید روح اللہ الموسوی الغمینی رضوان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

پس آنحضرت بامقام ولایت کلیتہً اش در کنار ہمہ کس

استادہ و شاهد اعمال اوست و باممہ چیز ہمراہ است۔

ملاحظہ فرمائیں۔ مصباح الہدایۃ الی الخلافۃ والولایۃ

ص ۱۹۶ مطبوعہ اسلامی جمہوریہ ایران

پس حضرت امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مقام

ولایت کلیہ الہیہ کی بدولت ہر ایک کے پاس کھڑے ہیں اور اس

کے اعمال کے شاهد گواہ ہیں اور ہر چیز کے ساتھ موجود ہیں۔

حضرات مومنین!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حاضر و ناظر کے متعلق ہم نے دس

جلیل القدر علمائے اعلام کے نظریات مبارکہ پیش کئے ہیں اور

آخر میں رہبر انقلاب اسلامی امام امت کا ناطق فیصلہ پیش کیا ہے

جس میں آپ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر

ایک کے پاس کھڑے اس کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں اور اس پر

گواہ ہیں بلکہ کائنات کی ہر چیز کے ساتھ علی موجود ہیں آغا امام کا

یہ فیصلہ اور مبارک عقیدہ ہمارے موقف کی تائید کرتا ہے۔ اور
مفسرین کے نظریات فاسدہ و عقائد کاسدہ کی مذمت و رد کرتا
ہے۔

نواں ثبوت :-

محدثین نے روایت کیا ہے کہ ایک روز ایک شخص نماز صبح کے وقت خدمت رسول
اللہ میں حاضر ہوا۔ نہایت ہولناک صورت، عظیم الخلق، بلند آواز جیسے کہ بجلی کی
آواز۔ اور اس کی آنکھیں مثل شعلہ آتش بدنش اہل مسجد اس کی صورت دیکھ کر ڈر
گئے کہ اسی اثناء میں کہ وہ رسول اللہ سے باتیں کر رہا تھا کہ حضرت علیؓ آگئے اور کو
دیکھتے ہی اس شخص کے ہوش و حواس جاتے رہے اور وہ حواس باختہ ہو گیا اور خوف
کے مارے چیخنے لگا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ تمہیں کوئی خوف نہیں، ڈرو مت تیرا اس
آنے والے سے کیا تعلق ہے۔ اور کس بات سے ڈر گیا۔ اس نے کہا کہ میں سلیمان
بنیغیر کے زمانے میں سرکش شیاطین میں سے تھا پس ایک روز میں اپنے اصحاب کے
ساتھ نکلا اور ہم میں سرکش شیطان تھے اور میں ان کا سردار تھا۔ ”استراق السمع“
آسمانی خبریں اڑانے کے لیے چلے۔ جب ہم فضا میں بلند ہوئے اور آسمان سے نزدیک
ہوئے تو میں نے اس شخص (علیؓ) کو دیکھا کہ یہ ہمارے اوپر جھپٹا اور اس کے ہاتھ میں
آگ کا انگارہ تھا۔ جب یہ بزرگ ہمارے مقابل آیا تو میں نے سمندر میں سرچھپانا
چاہا۔ مگر قبل اس کے کہ میں سمندر تک پہنچوں وہ میرے سامنے آگیا۔ اور میرے وہ
انگارہ مارا۔ اور میں قصر سمندر میں جا پڑا۔ پھر اس نے اپنی ران کا زخم دکھایا جو مثل
ایک نالی یا خندق کے تھا۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکرائے اور فرمایا قدو کل
علی بن ابی طالب علیہ السلام۔ اہل الارض وخراسان اہل السماء حضرت علیؓ کو تمام اہل زمین
و اہل آسمان کی حفاظت و حراست پر موكل بنایا گیا ہے۔ ہر شے اس دل اللہ کے زیر
حمایت ہے۔“

پھر حضرت علیؓ کو نزدیک آکر رسول اللہ کے پاس بیٹھ گئے اور یہ شخص بوجہ خوف

آپ کو ترجیحی نظر سے دیکھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ڈرو مت تجھے کوئی خوف نہیں اپنی حاجت بیان کرو، اس نے اپنی حاجت بیان کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پورا کیا اور وہ چلا گیا۔

ملاحظہ فرمائیں۔ بحر المعارف ص ۳۳۱ مطبوعہ کربلا

افادہ:

رسول اللہ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امیر المؤمنین ارض و سماء کے نگہبان ہیں۔ پس یہ ثابت ہوا کہ یہ ارض و سماء پر ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

دسواں ثبوت:-

آئمہ طاہرین سے مروی زیارت میں وارد ہے۔ ”اَشْهَدُ اَنْكُمُ الْاَبْوَابُ اللّٰهُ“ و”مُفَاتِحُ رَحْمَةٍ“ و”مُقَالِدُ مَغْفَرَةٍ“ و”سَحَابُ رِضْوَانٍ“ و”مَصْنَعُ جَنَانٍ“ و”حَمْدُ فِرْقَانٍ“ و”خَزَنَةُ عِلْمٍ“ و”حِفْظَةُ سِرِّهِ“ و”مَحْبُوطَةُ وَجْهِهِ“ و”اَمَانَاتُ النُّبُوَّةِ“ و”وَدَائِعُ الرِّسَالَةِ“ اَتَمُّ اَمْنَاءِ اللّٰهِ و”اَحِبَّاءُ“ و”عِبَادُ“ و”اَصْفِيَائِهِ“ و”اَنْصَارُ تَوْحِيدِهِ“ و”ارْكَانُ تَجْمِيدِهِ“ و”دَعَاةُ اِلَى كِتَابِهِ“ و”حُرُوسَةُ خَلْقَاتِهِ“۔

ملاحظہ فرمائیں:- بحار الانوار جلد نمبر ۱۰۲- ص ۱۶۳-۱۶۴ مطبوعہ بیروت لبنان۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ فیوض ربانی کے باب ہیں (یعنی ایسے ابواب جن سے احکامات ربانیہ صادر ہوتے ہیں ایسا باب جو لوگوں کو خدا تک پہنچائے۔ آپ رحمت خداوند کی چابیاں اور مغفرت الہی کی کلید ہیں آپ مصناج جنان اور سحاب رضوان ہیں۔ آپ حاملان قرآن آپ ہی علم الہی کے خزانے اور اسرار الہی کے محافظ۔ آپ امنا اللہ اور اس کے احباء ہیں۔ وحی الہی آپ پر آتی ہے۔ آپ کو امانت نبوت و رسالت و ولایت کی گئی ہے۔ آپ اس کے خاص بندے اور اصفیاء ہیں۔ آپ ہی اس کی توحید کے مددگار ہیں اور آپ ہی ارکان تجمید ہیں۔ آپ اس کی کتابوں کی طرف دعوت دیتے ہیں اور آپ مخلوق کے نگہبان و محافظ ہیں۔

افادہ:- یہ ہستیاں نگہبان مخلوقات ہیں۔ پس جہاں جہاں خلق خدا ہے وہاں وہاں یہ

حاضر و ناظر ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ عوالم امکانیہ چونکہ مخلوق ہے۔ لہذا یہ جہان ہستی کے ہر ذریعے پر حاضر اور اس کے نگہبان ہیں۔

گیارہواں ثبوت :-

عن المفید قال الصادق فی حدیث بدر لقد کان لیلال الجرح من المشرکین فیقتل من جرح فیقول علی ابن ابی طالب۔

ملاحظہ فرمائیں۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد اول ص ۲۸۵ مطبوعہ مدینہ المعجزہ ص ۳۲ مطبوعہ ایران

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں مشرکین کے جس زخمی سے پوچھا جاتا تو وہ یہی کہتا ہوا نظر آتا کہ مجھے علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مارا۔

بارہواں ثبوت :-

مقدار بن اسود اگندی روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر المومنینؑ جنگ خندق کے دن عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کے بعد خندق کے پاس کھڑے ہو کر اپنی تلوار سے خون صاف کر رہے تھے اور اس کو ہوا میں گھما رہے تھے اور کفار کا لشکر سترہ فرقوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ اور ہر ایک اپنے پیچھے مولا علیؑ کو دیکھ رہا تھا۔ کہ وہ ان کو تلوار سے کاٹ رہے تھے۔

ملاحظہ فرمائیں شرح زیارت جامعہ کبیرہ جلد ۳ ص ۷۲، مطبوعہ ایران مدینہ المعجزہ ص ۷۰ مطبوعہ ایران

تیرہواں ثبوت :-

جنگ خندق میں کفار کے لشکر سترہ ٹولیوں میں تقسیم تھے اور ہر ایک مولا علیؑ کو اپنے پیچھے دیکھ رہا تھا نیز ابن شہر آشوب نے شیخ مفید کی کتاب العیون والخاص سے نقل کیا ہے کہ امام حضرت جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں مشرکین کے ہر زخمی ہونے والے سپاہی سے پوچھا جاتا تھا کہ تجھ کو کس نے قتل کیا تو وہ کہتا تھا کہ علیؑ نے

اور یہ کہہ کر وہ مرجاتا تھا اور صاحب کتاب بستان الواطین نے بھی لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے حدیث معراج میں فرمایا کہ جب میں واپس آیا اور آسمان میں دیکھا کہ ہر آسمان میں حضرت علیؑ نماز پڑھا رہے ہیں اور فرشتے ان کے پیچھے کھڑے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مناقب جلد ص

تائید مزید:-

علامہ شیخ محمد تقی البرغانی قدس سرہ فرماتے ہیں:-

عجب نیست از اسرار امیر المومنین و معجزات باہرہ او این حدیث با مقدار در جنگ خندق کہ سبق اشارہ شد صریح می باشد در ظہور آنجناب در صورت و مثالی کہ خواستہ باشد۔ آل جناب خود بندہ اللہ بودند و محض ارادہ ہر چیزی موجود مظهر جمال و جلال مقدرۃ الہی بودند چنانچہ جناب اقدس دو ہر اکمہ حاضر خود لامکان است۔ نظیر این ازاں جناب مکرر ظاہر شدہ از انجملہ در حرب بصرہ در کتب انیس السراء و کتب مجلی فافلا عنہ عن جابر قال کنت مع علیؑ فی غزوۃ البصرۃ کان سبعون الف رجل معہ عائشہ مارائیت منہما الا انہ قال جرحنی علیؑ و مارائیت مقتولا " الا انہ قال قتلنی علیؑ و ما کنت فی المہمۃ الا سمعت صوت علیؑ و ما کنت فی المیرہ الا سمعت صوت علیؑ و ما کنت فی القلب الا سمعت صوت علیؑ از این واضح شد سران کہ آنجناب دریلستہ واحد دو چہل مکان مہمانی حاضر شدند۔

ملاحظہ فرمائیں۔ مجالس المستقین

جنگ خندق کے متعلق جناب مقدار سے روایت شدہ واقعہ امیر المومنینؑ کے اسرار و معجزات باہرہ سے بعید نہیں ہے۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنجناب جس صورت میں چاہتے تھے، ظاہر ہوتے تھے۔ اور آنجناب خدا کے بندے تھے۔ اور ہر موجود شے کے متعلق محض ارادہ کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے جلال و جمال کے مظهر بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ محبوب حقیقی خود لامکان ہے۔ اور ہر مقام پر حاضر ہے۔ امیر المومنینؑ سے ان واقعات کے نظائر مختلف مقامات پر ظاہر

ہوئے۔ چنانچہ جنگ صفین میں بھی ایسا واقعہ رونما ہوا کتاب الجلی اور انیس السراء وغیرہ میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ جنگ صفین میں میں جناب کے ساتھ تھا اور دوسری طرف لشکر میں ستر ہزار مرد تھے۔ میں نے جس شکست خوردہ کو دیکھا وہ یہی کہہ رہا تھا کہ مجھے علیؑ نے شکست دی، جس زخمی کو دیکھا وہ بھی یہی کہہ رہا تھا کہ مجھے علیؑ نے زخمی کیا لشکر کے سینہ و میرہ اور قلب میں ہر طرف مجھ کو امیر المومنینؑ ہی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ان واقعات سے وہ راز بھی کھل جاتا ہے کہ امیر المومنینؑ آن واحد میں ایک ہی رات میں چالیس گھروں میں مہمان تھے۔

چودھواں ثبوت :-

اصحاب حدیث نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے جنگ صفین کے معرکہ میں امیر المومنینؑ کو دیکھا آپ کے سر پر سبز عمامہ تھا اور آپ کی آنکھیں رعب و جلال کی وجہ سے روشن چراغ معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ اپنے اصحاب کے ایک گروہ میں کھڑے تھے۔ جس طرح کہ ستاروں کے جھرمٹ میں چاند ہوتا ہے۔ وہ ان کو جنگ و جدال کی ترغیب دلا رہے تھے۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے ہیں میں ایک طرف کو کھڑا ہوا تھا اتنے میں معاویہ کی فوج کا ایک دستہ نکلا جس کا نام الکلیتہ الشبائب تھا جس میں بیس ہزار شمسوار، بیس ہزار گھوڑوں پر سوار تھے اور لوہے کی مضبوط ذرہوں میں لمبوس تھے۔ خودوں کے نیچے سے ان کی آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ ان کے طمطراق کو دیکھ کر عراقی لشکر کانپ گیا۔ جب حضرت امیر المومنینؑ نے یہ حالت دیکھی تو عراقیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ”اے اہل عراق! تم کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ تو صرف ٹیڑھے خول ہیں۔ جن کے اندر سمے ہوئے دل اور مڈی کی سی ٹانگیں ہیں۔ جو اس طرح لرز رہی ہیں جس طرح ہوا میں مڈی کانپتی ہے۔ یہ تو محض باغی ہیں۔ اگر ان کو اہل حق کی آبدار تلواروں نے مس کیا تو یہ اس طرح منتشر ہو جائیں گے جس طرح آگ پر پروانے بکھرتے ہیں۔ اور تم دیکھو گے کہ ان کے اندر ایسی بھگدڑ مچے گی۔ جس طرح تیز آندھیوں میں مڈیوں کی شامت آئی ہو۔ پھر آپ ایک دم شامی لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان کو چکی کی طرح گردش دی۔ تھوڑی دیر تک گھسان کی جنگ

رہی۔ پھر یکایک غبار اٹھی اور ہوا میں کئی ہوئی کھوپڑیاں اور ہاتھ لراتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اور لاشوں کے انبار لگ گئے۔ امیر المومنینؑ واپس آئے تو تلوار سے خون ٹپک رہا تھا۔ اور یہ آیت پڑھتے ہوئے خراں خراں چلے آرہے تھے۔

فَقَاتِلُوا آلَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا آيْمَنَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ

سورۃ توبہ جب شامیوں نے ہوش سنبھالا

تو ان کے سینوں سپاہی مولیٰ گاجر کی طرح کٹے پڑے تھے۔ جو بچ گئے تھے انہوں نے معاویہ کے پاس جا کر دم لیا۔ معاویہ نے اپنی شکست فاش پر کف افسوس ملتے ہوئے ان کو بھاگنے پر خوب لعنت و ملامت کی اور ہر ایک نے یہ جواب دیا کہ ہم کیسے نہ بھاگتے جو نبیؐ ہم پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھتے تھے۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ علیؑ ہم سے ہم سب میں سے ہر کسی کے پیچھے حملہ کر رہے تھے۔ معاویہ نے تعجب سے کہا تم پرویل ہو، ایک علیؑ تم متفرق جماعتوں کے پیچھے کیونکہ بھاگ رہے تھے۔

ملاحظہ فرمائیں۔

مدغنته المعابر ص ۷۰ مطبوعہ ایران صحیفۃ الابرار جلد دوم ص ۳۵ مطبوعہ ایران

پندرہواں ثبوت :-

ابن ابی جہر اسحاقی مجلی میں اور صاحب کتاب انیس السمراء و سمیرائے اپنی کتاب میں جابر سے روایت کر کے لکھا ہے کہ میں جنگ جمل میں مولا علیؑ کے ہمراہ تھا۔ ہمارے مقابلے میں آنے والوں کے پاس ستر ہزار کا لشکر جبار تھا۔ میں نے اس جنگ میں جس شکست خوردہ کو بھی دیکھا وہ یہی کہتا ہوا نظر آرہا تھا کہ مجھے علیؑ نے زخمی کیا جو بھی جان دے رہا تھا وہ یہی کہہ رہا تھا کہ مجھے علیؑ نے مارا۔ لشکر کے میزہ میسرہ اور قلب میں ہر طرف مولا علیؑ کی لکار سنائی دے رہی تھی۔ میں نے غلہ سے پوچھا تجھے کس نے مارا کہا امیر المومنینؑ نے میں نے برا نکلیجھو کہہ کے کہا اے گردہ بلیقہ و لشکر ابلیس! علیؑ نے کیسے تیر پھینکا اس کے پاس تو صرف تلوار ہے۔ کہا اے جابر تو انہیں دیکھ نہیں رہا جو کبھی ہوا میں بلند ہو رہے ہیں تو کبھی نیچے آرہے ہیں۔ کبھی مشرق کی

طرف سے تو کبھی مغرب کی جانب سے آرہے ہیں۔ مشرق و مغرب کے فاصلے ان کے لئے سمٹ کر ایک ہو گئے۔ وہ کسی سوار کے پاس سے نہیں گزرے مگر یہ کہ اسے منہ کے بل گرایا، مارا یا قتل کیا یا کما اے دشمن خدا مر جا پس وہ مر گیا جن میں سے بچا کوئی بھی نہیں۔

ملاحظہ فرمائیں :- بحر المعارف ص ۳۹۵/۳۹۴ مطبوعہ کربلا مطبع

صحیفہ الاررار جلد ۲ ص ۳۰ مطبوعہ تہریز ایران

قصص العلماء ص ۷۷ مطبوعہ ایران

سولہواں ثبوت :-

حضرت امیر المومنینؑ کا ارشاد حق بنیاد۔

اتباع رسول اللہ فی الارض و فی السماء۔ یعنی لیلۃ المعراج

میں زمین و آسمان میں رسول اللہ کے ساتھ تھا۔ (یعنی شب معراج)

مولانا علیہ السلام کے اس فرمان میں مع (جس کے معنی معیت کے ہیں) طرف ہے جو

مضاف ہو کر مستعمل ہوتا لہذا اس سے مراد معیت زمان و مکان دونوں ہو سکتی ہے۔

مولانا کے فرمان کا مقصد یہ ہوا کہ جس وقت اور جہاں جہاں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلمؐ میں ساتھ ساتھ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضورؐ نے فرمایا ”انک تسمع ما اسمع وترى ما اری“

اے علیؑ جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو اور جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو! فرق

صرف اتنا ہے کہ تم بنی نہیں بلکہ (میرے) وزیر ہو۔

ملاحظہ فرمائیں :- بحر المعارف ص ۳۹۲ مطبوعہ کربلا مطبع عراق

سترہواں ثبوت :-

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ لماعرج لی الی السماء ونوت من ربی عزوجل حتی کان بنی

وبینہ قلاب قوسین او ادنی فقال یا محمد من تحب من الخلق قلت یارب علیاً قال

فاتفت عن یاری فاذا علی ابن ابی طالبؑ۔

ملاحظہ فرمائیں :- امامی شیخ طوسی۔ جلد اول ص ۳۶۲ مطبوعہ قم ایران۔

طوابع الانوار ص ۹۱۔ مطبوعہ تہران ایران۔

تفسیر صانی

تفسیر برہان

صحیفۃ الابرار

تفسیر البصائر جلد ۳۲ ص ۲۲۳ مطبوعہ ایران

بحار الانوار جلد ۱۸ ص ۴۰۶ مطبوعہ لبنان بیروت

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جب میں مقام قاب قوسین پر پہنچا تو آواز آئی اے میرے رسولؐ آپ مخلوق میں کس کو پسند کرتے ہیں۔ میں نے کہا اے میرے اللہ میں علیؑ سے محبت کرتا ہوں۔ خداوند عالم نے کہا کہ اپنے بائیں طرف دیکھ جب دیکھا تو بائیں طرف علیؑ میرے ساتھ کھڑے تھے۔

اٹھارہواں ثبوت :-

بریدہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار پر انوار میں بیٹھا ہوا تھا حضرت علیؑ بھی آپؐ کے پاس تشریف فرما تھے۔ حضورؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا خدا نے تجھ کو میرے ساتھ سات مقاموں پر حاضر نہیں کیا؟ حتیٰ کہ آپؐ نے مقام چہارم کا ذکر فرمایا کہ جمعہ کی رات مجھے زمینوں اور آسمانوں کے ملک دکھائے گئے اور پروے اٹھائے گئے۔ حتیٰ کہ میں نے ان کے اندر کی ہر چیز دیکھ لی پس اے علیؑ میں اس وقت آپؐ کے دیکھنے کا بہت مشتاق ہوں۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ دعا مانگنے کے بعد جب میں نے دیکھا تو آپؐ میرے ساتھ تھے پس میں نے کچھ نہیں دیکھا مگر آپؐ نے وہ سب کچھ میرے ساتھ دیکھا۔

ملاحظہ فرمائیں۔ بحر المعارف ص ۳۹۲ مطبوعہ کربلا معلیٰ عراق

ولی مطلق اور معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ

مکتب مقدس کی روایات متکاثرہ و متضافرہ سے یہ ثابت ہے مقام قاب قوسین پر حضرت امیر المومنینؑ سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس موجود تھے۔

اولاً "خداوند عالم سے لقد راہ من آیت ربہ الکبریٰ فرما کر اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔

اصول کافی میں ہے حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں قسم بخدا مجھ سے بڑھ کر کوئی بزرگ نشانی "آیت کبریٰ" نہیں۔

ثانیاً "دعائے مبارکہ ندبہ میں وارد ہے

سبحت لہ البراق و عرجت بروح الی سما تک

اور براق کو حضورؐ کے مطیع کر دیا اور آپ کو روح کے ہمراہ آسمانوں کی معراج ہوئی قابل غور عرجت بروح یعنی روح کے ہمراہ کے الفاظ ہیں۔

مراد از روح محمدیؐ

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ارشاد فرماتے ہیں
وجعل احدہما نفسہ والآخر روحہ لا یقوم واحد بغیر صاحبہ
ملاحظہ فرمائیں

تأویل الایات جلد اول ص ۳۹۸ مطبوعہ حوزہ علیہ قم ایران

تفسیر البرہان جلد سوم ص ۱۹۳ مطبوعہ حوزہ علیہ قم ایران

اور (خداوند عالم نے نور محمدیؐ و علویؑ) میں سے ایک کو نفس اور دوسرے کو روح قرار دیا اور ان کے درمیان ایسا تعلق پیدا کیا کہ ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے جہاں نبی ہوں گے وہاں ولی ہوں گے ان میں انفکاک نہیں اس لئے دعائے ندبہ میں عرجت بروح الی سما تک فرمایا گیا ہے کہ پردروگار عالم نے رسالت مآب کو روح کلی الحی ولایت مآتب کے ہمراہ معراج کرائی۔

آیت اللہ المرحوم السید روح اللہ موسوی خمینی طاب ثراہ کا عقیدہ
الرفق الاعلیٰ فی مقام او ادنیٰ معلم الروحانیین و موید الانبیاء و المرسلین علی امیر المومنین
ملاحظہ فرمائیں مصباح الہدایہ ص ۷۱ مطبوعہ ایران

درود و سلام حضرت امیر المومنین علی پر جو مقام او ادنیٰ میں رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے رفیق سفر معراج ہیں اور فرشتوں کے استاد اور انبیاء و مرسلین کے
ناصر و مددگار ہیں۔

تصویر سفر میں ساتھی نہیں ہوتی اصل رفیق ہی ساتھ ہوتا ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے خود فرمایا پہلے رفیق بناؤ پھر سفر کرو لہذا سفر معراج کا
رفیق سوائے امیر المومنین اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے کوئی نہیں۔

ثقتہ جلیل القدر السید ابن طاووس علیہ الرضوان فرماتے ہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شب معراج مقام بیت اللہ
الاقصیٰ پر تھے تو جبرائیل علیہ السلام نے نماز کے لئے پکارا قد قامت الصلوۃ تو انبیاء
علیہم السلام تشریف لائے پس میں نے اپنی دائیں طرف دیکھا تو میرے جد حضرت
ابراہیم علیہ السلام موجود تھے اور ان کے دائیں بائیں فرشتے تھے اور جب میں نے
بائیں طرف دیکھا تو میرے بھائی میرے وصی علی ابن ابی طالب علیہ السلام میرے پاس
موجود تھے اور ان کے دائیں بائیں فرشتے تھے نماز کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے مجھے سے اور علی علیہ السلام سے مصافحہ فرمایا۔

بحار الانوار جلد ۱۸ ص ۱۳۷ مطبوعہ بیروت لبنان

انیسویں ثبوت :-

آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

یا علی انک تمسح ما اسح و تری ما یری

اے علی جو میں سنتا ہوں تم سنتے ہو اور جو میں دیکھتا ہوں تم بھی وہی دیکھتے ہو۔

ملاحظہ فرمائیں۔ بحر المعارف ص ۳۴۴ مطبوعہ کربلا معلیٰ عراق

سرور کائنات نبی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد حق بنیاد
 جان لو شب معراج آسمان سوم پر میرے لئے ایک نورانی منبر لگایا گیا جس کو میں
 نے رونق بخشی حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک زینہ نیچے بیٹھے اور دیگر تمام انبیاء
 مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین میرے منبر کے اطراف میں بیٹھ گئے۔
 اتنے میں علی ابی طالبؑ ایک نوری تاقہ پر سوار آگئے آپ کا رخ مبارک مثل
 مہتاب روشن و منور تھا۔

ان کے ساتھ ان کے اصحاب (اوصیاء) تھے۔
 حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون
 سے نبی معظم اور ملک مقرب ہیں۔
 میں نے کہا یہ نہ تو نبی معظم ہے اور نہ ملک مقرب ہے بلکہ یہ میرے براور۔ ابن عم
 اور داماد اور میرے علم کے واٹ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔
 ملاحظہ فرمائیں۔

مجمع البحرین جلد چہارم ص ۳۵۲ مطبوعہ ایران

معصومین علیہم السلام اور شب معراج
 حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 شب اسراء آسمان پر خداوند عالم نے میری طرف وحی فرمائی ان سل من ارسلنا من
 قبلك من رسلنا علی ما حشا؟
 آپ ان انبیاء سے سوال کریں جو پہلے مبعوث ہوئے کہ وہ کس اقرار پر اس عہدہ
 جلیلہ پر فائز ہوئے؟
 پس میں نے انبیاء ماسبق سے سوال کیا تو تمام نبیوں نے جواب میں فرمایا علی بنو تک و
 ولایت علی بن ابی طالبؑ والائمتہ منکما
 آپ کی نبوت اور علیؑ اور ان ذریت میں سے ائمہ اطہار کی ولایت کے عہد پر اقرار پر
 مبعوث نبوت و رسالت ہوئے

پھر وحی ربانی ہوئی اے محمد یمین عرش کی طرف دیکھو پس میں نے پلٹ کر دیکھا حضرات
ائمہ علی امام حسن اور امام حسین امام سجاد امام باقر امام جعفر صادق امام موسیٰ امام
علی امام محمد تقی امام علی نقی امام حسن عسکری اور امام محمدی صلوات اللہ علیہم اجمعین
مقام نورانی پر کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

ملاحظہ فرمائیں

بحار الانوار جلد ۱۸ ص ۲۹۷ مطبوعہ بیروت لبنان

مدینۃ العاجز ص ۱۳۳ مطبوعہ ایران

بیسواں ثبوت :-

محدثین کوفہ رضوان اللہ علیہم سے روایت ہے کہ حضرات ائیین شریفین صلوات اللہ
علیہما جب نجف اشرف میں اپنے پدر بزرگوار کا جنازہ مبارک لے کر جا رہے تھے تو
اتنے میں ایک سوار ظاہر ہوا جس کے چہرے پر نقاب تھی اور مشک و عنبر کی خوشبو ہر
طرف پھیل رہی تھی اس سوار نے سلام کیا اور سرکار امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو
مخاطب ہو کر فرمایا ”آپ حسن بن علی، عظیم العلم اور صاحب شرف جلیل اور خلیفہ
امیر المومنین ہیں اور یہ سبط الرحمت رضيع الصمت اور ربیب الحکمتہ ہیں اور آئمہ
حدی کے باجپے ہیں۔ حضرت امام حسن نے فرمایا کہ ہمیں حضرت امیر المومنین علیہ
السلام نے وصیت فرمائی ہے کہ ہم سلام صرف خضر و جبریل کو کہیں۔ آپ کون ہیں؟
کلثف النقاب فاذا هو امیر المومنین سوار نے اپنے چہرے سے نقاب الٹی تو جمال
نورانی امیر المومنین علی کا آفتاب عالم تاب طلوع ہوا۔

”ثم قال یا ابی ابا محمد انه لا تموت نفس الا و - شهدھا اننا - شهد جسدہ“

پھر حضرت امام حسن سے فرمایا ”اے ابو محمد کوئی مرنے والا اس وقت تک نہیں مرنے
جب تک میں اس پر گواہی نہ دوں۔ (میں مشارق و مغارب میں ہر مرنے والے کے
سرہانے موجود ہوں) حتیٰ کہ اپنے جنازے پر بھی حاضر ہوں۔

جو ہر ایک کی موت کا شاہد ہو گیا وہ اپنی شہادت کا گواہ ہو سکتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں۔ بحار الانوار جلد ۳۲ ص ۳۰۰/۳۰۱ مطبوعہ بیروت لبنان

مدینۃ المعجز، ص ۱۷۳ تا ۱۷۷ مطبوعہ ایران

مجلس المتقین، مجلس سابع والفقہین مطبوعہ ایران۔ چاپ قدیم

صحیفۃ الارباب، جلد دوم ص ۱۰۲ مطبوعہ تبریز ایران

انوار المواہب، جز دوم ص ۱۵۱ مطبوعہ قم مقدسہ ایران

القطرة من مناقب النبی والعترة جلد اول ص ۱۲۶ مطبوعہ نجف اشرف

بحر المعارف، ص ۳۸۵ تا ۳۸۶ مطبوعہ کربلائے معلی عراق

طوابع الانوار، ص ۲۵۱ مطبوعہ ایران

اکیسواں ثبوت

حضرت امیر المومنین کا فرمان واجب الاذعان :-

ثقفہ جلیل ابو الریح الشامی علیہ الرضوان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کشف الحقائق امام جعفر صادق کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ مجھے عمرو بن اعحق نے ایک حدیث سنائی ہے۔ مولا علیہ السلام نے فرمایا بیان کرو۔ ابو ریح شامی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ عمرو بن اعحق کہتے ہیں کہ ایک روز جب میں امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو مولا نے میرے چہرے کی زردی دیکھتے ہوئے فرمایا ”تمہارے چہرے پر زردی کیسی ہے“ میں نے عرض کیا مولا بیمار ہوں اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ ”ہم تمہاری خوشی پر خوش ہوتے ہیں اور تمہاری غمی پر غمگین اور بیماری میں بیمار ہوتے ہیں۔ جب تم دعا مانگتے ہو تو ہم آمین کہتے ہیں“ عمرو بن اعحق نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا میں سمجھ گیا مگر جب ہم دعا مانگتے ہیں تو آپ آمین کہتے ہیں ”امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا“ ہمارے لئے حاضر و غائب دونوں برابر ہیں۔“

یہ سن کر حضرت، امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ”جو کچھ عمرو بن اعحق نے بیان کیا وہ سچ ہے۔“

ملاحظہ فرمائیں :- بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۱۳۱/۱۳۰ مطبوعہ بیروت لبنان

طوابع الانوار ص ۲۵۱

بایکسواں ثبوت

حضرت امام محمد باقر کا ارشاد حق بنیاد:-

مسلم بن ربیع ثقفی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر نے ایک افریقی آدمی سے پوچھا کہ راشد کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا میرے آتے وقت وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھا۔ مولا نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ اس شخص نے کہا کیا وہ مر گیا؟ فرمایا ”ہاں“۔ اس نے پھر پوچھا ”وہ کب“ آپ نے فرمایا ”تمہارے آنے کے دو دن بعد“ اس شخص نے کہا ”بخدا اسے تو کوئی بیماری یا تکلیف نہ تھی“۔ آپ نے فرمایا ”اکثر لوگ بغیر بیماری کے بھی مر جاتے ہیں۔“ اس افریقی نے امام سے پوچھا ”راشد کیسا آدمی تھا؟“ حضرت نے فرمایا ”وہ ہمارا محب اور دوست تھا“ آپ نے مزید فرمایا ”کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تمہارے ساتھ ہماری دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے کان موجود نہیں“ واللہ ما یخفی علینا شی من اعمالکم فاحضرونا جمیعاً۔ بخدا تمہارا کوئی عمل ہم سے پوشیدہ نہیں ہمیں اپنے پاس حاضر سمجھو۔“

ملاحظہ فرمائیں:- دلائل الامامت طبری ص ۱۰۱/۱۰۰ مطبوعہ نجف اشرف عراق۔

مدینۃ العاجزہ۔ ص ۳۳۰ مطبوعہ تہران۔ ایران۔ بحار الانوار جلد ۴۶ ص ۲۴۴

مطبوعہ بیروت

تیسواں ثبوت

حضرت کشف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد:-

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ”جب زائر غسل کر کے حضرت سید الشهداء امام حسین کی زیارت کا قصد کرتا ہے تو ”فناہ محمدیا دفن اللہ البشرو المراقب فی الجنة“ اے اللہ کی طرف چلنے والے تجھے بشارت ہو کہ تو جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔“ اور حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اے زائر! میں دنیا و آخرت میں تمہاری جمیع حاجات کو پورا کرنے اور تم سے مصائب و آلام دور کرنے کا ضامن ہوں۔“ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

و سلم اور حضرت علیؑ زائر کے دائیں اور بائیں ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ اپنے گھروں میں واپس چلے جاتے ہیں۔“

ملاحظہ فرمائیں :- تہذیب الاحکام، جلد ششم، ص ۵۳، مطبوعہ تہران ایران
بحار الانوار، کتاب الزار جلد ۱۰۱ ص ۱۲۷ مطبوعہ بیروت لبنان

حضرت قرآن ناطق امام جعفر صادقؑ کے اس فرمان واجب الاذعان سے مندرجہ ذیل نکات اعتقادی منکشف ہوتے ہیں۔

اولاً :- زائرین جب سرکار سید الشهداءؑ کی زیارت کا قصد کرتے ہیں تو ان ذوات قدسیہ کے علم میں ہے کہ فلاں جگہ سے زائر آمادہ سفر زیارت ہے۔ صرف کہ ارض پر بسنے والے انسان ہی نہیں بلکہ جنات، ملائکہ اور دیگر عوالم کی رہنے والی مخلوق زیارت کے لیے ہر وقت آتی ہے۔ یہ ذوات قدسیہ ہر زائر کے قصد زیارت سے آگاہ ہیں۔ ثابت ہوا کہ ان کا علم کلی حضوری ہے۔ یہ دل کے بھید کو جانتے ہیں اور کائنات پر احاطہ تامہ رکھتے ہیں۔

مثلاً :- حضرت امیر المومنینؑ نہ صرف دنیا میں مشکل کشا اور حاجت روا ہیں بلکہ آخرت میں بھی مشکل کشا ہیں۔ زاہرین کے حوائج اور مصائب کو ان سے دور کرتے ہیں اور ان کے ضامن ہیں۔

مثلاً :- روایت میں وارد ہے کہ آنحضرتؐ اور امیر المومنینؑ زائر کے دائیں، بائیں چلتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ زیارت سے مشرف ہو کر گھر پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ واضح ہے کہ ایک وقت میں لاکھوں جگہوں سے زائر چلتے ہیں اسلام آباد سے چنڈی، پشاور کراچی کوئٹہ لاہور اور مختلف شہروں اور ملکوں سے زائر ہر وقت زیارت سے مشرف ہونے کے لیے چلتے ہیں اور یہ ذوات قدسیہ ہر زائر کے ساتھ ہیں۔ پس یہ ثابت ہو گیا کہ اولیاء الرحمن صلوات اللہ علیہ الملک النان ہر وقت ہر جگہ حاضر بھی ہیں اور موجود بھی

چوبیسواں ثبوت :-

روایت بیان کی محمد بن علی ماجویہ اور محمد بن موسیٰ المتوکل اور احمد بن زیاد بن جعفر

الہدائی اور حسین بن ابراہیم بن تائمہ اور حسین ابراہیم بن احمد بن ہشام المودب اور علی بن عبد اللہ الوارق، علی بن ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے ابوالصلت ہروی رضوان اللہ علیہ سے روایت کی ہے جو کہ حضرت ثامن الاولیاء حضرت امام علی رضاؑ کے مقرب ترین صحابی تھے۔ حضرت امام علی رضاؑ کی شہادت کے بعد مامون کے حکم سے آپ کو زندان میں ڈال دیا گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک سال تک زندان میں رہا۔ ظلم و ستم عباسیہ سے تنگ آگیا۔ ایک رات دعا و عبادت میں مشغول رہا۔ حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کا واسطہ وسیلہ دے کر دعا مانگی کہ مجھے رہائی عطا ہو۔ ابھی میری دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا حضرت امام محمد تقی علیہ السلام زندان میں موجود ہیں۔ اور فرمایا! اے ابوالصلت کیا تکالیف زندان سے دل گھبرا گیا ہے۔ عرض کیا ”بخدا میرے مولا میں عاجز آگیا ہوں۔ فرما ”اٹھو! آپ نے زنجیروں پر ہاتھ پھیرا تو زنجیروں کے سارے حلقے کھل گئے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور زندان سے باہر لے آئے۔ دربانوں نے مجھے دیکھا مگر حضرت کے رعب و جلال سے کسی میں زبان کھولنے کی جرات نہ تھی جب آپ مجھے باہر لے آئے تو مجھ سے فرمایا ”جاؤ خدا حافظ! اب نہ مامون تمہیں دیکھے گا اور نہ ہی تم اس کو دیکھو گے ابوالصلت فرماتے ہیں کہ جیسے میرے مولا نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔

ملاحظہ ہو۔ عیون اخبار الرضا جلد دوم ص ۲۳۵ مطبوعہ ایران

پچیسواں ثبوت :-

حضرات طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے آداب میں یہ ہے کہ حرم اقدس میں ضریح اقدس تک پہنچنے سے پہلے رواق میں کھڑے ہو کر ضریح کی طرف رخ کر کے اذن دخول طلب کیا جاتا ہے۔ ہر معصوم کا اذن دخول ہے۔ مثلاً امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زیارت کے وقت جو اذن پڑھا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے ”ادخل یا رسول اللہ ادخل یا نبی اللہ ادخل یا محمد بن عبد اللہ ادخل یا امیر المؤمنین ادخل یا اباحمٰن الحسن ادخل یا اباعبد اللہ الحسین ادخل یا ابامحمد بن الحنفیہ ادخل یا اباجعفر محمد بن علی ؑ

ادخل یا ابا عبد اللہ جعفر بن محمد، ادخل یا مولائے یا ابا الحسن موسیٰ بن جعفر۔
 ملاحظہ فرمائیں۔ مفتاح الجنان ص ۳۷۶ مطبوعہ بیروت۔

یا رسول اللہ مجھے اجازت ہے میں اندر آ جاؤں۔ یا امیر المومنین مجھے اجازت ہے میں
 اندر آ جاؤں یا حسن بن علی اجازت ہے میں اندر آ جاؤں یا ابو عبد اللہ مولا حسین مجھے
 اجازت ہے میں اندر آ سکتا ہوں۔ یا مولا سجاد مجھے اجازت ہے میں اندر آ سکتا ہوں۔ یا
 مولا باقر مجھے اجازت ہے میں اندر آ سکتا ہوں یا مولا امام جعفر صادق مجھے اجازت ہے
 میں اندر آ سکتا ہوں۔ یا مولا موسیٰ کاظمؑ اجازت ہے میں اندر داخل ہو سکتا ہوں۔
 مومنین کرام غور فرمائیں یہ اذن دخول امام ہفتم موسیٰ بن جعفرؑ کی زیارت کا ہے زائر
 رسول خدا سے اجازت مانگ رہا ہے جن کا حرم مدینہ منورہ میں ہے۔ حضرت علی سے
 اذن طلب کر رہا ہے جن کا حرم نجف میں ہے۔ سرکار حسن مجتبیٰ سے اجازت مانگ رہا
 ہے جن کا حرم جنت البقیع میں ہے۔ اس طرح زائر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت
 مانگ رہا ہے۔ آپ کا حرم کربلائے معلیٰ میں ہے۔ اور حضرات ائمہ سجادہ مولا
 باقرؑ، مولا صادقؑ، علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اجازت مانگ رہا ہے جب کہ آپ کے حرم
 مدینہ، جنت البقیع میں ہے۔ زائر کا حرم حضرت موسیٰ کاظمؑ السلام میں یہ اذن دخول
 پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ذوات مقدسہ یہاں موجود ہیں۔ اسی طرح کے اذن
 دخول ہر معصوم کے بارگاہ میں حاضری کے وقت پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح کا ایک اور
 اذن دخول تیر کا "ہم زیب قرطاس کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔"

چھبیسواں ثبوت :-

ثقتہ جلیل غلام بزرگوار حضرت سید ابن طاووس علیہ الرضوان فرماتے ہیں کہ جب تم
 سامرہ پہنچ جاؤ

تو غسل زیارت کر کے پاک و پاکیزہ لباس پہن کر نہایت وقار و سکون سے زیارت کو
 روانہ ہو اور جب حرم مبارک کے دروازے پر پہنچو تو اندر داخل ہونے کی اجازت
 اس طرح طلب کرو ادخل یا نبی اللہ ادخل یا امیر المومنین ادخل یا فاطمۃ الزہرا سیدۃ
 نساء العالمین ادخل یا مولای الحسن بن علی ادخل یا مولای الحسین بن علی ادخل یا

مولای علی بن الحسین ء ادخل یا مولای محمد بن علی ادخل یا مولای جعفر بن محمد ء ادخل
یا مولای موسیٰ بن جعفر ء ادخل یا مولای علی بن الموسیٰ ء ادخل یا مولای محمد بن علی ء
ادخل یا مولای یا ابا الحسن علی بن محمد ء ادخل یا مولای یا ابا محمد الحسن بن علی ملاحظہ
فرمائیں۔ مفتاح الجنان ص ۵۱ طبع بیروت لبنان۔

یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت ہے میں اندر داخل ہو سکتا ہوں۔ یا امیر
المومنین اجازت ہے میں اندر داخل ہو سکتا ہوں۔ یا فاطمہ الزہراء سیدۃ النساء
العالمین سلام اللہ علیہا مجھے اجازت ہے میں اندر آسکتا ہوں۔ یا مولا حسن مجتبیٰ علیہ
السلام مجھے اجازت ہے میں اندر آسکتا ہوں۔ یا مولا حسین علیہ السلام مجھے اجازت ہے
میں اندر آجاؤں۔ یا مولا سجاد علیہ السلام مجھے اجازت ہے میں حاضر ہو جاؤں۔ یا مولا
باقر علیہ السلام اجازت ہے میں اندر حاضر ہو سکتا ہوں۔ یا مولا جعفر صادق علیہ السلام
اجازت ہے میں اندر حاضر ہو جاؤں۔ یا مولا موسیٰ کاظم علیہ السلام مجھے اجازت ہے
میں اندر آسکتا ہوں یا مولا علی رضا علیہ السلام کیا میں اندر حاضر ہو سکتا ہوں۔ یا مولا
تقی علیہ السلام مجھے اجازت ہے میں حاضر ہو جاؤں۔ یا مولا علی نقی علیہ السلام مجھے
اجازت ہے میں حاضر ہو جاؤں یا مولا حسن عسکری علیہ السلام مجھے اجازت ہے میں
حاضر ہو سکتا ہوں۔

قارئین کرام:

آپ نے غور فرمایا کہ زائر حرم مقدس سرمن رائے میں کن کن معصومین سے
اذن طلب کر رہا ہے۔ ان تمام معصومین سے اذن طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ
یہ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔ اگر وہاں حاضر و موجود نہ تھے تو زائر نے اذن طلب کیوں کیا؟
اور آئمہ نے خود یہ اذن پڑھنے کا حکم کیوں دیا؟ اور پھر یہ واضح حقیقت ہے جو آفتاب
نصف النہار کی طرح ہے کہ تمام حرم ہائے مقدسہ میں ہر وقت زائرین کا ہجوم ہے۔
اور ہر حرم میں اس طرح کا اذن پڑھنے کا حکم کیوں دیا۔ اور پھر یہ واضح حقیقت ہے جو
آفتاب نصف النہار کی طرح ہے کہ تمام حرم ہائے مقدسہ میں ہر وقت زائرین کا ہجوم
ہے اور ہر حرم میں اس طرح کا اذن دخول پڑھا جا رہا ہے۔ جس لئے سرمن رائے

میں زائر اذن دخول پڑھ رہا ہے اسی لمحے مدینہ منورہ، نجف اشرف میں، کربلائے معلیٰ میں، کائنات میں شریفین میں اور مشہد مقدس میں زائرین اذن طلب کر رہے ہیں پتہ چلا کہ یہ فوات قدسیہ ہر وقت ہر جگہ حاضر بھی ہیں ناظر بھی ہیں۔

چونکہ مومنین کرام زیارات سے مشرف ہوتے ہیں اور وہ وہاں یہ اذن دخول پڑھتے ہیں تو ان کے اعتقادات بت پختہ ہوتے ہیں اور وہ انہیں عالم الغیب بھی مانتے ہیں، حاجت روا، مشکل کشاء بھی جانتے ہیں ان کے تصرف کے قائل ہیں اور ان کے حاضر ناظر پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن مقصر ہوں جو کہ ان کے حاضر ناظر کے منکر ہیں وہ ایران عراق سیر سپاٹے کے لئے کابل اور دیگر اشیاء کی خرید و فروخت کے لئے جاتے ہیں مگر زیارت نہیں کرتے، اگر وہ حرم مقدس میں جاتے اور پورے آداب کے ساتھ اعمال زیارت بجالاتے تو یقیناً اذن دخول بھی پڑھتے جو کہ کتب اودعیہ و زیارات میں موجود ہے۔ تو یقیناً ان کے حاضر ناظر کا اقرار کرتے۔ اور ان کا حاضر ناظر کا انکار اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے کبھی اذن دخول پڑھا ہی نہیں اور زیارت کی ہی نہیں۔ بصورت دیگر اگر انہوں نے وہاں اذن دخول پڑھا ہے اور بعد میں ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے حاضر ناظر کا انکار کرتے ہیں تو یہ اسی طرح ہے جیسے غدیر خم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے سامنے آپ کے جلال عظمت سے مرغوب ہو کر لوگوں نے کہا بخ و بخ اور بعد میں انہوں نے جو اس کا انکار کیا وہ سامنے ہے۔ لہذا ان جیسوں اور ان مقصرین جیسوں کے متعلق خدا نے فرمایا ہے۔

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرُوا بِهَا وَكَثُرَ هُمُ الْكَافِرُونَ

سورہ مبارکہ النحل آیت ۸۳

مقصرین کا دعویٰ شیعیت ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک مرتبہ الملیس لعین سے حضرت مولا علی علیہ السلام نے پوچھا تو نے آخرت کے لئے کیا بنایا تو اس نے کہا کہ آپ کی ولایت۔ ملاحظہ فرمائیں ہندوستانہ المعجز ص ۱۸ مطبوعہ ایران۔ شیطان نے جو یہ کہا تھا یہ اس کا دروغ ہے فروغ تھا۔ اس لئے کہ اگر اس کے

دل میں ایک ذرہ بھی ولایتِ علیؑ ہوتی تو وہ جہنم میں نہ جاتا۔ یہ تو اس نے ڈیڑھ سو سے کام لیا اور منافقت کرتے ہوئے ادبِ ظاہری کا خیال رکھا اور یہ کہہ دیا۔ اس کی تطبیق آپ مقررین پر کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ فضائل کا منکر ابلیس کی نسل بلکہ اس سے بدتر ہے۔

کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اللہ نے ہمیں جمیع مخلوقات پر حجت بنایا، ہم اس کے علم کے امین اور ہمارا منکر ابلیس کی طرح ہے جس کو اللہ نے آدمؑ کے سجدہ کا حکم دیا اور اس نے انکار کیا۔ جو ہماری معرفت رکھتے ہیں اور اتباع کرتے ہیں وہ ملائکہ کی طرح ہیں۔ جن کو اللہ نے سجدہ آدمؑ کا حکم دیا اور انہوں نے اطاعت کی۔ ملاحظہ فرمائیں۔ الاختصاص ص ۳۳۰۔ مطبوعہ قم مقدسہ ایران۔

ستائیسواں ثبوت :-

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

واجسادکم فی الاجساد وارواحکم فی الارواح وانفسکم فی النفوس واثارکم فی الاثار (زیارت جامعہ کبیرہ)

اے آلِ محمدؑ آپ کے اجساد اجساد میں آپ کی ارواح ارواح میں آپ کا نفس نفوس میں اور آپ کے آثار آثار میں یعنی یہ ذواتِ قدسیہ روح الارواح، نور الاشباح نفس النفوس اور موثر کائنات ہیں اور ہمیشہ اثر موثر کے تابع ہوتا ہے اور موثر اثر پر محیط ہوتا ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ یہ حاضر ناظر ہیں۔

آثارکم فی الاثار یعنی معیتِ قیومی

یہ اظہار من الشمس ہے کہ ہر اثر اپنے موثر کے تابع اور ہر نور اپنے منیر کے

تابع ہے اور چونکہ حضرات محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام منیر کائنات ہیں اور جمیع عوالم کے موثر ہیں لہذا جمیع مالکان مافیون ان ذوات قدسیہ کے آثار و انوار ہیں اس لئے ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہیں، اس لئے کہ یہ روح کائنات ہیں اور موجودات عالم کے ہر موجود سے اسی روح اعظم کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں، یہی معیت قیومیہ ہے۔ اس لئے کہ ذات واجب الوجود کو ممکن و حادث سے ارتباط ممکن نہیں مگر ایسی ذات قدسی صفات کے ذریعہ جو واجب و امکان دونوں شان کی حامل ہو۔

تاج جمع امکان و جوت نہ تو مشند

مورد متعین نہ شد اطلاق اعم را

تقدیر نشاید یہ یک نادر و محمل

سلمائے حدوث تو دیلائے قدم را

ہم حادث ہیں اور ہمارے ساتھ جس معیت قیومیہ ایہ کا تعلق ہے اس میں اس حدوث ذاتی کی نشان بھی ہے اور یہی مقام برزخ البرازخ ہے اور حضرات محمد آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام وجوب امکان کے درمیان برزخ کبریٰ اور حجاب اللہ ان عظم الاعلیٰ ہیں۔

اوسر اللہ سے واصل اوسر مخلوق میں شامل

خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشد کا

برزخ کبریٰ حقیقت نورانیہ محمدیہ ہی وہ معیت قیومیہ ایہ ہے جس سے ارض و سماء قائم ہیں اور جس کے ذریعہ نظام کائنات چل رہا ہے۔ لہذا یہ معیت قیومیہ ربانیہ جو جمیع موجودات کے ہر موجود کے ساتھ ہے اور کائنات کے ذریعے پر بحکم اصلی موجود ہے۔ کائنات کو فناء سے روکے ہوئے ہیں۔ دعائے مبارکہ عدیلہ میں وارد ہے۔

بوجہ ثبت الارض والسماء و مینہ رزق الوریٰ = یعنی ان کے وجود ذی وجود سے ارض و سماء ثابت و برقرار ہے اور انہی کے ذریعے مخلوقات کو رزق عطا ہوتے ہیں یہی معیت قیومیہ ایہ اور یہی مقام خلافت کلیہ ایہ ہے۔ یہ مقام روح اعظم و موثر عالم ہے اور جمیع مخلوقات اسی کا اثر ہیں اس لئے فرماتے ہیں۔

انما ذات الذوات و الذات للذات اور یہی معنی ہے زیارت جامعہ کبیرہ کے ان فقرات

سرکار عارف جلیل غلام قادر گرامی طاب ثراہ

کا کلام بلاغت نظام

علیٰ التعمیم رمز علیٰ از من چہ می پر سی
 علیٰ در لا مکانے علیٰ در ہر مکان استے
 علیٰ اول علیٰ آخر علیٰ ظاہر علیٰ باطن
 نہاں اندر عیاں استے عیاں اندر نہاں

رجوع الی المطلوب

اس سارے بیان کا مقصد یہ ہے کہ یہ نفوس نورانیہ جمیع موجودات کے موثر اور جمیع انوار کے منیر ہیں۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جمیع کائنات و موجودات عالم حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کے انوار کی شعلے ہیں یہ ذوات متعالیہ سراج عوالم امکان اور منیر موجودات ہیں اور یہ اظہر من الشمس واضع و آشکار ہے۔ ہر اثر اپنے موثر کے ساتھ معیت قیومی رکھتا ہے جب تک اس کے ساتھ معیت قیومیہ نہ ہو گی اثر قائم نہیں رہ سکتا ہے چونکہ معصومین علیہم السلام موثر کائنات اور منیر موجودات ہیں لہذا تمام اشیاء عالم کے ساتھ معیت قیومی رکھتے ہیں اور عالم امکان کے ذرے ذرے سے ان کا ظہور ہو رہا ہے۔

توضیح المرام

بعض جمال اپنے خبث باطنی کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ مستبرین یعنی حقیقی علمائے شیعہ موجودات عالم میں ان ذوات قدسیہ کے حلول کے (معاذ اللہ) قائل ہیں۔ مقبرین کا یہ قیاس بے اساس ہے اس لئے کہ ہمارے نزدیک جملہ کائنات میں ان ذوات قدسیہ کی موجودگی حلول نہیں بلکہ اشراق

نور و تجلی و ظہور ہے۔ چونکہ تمام موجودات کائنات ان کے نور سے یعنی وجود ذی جود سے پر ہے لہذا یہ تمام کائنات و ذرات کائنات پر موجود و حاضر و ناظر ہیں۔

اٹھائیسواں ثبوت:-

حضرت امام عالی مقام علی نقی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت جامعہ کبیرہ میں آئمہؑ کے متعلق فرمایا کہ آئمہؑ ارکان البلاد ہیں۔ ارکان رکن کی جمع اور بلاد بلد کی جمع یعنی یہ ذوات قدسیہ جمع کائنات کو قائم کئے ہوئے ہیں۔ ان کا وجود علت وجود موجودات ہے۔ اور وجود موجودات ان کے وجود سے قائم ہیں۔ حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام کو ارکان البلاد کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہستیاں علت عالمی موجودات اور علت مادی مخلوقات اور علت صوری ممکنات اور علت فاعلی کائنات ہیں۔ اور پھر یہ بدیہی امر ہے کہ کسی چیز کے قیام کے لئے مادہ اور صورت بہت ضروری ہے اور حقیقت محمدیہؑ ان تمام اشیاء عالم کے لئے علت العلوی اور سبب الاسباب ہے۔ اس لئے کہ پروردگار عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراجا منیرا کے لقب سے قرآن میں یاد کر کے آپ کے مقامات معنویہ کو بیان فرمایا۔ اس سراج منیر کا نور اتنا چمکا حتیٰ کہ ملا العلق الاکبر منور ہو گئے۔ پھر جمیع اشیاء کائنات کا مواد خواہ وہ غیبیہ ہوں یا شہودیہ مادیہ ہوں یا غیر مادیہ، جمیع عوالم امکانیہ کا جواہر و اعراض مکونیہ نور محمدیؑ و ضیاء صمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بنایا۔

اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہان ہستی کے لئے قمر منیر قرار دیا، مشرق اعلیٰ سے قمر منیر نے اس قدر نور پھیلایا حتیٰ کہ ملا العلق الاکبر روشن ہو گئے۔ صور الاشیاء عوالم امکانیہ خواہ غیبیہ ہوں یا شہودیہ مادیہ ہوں یا غیر مادہ جواہر اعراض کا رگہ حیات نور علوی صلوٰۃ اللہ علیہ و اولاد معصومین سے خلق فرما کر ان ذوات قدسیہ کو جہان ہستی کے لئے معیت قیومیہ قرار دیا۔ اور یہ وہ معیت قیومی ہے جس کے بغیر عالم امکان کی کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ یہ ذوات قدسیہ معیت قیومی و سرالہی، کتب العباد، باب المراد اور ارکان البلاد ہیں۔ اگر ان نفوس الہیہ کا وجود نہ ہو تو جمیع کائنات و مافیہا ختم ہو جائے اس لئے یہ علت وجود موجودات ہیں۔ اور وجود

موجودات ان کے وجود سے قائم ہے۔ کسی وجود کے قیام کے لئے تین اہم چیزیں ہیں۔
 اولاً:- مادہ اشیاء۔ ثانیاً:- صورت شے۔ ثالثاً:- نفس شے اس اجمل کی تفصیل یہ
 ہے۔

مادہ اشیاء

جمع موجودات کائنات و مافیہا خواہ انہار و اشجار ہوں یا رمل و جبال و حیوانات
 ہوں یا جمادات یا نباتات انسان ہوں یا جنات ملائکہ ہوں یا حور العین مخلوقات علوی یا
 سفلی بری یا بحری جمع مخلوقات ارضی ہو یا سلوی حضرت محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ
 والسلام کے اجساد نورانیہ کی شعاع فاصلہ سے خلق ہوئی ہیں۔

آیت اللہ خمینی علیہ الرضوان فرماتے ہیں

ہمد جہان آفرینش از اشعہ انوار ایشان و کسوی آثار آن بزرگواران است۔

ملاحظہ فرمائیں:- پرداز در ملکوت جلد اول ص ۲۵ طبع ایران۔

تمام کائنات حضرات اہل بیت علیہم السلام کی اشعہ انوار (شعاع نور) سے خلق ہوئے
 ہیں۔

تخلیق کائنات انوار محمد و آل علیہم السلام سے ہوئی:-

آیت اللہ امام خمینی اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں:- ہم نے اولہ تخلیق سے ثابت
 کیا ہے کہ حضرات محمد و آل محمد سلام اللہ علیہم اجمعین مبداء عالم وجود ہیں۔ (یعنی
 مبداء موجودات ہیں) اور ہم ان نفوس مقدسہ کے طفیل ہیں۔ خداوند عالم نے ان کو
 اس جہان کی خلقت سے صد ہزار و ہرچیز خلق فرمایا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی فرمودہ حدیث اس مضمون کے متعلق وارد ہے۔ آپ نے فرمایا خدا
 تعالیٰ نے عرش و کرسی کو میرے نور سے خلق فرمایا اور خدا کی قسم میرا نور عرش و کرسی
 سے افضل ہے۔ اور فرشتوں کو حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے نور سے خلق
 کیا اور خدا کی قسم نور علی ملائکہ سے افضل ہے۔ سات زمینوں اور سات آسمانوں کو

نور فاطمہؑ سے خلق فرمایا اور حضرت ذوالجلال کی قسم حضرت سیدہ فاطمہؑ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کا نور ارض و سما سے افضل ہے۔ شمس و قمر حضرت امام حسنؑ کے نور سے پیدا ہوئے اور خدا کی قسم حضرت امام حسن علیہ السلام کا نور آفتاب و متاب سے افضل ہے۔ بہشت و حوران جنت کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے نور سے خلق فرمایا اور خدا کی قسم حضرت امام حسینؑ کا نور بہشت و حوران جنت سے افضل ہے۔ اس قسم کی بہت سی روایات موجود ہیں اور جن کے دلوں میں نور ولایت حقہ کی روشنی ہے۔ وہ اس بات کی طرف متوجہ ہیں کہ یہ ذوات مقدسہ مبداء موجودات ہیں۔ اور باقی کون و مکان انہی کے ذریعہ وجود میں آئے ہیں جیسا کہ ہمارے مولا امیر علیہ السلام نے فرمایا۔

”نحن صنّٰع اللہ والخلق بعد صنّٰع لنا“

پس یہ نفوس نورانیہ مہبط فیض الہی، معدن حکمت خداوندی اور قدرت پروردگار کے سرچشمے اور مشیت ایزدی کے محل ہیں۔ جیسا کہ حضرت کشف الحقائق امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک زیارت میں فرمایا جو کہ کافی شریف میں موجود ہے۔

”ارادة الرب في مقادير اموره تحبط اليكم وتصدر من يوتكم“

اے محمدؐ و آلؑ محمدؐ حق تعالیٰ کا ارادہ مقدرہ امور کے متعلق آپؐ پر نازل ہوتا ہے، اور پھر آپ کے دولت سرسے صادر ہوتا ہے۔ پس یہ ذوات مقدسہ قبلہ اتفاق اور باب اللہ علی الاطلاق ہیں۔ اور ان کی طرف توجہ کرنا اللہ کی طرف توجہ کرنا ہے۔ چنانچہ زیارت میں وارد ہے۔

”من اراد الله بدكم ومن وجده قبل عنكم ومن قصد توجع بكم“

جو اللہ کا ارادہ کرے تو ابتداء آپ سے کرتا ہے اور جو اس کی توحید کا قائل ہو تو آپ کے سبب سے عقیدہ توحید قبول کرتا ہے اور جو اس کا قصد کرے آپ کی طرف توجہ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

نحن وجه الله الذي يتوجه اليه الاولياء

ہم ہی وجہ اللہ ہیں۔ جس کی طرف اس کے چاہنے والے توجہ کرتے ہیں۔ اور حضرت

امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت میں وارد ہے۔

السلام علی اسم اللہ الرضی ووجہ المیعنی

سلام ہو اللہ کے اسم رضی اور روشن رخ پر

پس یہ نفوس نور یہ تمام عوالم کے قبلہ ہیں۔ اور ہر عالم میں ان عوالم کے مطابق

یہ قبلہ گاہ رہے۔ حتیٰ کہ اس عالم جسمانی میں ہیکل بشری میں ظاہر ہوئے۔

خلقکم اللہ انوار" اجمعکم عرشہ محمد قین حتی من ملینا بکم فجمعکم فی بیوت اذن اللہ

ان ترفع ویزکر نعمنا اسمہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نور بنایا جو اس کے عرش کو گھیرنے والے تھے۔ یہاں تک کہ

آپ کے سبب احسان کیا اور آپ کو ان گھروں میں نازل فرمایا۔ جن کی تعظیم کا اہل

نے حکم دیا۔

اور ان گھروں میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں۔ پرواندر ملکوت جلد اول ص ۲۷۳/۲۷۴ مطبوعہ ایران۔

نکات اعتقادیہ

امام امت کے اس بصیرت افروز بیان حقیقت ترجمان سے علمائے حقہ کے

مبارک نظریہ کی پوری پوری تائید و توثیق ہوتی ہے۔ نیز انوار اہلبیت کی تجلیاں

عارفین کے دلوں کو منور کرتی ہیں۔ اور مفسرین کے سیاہ دلوں میں آگ لگاتی ہیں۔

اور مندرجہ ذیل اعتقادی نکات مرتب ہوتے ہیں۔

اول: حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام مبداء موجودات ہیں۔

دوم: تمام موجودات عالم انہی ذوات مقدسہ کے نور سے خلق ہوئی ہے۔ لہذا یہ

ذوات مقدسہ کائنات کی علت مادی بھی ہیں۔

سوم: چونکہ عرش و کرسی، حور و ملک، شمس و قمر و ارض و سماء اور پھر زمین (مٹی)

سے پیدا ہونے والے سب ان کے نور سے خلق ہوئے ہیں لہذا یہ ذوات مقدسہ موثر کائنات ہیں اور منیر موجودات ہیں۔

چہارم: فیوض الہیہ کا مرکز، حکمت الہی کا خزانہ اور قدرت پروردگار کے سرچشمے اور مشیت الہی کا محل اہلیت اطہار ہیں۔

خداوند عالم کدارادہ ان پر نازل ہوتا ہے۔ اور یہ اس کو نافذ کرتے ہیں۔

پنجم: ان کی طرف توجہ کرنا اللہ کی طرف توجہ کرنا ہے۔ لہذا جو اللہ کو پکارنا چاہیے وہ انہی کو پکارے جو اس سے مانگنا چاہے ان سے مانگے یہی اس کے اسم و محل (مظهر) ہیں۔ لہذا یا علی اور کنی کنایا صاحب الزمان اور کنی کنایا شریک نہیں۔ بلکہ عین توحید ہے۔ اہلیت ان کو چھوڑ کر ان کا وسیلہ ترک کرنا کفر و الحاد ہے۔

ششم: حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام کو خدا نے نور بتایا جو اس کے عرش کو گھیرے ہوئے تھے۔ البتہ یہ مخلوقات کی ہدایت کے لئے مختلف عوالم میں جبراء مر ہوئے۔ اس اجمل کی تفسیروں ہوتی ہے کہ عالم انوار میں لباس نورانی شکل نورانی میں ظاہر ہوئے۔ عام عقل میں لباس و شکل عقلانی عالم ارواح میں لباس و صورت حبابی عالم شکل میں لباس مثالی، عالم افلاک میں لباس فنی، عالم ملکوت میں لباس و صورت ملکوتی اور عالم باصورت میں لباس و صورت ناسوتی حتیٰ کہ جب اس عالم میں ظہور فرمایا تو لباس بشری اور صورت بشری میں تشریف لائے۔ جیسے جیسے امت اور عالم تبدیل ہوئے انہوں نے لباس تبدیل فرمایا اور حتیٰ نہ بخاری ہدایت کے لئے لباس بشری میں ظاہر ہوئے۔ لیکن ان کی حقیقت اصل نور ہے۔ جس نے عرش کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔

ثانیاً۔ صورت شے

موجودات کائنات کی صورت ان ذرات قدسیہ کی اشباح مبارکہ کی حاصل شعاع ہے اور ان کے اشباح ہی ظلال ہیں اور یہ اشباح دراصل ابدان نورانیہ بلا ارواح

ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ سے فرمایا حق تعالیٰ نے سب سے پہلے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان حضرت ہادیہ و مدیہ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کو خلق فرمایا اور یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اشباح نور تھے جابر بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مولا اشباح کسے کہتے ہیں؟

حضرت نے فرمایا۔ اشباح۔ خلق نور کہ جو ابدان نورانیہ بلا ادواح تھے اور یہ سب ایک روح سے متولد تھے اور وہ روح القدس ہے جس سے وہ متولد تھے وہ روح ان میں ہے۔ محمد و آل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اس وقت بھی مخلوقات الہی میں مصروف تھے اور اس طرح خداوند قدوس و متعالی نے ان صاحبانِ حلم و علم کو پاک و پاکیزہ پیدا فرمایا۔ جو بارگاہِ اقدس الہی میں نماز و روزہ سمجھو اور تسبیح و تہلیل بجالانے میں مصروف رہے۔

ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی جلد دوم ص ۳۲۸ مطبوعہ تہران ایران
بحار الانوار جلد ۵ ص ۲۵ مطبوعہ بیروت لبنان
والفی شریف جلد اول جز دوم ص ۱۵۵ مطبوعہ قم مقدسہ ایران

حالات:- نفس شے

ات کے عالم کے نفوس ان ذواتِ مطہرہ کے نفوس ظاہریہ کی فاضل شعاع سے خلق ہوئے ہیں۔

چونکہ موجودات کائنات کا وجود اس کے انوار کی شعاع فاضلہ سے وابستہ ہے اور یہ موثر کائنات و مزیر جہان ہستی ہیں اس لئے عوالم امکانیہ کے ساتھ ان کی معیت قیومی ہے اور چونکہ ذرے ذرے کا وجود ان کے وجود کا اثر اور اثر اشعہ انوار کا عکس ہے لہذا یہ جمیع عوالم امکانیہ کے ذرے ذرے پر حاضر و غائب ہیں اور کائنات کے نگینان ہیں۔

والک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

قرآن ناطق امام جعفر صادق علیہ السلوٰۃ والسلام نے ابو بکر الخضرؓ سے فرمایا۔ یا ابابکر! ما یستغنی علی شی من بلاؤکم۔

ملاحظہ فرمائیں:- بصائر الدرجات، ص ۳۳۲ مطبوعہ ایران
فرمایا۔ اے ابو بکر تمہارے شہروں کی کوئی شے بھی ہم سے مخفی نہیں۔ پس یہ ثابت ہو گیا کہ یہ کل کائنات میں حاضر و ناظر ہیں۔

جناب عبد اللہ بن بکر الارجانیؓ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میں آپؐ پر قریان جاؤں۔ ذرا یہ تو فرمائیں کیا امام مشرق و مغرب میں ہر شے کو دیکھتا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ”اے پسر کمرہ اپنے سے پوشیدہ و غائب رہنے والوں پر حجت کیسے ہو سکتا ہے؟ جنہیں وہ دیکھتا نہ ہوا اور جن پر وہ قادر نہ ہو اور اللہ کی طرف سے بندوں تک (فیض) پہنچانے والا اور مخلوقات پر گواہ کیسے بن جائے گا جبکہ وہ ان کو نہ دیکھ رہا ہو۔ وہ مخلوق پر حجت کیسے بن سکے گا؟ جب مخلوق اس سے پوشیدہ ہو اور ان کے درمیان پردے حائل ہوں۔

ملاحظہ فرمائیں:-

بحار الانوار، جلد ۲۷، مطبوعہ بیروت لبنان۔

مریضۃ العاجز ص ۳۲۰، طوابع الانوار۔ ص ۱۸۶

القطرۃ من بحار مناقب النبی والقرۃ۔ جزو دوم ص ۱۳

افادۃ:- صادق آل محمد کے اس فرمان واجب الاذعان سے۔ جبارۃ النص یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام اور مخلوق کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں بلکہ جہاں جہاں مخلوق ہے وہاں وہاں امام حاضر و ناظر ہیں جس سے مخلوق پوشیدہ ہو اور دور ہو وہ امام نہیں ہو سکتا۔ پس جو لوگ محمد آل محمدؐ کو حاضر و ناظر نہیں مانتے وہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور اہل بیتؑ کو امام ہی نہیں مانتے اگر امام مانتے ہوتے تو پھر انہیں حاضر و ناظر مانتے۔ ان سیاہ فہموں کا آئینہ طاہرین طہیم السلام کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کرنا

اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا شیعہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ کسی اور مذہب کے افراد ہو سکتے ہیں۔ مذہب مقدس کے ہرگز معتقد نہیں ہیں۔

اتیسواں ثبوت:-

حضرت کشف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

يقول ان الله اعلم و اكرم و اجل و اعلم من ان يكون الحج على عباده بحد ثم غيب عنهم شيئا من امرهم

ملاحظہ فرمائیں۔ بصائر الدرجات، جز سوم باب چہارم ص ۱۳۲، مطبوعہ ایران بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۱۳۷ مطبوعہ لبنان

حق تعالیٰ اس سے اجل ارفع و عالم ہیں کہ کسی کو اپنی مخلوق پر حجت بنائے اور پھر اس سے ان کے امور کو پوشیدہ رکھے یعنی جو حجت خدا ہو گا وہ مخلوق کے تمام احوال و اطوار پر حاضر و ناظر ہو گا۔

تیسواں ثبوت:-

حضرت صادق آل محمدؑ نے ارشاد فرمایا ”اترئی ان الله استرعی راعیا علی عباده واستخلف خلیفۃ علیہم“ معجب شینا من امورہم۔

ملاحظہ فرمائیں:- بصائر الدرجات، جز ۳، باب چہارم، ص ۱۳۲ بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۱۳۷

کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے بندوں پر نگران مقرر کرے اور ان پر اپنا خلیفہ یعنی قائم مقام بنائے اور پھر لوگوں کے امور کو اس سے پوشیدہ رکھیں یعنی قائم مقام بنائیں اور پھر لوگوں کے امور کو اس سے پوشیدہ رکھیں یعنی جو خلیفہ اللہ ہو گا۔ اس سے مخلوق پوشیدہ نہیں ہوگی بلکہ وہ اس پر حاضر و ناظر ہو گا۔

اکیسواں ثبوت:-

حضرت امام سجاد علیہ السلام کا فرمان حق بیان:-

عبدالصمد بن علی کہتے ہیں کہ میں حضرت امام عالی مقام سینا سجاد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ اٹنے میں ایک نجوی آیا۔ حضرت نے فرمایا، کیا تو نجوی ہے؟ کہنے لگا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا میں تجھے ایسا غصہ بتاؤں جو تیرے آنے سے لے کر اب تک اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہے بغیر حرکت کئے چودہ عالموں سے گذر چکا ہے۔ جبکہ ہر عالم اس عالم ارضی سے صہ گنا بڑا ہے۔ نجوی نے عرض کیا وہ کون ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ وہ میں ہوں اگر میں چلاؤں تو یہ بتا سکتا ہوں۔ کہ تو نے کیا کھایا ہے اور تیرے گھر کیا ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تو نے آج کھانا دودھ کے ساتھ کھایا ہے تیرے گھر میں بیس (۲۰) درہم ہیں جن میں سے تین درہم قرض کے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔ بصائر الدرجات، ص ۴۰۱ / ۴۰۰، الاختصاص شیخ مفید ص ۳۳۳ دلائل الامت ص مطبوعہ نجف اشرف عراق۔

محیثۃ الابرار، جلد دوم ص ۱۵۸ مطبوعہ تہریز ایران۔

اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ معصوم امام جس لمحے اپنے کاشیانہ اقدس میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اسی لمحے دیگر عوالم میں بھی اور دیگر جگہوں میں بھی حاضرو ناظر ہوتے ہیں۔

بیسواں ثبوت:-

ام المؤمنین ام سلمہ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا یا علیؑ تیرے چاہنے والے تین مقامات پر فروش ہوں گے۔ ۱۔ جب ان کی روح جسم کو چھوڑ رہی ہوگی تو آپ ان کے ہاں موجود ہوں گے۔ ۲۔ جب کیرن کے سوال و جواب ہوئے تو آپ ان کا حلون ہوں گے۔

موجودات ان کے وجود سے قائم ہے۔ کسی وجود کے قیام کے لئے تین اہم چیزیں ہیں۔
 اولاً :- مادہ اشیاء - ثانیاً :- صورت شے - ثالثاً :- نفس شے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔

مادہ اشیاء

جمع موجودات کائنات و مافیہا خواہ انہار و اشجار ہوں یا رمال و جبال و حیوانات
 ہوں یا جمادات یا نباتات انسان ہوں یا جنات ملائکہ ہوں یا حور العین مخلوقات علوی یا
 سفلی بری یا بحری جمیع مخلوقات ارضی ہو یا سماوی حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام
 والسلام کے اجساد نورانیہ کی شعاع فاصلہ سے خلق ہوئی ہیں۔

آیت اللہ خمینی علیہ الرضوان فرماتے ہیں

ہم جہاں آفرینش از اشعہ انوار ایشان و مکوس آثار آن بزرگواران است۔
 ملاحظہ فرمائیں :- پرداز در ملکوت جلد اول ص ۲۵ طبع ایران۔
 تمام کائنات حضرات اہل بیت علیہم السلام کی اشعہ انوار (شعاع نور) سے خلق ہوئے
 ہیں۔

تخلیق کائنات انوار محمد و آل علیہم السلام سے ہوئی :-

آیت اللہ امام خمینی اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں :- ہم نے اولہ قطیعہ سے ثابت کیا
 کیا ہے کہ حضرات محمد و آل محمد سلام اللہ علیہم اجمعین مبداء عالم وجود ہیں۔ (یعنی مبداء
 مبداء موجودات ہیں) اور ہم ان نفوس مقدسہ کے طفیل ہیں۔ خداوند عالم نے ان کو لا محالہ
 اس جہاں کی خلقت سے صد ہزار دہر بیشتر خلق فرمایا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وآلہ وسلم کی فرمودہ حدیث اس مضمون کے متعلق وارد ہے۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ
 تعالیٰ نے عرش و کرسی کو میرے نور سے خلق فرمایا اور خدا کی قسم میرا نور عرش و کرسی
 سے افضل ہے۔ اور فرشتوں کو حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے نور سے خلق
 کیا اور خدا کی قسم نور علی ملائکہ سے افضل ہے۔ سات زمینوں اور سات آسمانوں کو

نور فاطمہؑ سے خلق فرمایا اور حضرت ذوالجلال کی قسم حضرت سیدہ فاطمہؑ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کا نور ارض و سما سے افضل ہے۔ شمس و قمر حضرت امام حسنؑ کے نور سے پیدا ہوئے اور خدا کی قسم حضرت امام حسن علیہ السلام کا نور آفتاب و متاب سے افضل ہے۔ بہشت و حوران جنت کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے نور سے خلق فرمایا اور خدا کی قسم حضرت امام حسینؑ کا نور بہشت و حوران جنت سے افضل ہے۔ اس قسم کی بہت سی روایات موجود ہیں اور جن کے دلوں میں نور ولایت حقہ کی روشنی ہے۔ وہ اس بات کی طرف متوجہ ہیں کہ یہ ذوات مقدسہ مبداء موجودات ہیں۔ اور باقی کون و مکان انہی کے ذریعہ وجود میں آئے ہیں جیسا کہ ہمارے مولا امیر علیہ السلام نے فرمایا۔

”نحن صنّاعُ اللہ والخلق بعد صنّاعِ لنا“

پس یہ نفوس نورانیہ مہابط فیض الہی، معدن حکمت خداوندی اور قدرت پروردگار کے سرچشمے اور مشیت ایزدی کے محل ہیں۔ جیسا کہ حضرت کشف الحقائق امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک زیارت میں فرمایا جو کہ کافی شریف میں موجود ہے۔

”ارادة الرب في مقادير اموره تحبط اليكم وتصدر من يوتيكم“

اے محمدؐ و آل محمدؑ حق تعالیٰ کا ارادہ مقدرہ امور کے متعلق آپ پر نازل ہوتا ہے اور پھر آپ کے دولت سرے سے صادر ہوتا ہے۔ پس یہ ذوات مقدسہ قبلہ اتفاق اور باب اللہ علی الاطلاق ہیں۔ اور ان کی طرف توجہ کرنا اللہ کی طرف توجہ کرنا ہے۔ چنانچہ زیارت میں وارد ہے۔

”من اراد اللہ بدکم ومن وجده قبل عنکم ومن قصده توجہ بکم“

جو اللہ کا ارادہ کرے تو ابتداء آپ سے کرتا ہے اور جو اس کی توحید کا قائل ہو تو آپ کے سبب سے عقیدہ توحید قبول کرتا ہے اور جو اس کا قصد کرے آپ کی طرف توجہ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

نحن وجه اللہ الذی تتوجہ الیہ الاولیاء اللہ الذی تتوجہ الیہ المسلمون۔ جس کی طرف اس کے چاہنے والے توجہ کرتے ہیں۔ اور حضرت

امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت میں وارد ہے۔

السلام علی اسم اللہ الرضی ووجہ المینفی

سلام ہو اللہ کے اسم رضی اور روشن رخ پر

پس یہ نفوس نور یہ تمام عوالم کے قبلہ ہیں۔ اور ہر عالم میں ان عوالم کے مطابق

یہ قبلہ گاہ رہے۔ حتیٰ کہ اس عالم جسمانی میں ہیکل بشری میں ظاہر ہوئے۔

غلتکم اللہ انوار" انجھلکم۔ عرشہ محدقین حتیٰ من طینا بکم نجھلکم فی بیوت اذن اللہ

ان ترفع ویزکر فیما اسمہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نور بنایا جو اس کے عرش کو گھیرنے والے تھے۔ یہاں تک کہ

آپ کے سبب احسان کیا اور آپ کو ان گھروں میں نازل فرمایا۔ جن کی تعظیم کا اس

نے حکم دیا۔

اور ان گھروں میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں۔ پرداز در ملکوت جلد اول ص ۲۷۳/۲۷۴ مطبوعہ ایران۔

نکات اعتقادیہ

امام امت کے اس بصیرت افروز بیان حقیقت ترجمان سے علماے حقہ کے

مبارک نظریہ کی پوری پوری تائید و توثیق ہوتی ہے۔ نیز انوار اہلبیت کی تجلیاں

عارفین کے دلوں کو منور کرتی ہیں۔ اور مقررین کے سیاہ دلوں میں آگ لگاتی ہیں۔

اور مندرجہ ذیل اعتقادی نکات مرتب ہوئے ہیں۔

اول: حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام مبداء موجودات ہیں۔

دوم: تمام موجودات عالم انہی ذوات مقدسہ کے نور سے خلق ہوئی ہے۔ لہذا یہ

ذوات مقدسہ کائنات کی علت مادی بھی ہیں۔

سوم: چونکہ عرش و کرسی، جود ملک، طس و قمر و ارض و سماء اور پھر زمین (مٹی)

سے پیدا ہونے والے سب ان کے نور سے خلق ہوئے ہیں لہذا یہ ذوات مقدسہ موثر کائنات ہیں اور منیر موجودات ہیں۔

چہارم: فیوض الہیہ کا مرکز، حکمت الہی کا خزانہ اور قدرت پروردگار کے سرچشمے اور حیثیت ایزدی کا محل اہمیت اظہار ہیں۔
خداوند عالم کا ارادہ ان پر نازل ہوتا ہے۔ اور یہ اس کو نافذ کرتے ہیں۔

پنجم: ان کی طرف توجہ کرنا اللہ کی طرف توجہ کرنا ہے۔ لہذا جو اللہ کو پکارنا چاہیے وہ اسی کو پکارے جو اس سے مانگنا چاہے ان سے مانگے یہی اس کے اسم و مثل (مظہر) ہیں۔ لہذا یا علی اور کنی کنیا صاحب الزمان اور کنی کنیا شرک نہیں۔ بلکہ عین توحید ہے۔ البتہ ان کو چھوڑ کر ان کا وسیلہ ترک کرنا کفر و الحاد ہے۔

ششم: حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام کو خدا نے نور بنایا جو اس کے عرش کو گھیرے ہوئے تھے۔ البتہ یہ مخلوقات کی ہدایت کے لئے مختلف عوالم میں جلوہ گر ہوئے۔ اس اجمال کی تفسیروں میں یہ ہے کہ عالم انوار میں لباس نورانی شکل نورانی میں ظاہر ہوئے۔ عالم عقول میں لباس و عقل عقلانی عالم ارواح میں لباس و صورت ہبائی عالم مثل میں لباس مثالی عالم افلاک میں لباس فلكی، عالم ملکوت میں لباس و صورت ملکوتی اور عالم نبوت میں لباس و صورت ناسوتی حتیٰ کہ جب اس عالم میں ظہور فرمایا تو لباس بشری اور صورت بشری میں تشریف لائے۔ جیسے جیسے امت اور عالم تبدیل ہوئے انہوں نے لباس تبدیل فرمایا اور حتیٰ کہ ہماری ہدایت کے لئے لباس بشری میں ظاہر ہوئے۔ لیکن ان کی حقیقت اصل نور ہے۔ جس نے عرش کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔

شانیا: مکتوبات شریعہ

موجودات کائنات کی صورت ان ذوات قدسیہ کی اشباح مبارکہ کی فاضل شعاع

(یعنی) اور ان کے اشباح ہی عقل نور ہیں اور یہ اشباح دراصل ابدان نورانیہ بلا ارواح

ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر بن یزید یعنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا حق تعالیٰ نے سب سے پہلے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان عزت ناویہ و مہدیہ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کو خلق فرمایا اور یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اشباح نور تھے جابر بن یزید یعنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مولا اشباح کسے کہتے ہیں؟

حضرت نے فرمایا۔ اشباح۔ کل نور کہ جو ابدان نورانیہ بلا ارواح تھے اور یہ سب ایک روح سے مؤید تھے اور وہ روح القدس ہے جس سے وہ مؤید تھے وہ روح ان میں ہے۔ محمد و آل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اس وقت بھی عبادات الہی میں مصروف تھے اور اس طرح خداوند قدوس و منان نے ان صاحبانِ حلم و علم کو پاک و پاکیزہ پیدا فرمایا۔ جو بارگاہِ اقدس الہی میں نماز و روزہ سجود اور تسبیح و تہلیل بجالانے میں مصروف رہے۔

ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی جلد دوم ص ۳۲۸ مطبوعہ تہران ایران
بحار الانوار جلد ۱۵ ص ۲۵ مطبوعہ بیروت لبنان
وائی شریف جلد اول جز دوم ص ۱۵۵ مطبوعہ قم مقدسہ ایران

ثالثاً:- نفس شے

موجودات کے عالم کے نفوس ان ذواتِ مطہرہ کے نفوس ظاہریہ کی فاضل شعاع سے خلق ہوئے ہیں۔

چونکہ موجودات کائنات کا وجود ان کے انوار کی شعاع فاضلہ سے وابستہ ہے اور یہ موثر کائنات و منیر جہان ہستی ہیں اس لئے عوالمِ امکانیہ کے ساتھ ان کی معیت قیومی ہے اور چونکہ ذرے ذرے کا وجود ان کے وجود کا اثر اور اشعہ انوار کا عکس ہے لہذا یہ جمیع عوالمِ امکانیہ کے ذرے ذرے پر حاضر و ناظر ہیں اور کائنات کے تمکین ہیں۔

والک فضل اللہ یتوہ من یشاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن ناطق امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو بکر الخضرؓ سے فرمایا۔ یا ابابکر ما سئنی علی شی من بلادکم۔

ملاحظہ فرمائیں۔ بصائر الدرجات، ص ۲۲ مطبوعہ ایران
فرمایا۔ اے ابو بکر تمہارے شروں کی کوئی شے بھی ہم سے مخفی نہیں“ پس یہ ثابت ہو گیا کہ یہ کل کائنات میں حاضر و ناظر ہیں۔

جناب عبد اللہ بن بکر الارجانیؓ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میں آپؐ پر قریان جاؤں۔ ذرا یہ تو فرمائیں کیا امام مشرق و مغرب میں ہر شے کو دیکھتا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ”اے پسر بکر وہ اپنے سے پوشیدہ و غائب رہنے والوں پر حجت کیسے ہو سکتا ہے؟ جنہیں وہ دیکھتا نہ ہوا اور جن پر وہ قادر نہ ہو اور اللہ کی طرف سے بعدوں تک (فیض) پہنچانے والا اور مخلوقات پر گواہ کیسے بن جائے گا جبکہ وہ ان کو نہ دیکھ رہا ہو۔ وہ مخلوق پر حجت کیسے بن سکے گا؟ جب مخلوق اس سے پوشیدہ ہو اور ان کے درمیان پردے حائل ہوں۔

ملاحظہ فرمائیں۔

بحار الانوار، جلد ۲۷، مطبوعہ بیروت لبنان۔

مدیختہ المعازیر ص ۲۲۰، طوابع الانوار۔ ص ۱۸۶

القطرۃ من بحار مناقب النبی والقرۃ۔ جزو دوم ص ۳

افادہ:- صادق آل محمد کے اس فرمان واجب الاذعان سے جبارۃ النص یہ ثابت

ہوتا ہے کہ امام اور مخلوق کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں بلکہ جہاں جہاں مخلوق ہے وہاں وہاں امام حاضر و ناظر ہیں جس سے مخلوق پوشیدہ ہو اور دور ہو وہ امام نہیں ہو

سکتا۔ پس جو لوگ محمد آل محمدؐ کو حاضر و ناظر نہیں مانتے وہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور اہل بیتؑ کو امام ہی نہیں مانتے اگر امام مانتے ہوتے تو پھر انہیں حاضر و ناظر مانتے۔ ان سیاہ بختوں کا آئمہ طاہرین علیہم السلام کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کرنا

اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا شیعہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ کسی اور مذہب کے افراد ہو سکتے ہیں۔ مذہب مقدس کے ہرگز معتقد نہیں ہیں۔

اتیسواں ثبوت:-

حضرت کشف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

يقول ان الله احكم و اكرم واجل اعلم من ان يكون اتج على عباده بحجة ثم غيب عنهم شيئا من امرهم

ملاحظہ فرمائیں۔ بصائر الدرجات، جز سوم، باب چہارم، ص ۳۲، مطبوعہ ایران بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۱۳۷ مطبوعہ لبنان

حق تعالیٰ اس سے اہل ارفع و عالم ہیں کہ کسی کو اپنی مخلوق پر حجت بنائے اور پھر اس سے ان کے امور کو پوشیدہ رکھے یعنی جو حجت خدا ہو گا وہ مخلوق کے تمام احوال و اطوار پر حاضر و ناظر ہو گا۔

تیسواں ثبوت:-

حضرت صادق آل محمدؑ نے ارشاد فرمایا "اترى ان الله استرعى راعيا على عباده واستخلف خليفة عليهم" معجب شینا من امورهم۔

ملاحظہ فرمائیں:- بصائر الدرجات، جز ۳، باب چہارم، ص ۳۲ بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۱۳۷

کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے بندوں پر نگران مقرر کرے اور ان پر اپنا خلیفہ یعنی قائم مقام بنائے اور پھر لوگوں کے امور کو اس سے پوشیدہ رکھیں یعنی قائم مقام بنائیں اور پھر لوگوں کے امور کو اس سے پوشیدہ رکھیں یعنی جو خلیفہ اللہ ہو گا۔ اس سے مخلوق پوشیدہ نہیں ہوگی بلکہ وہ اس پر حاضر و ناظر ہو گا۔

اکیسواں ثبوت:-

حضرت امام سجاد علیہ السلام کا فرمان حق بیان:-

عبدالصمد بن علی کہتے ہیں کہ میں حضرت امام عالی مقام سینا سجاد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک نبوی آیا۔ حضرت نے فرمایا، کیا تو نبوی ہے؟ کہنے لگا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا میں تجھے ایسا شخص بتاؤں جو تیرے آنے سے لے کر اب تک اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہے بغیر حرکت کئے چودہ عالموں سے گذر چکا ہے۔ جبکہ ہر عالم اس عالم ارضی سے معہ گنا بڑا ہے۔ نبوی نے عرض کیا وہ کون ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ وہ میں ہوں اگر میں چلوں تو یہ بتا سکتا ہوں۔ کہ تو نے کیا کھایا ہے اور تیرے گھر کیا ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تو نے آج کھانا دودھ کے ساتھ کھایا ہے تیرے گھر میں بیس (۲۰) درہم ہیں جن میں سے تین درہم قرض کے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔ بصائر الدرجات، ص ۴۰۱/۴۰۰، الاختصاص شیخ مفید ص ۳۱۴ دلائل الامت ص مطبوعہ نجف اشرف عراق۔

صحیفۃ الابرار، جلد دوم ص ۱۵۸ مطبوعہ تبریز ایران۔

اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ معصوم امام جس لمحے اپنے کاشیانہ اقدس میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اسی لمحے دیگر عوالم میں بھی اور دیگر جگہوں میں بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

بیسواں ثبوت:-

ام المؤمنین ام سلمہ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا یا علیؑ تیرے چاہنے والے تین مقامات پر خوش ہوں گے۔
۱۔ جب ان کی روح جسم کو چھوڑ رہی ہوگی تو آپ ان کے ہاں موجود ہوں گے۔
۲۔ جب نکیرین کے سوال و جواب ہو گئے تو آپ ان کا معاون ہوں گے۔

پچھتیسواں ثبوت:-

حضرت کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان واجب الاذعان المجتہ قبل الخلق مع الخلق وبعد الخلق

ملاحظہ فرمائیں:- اصول کافی جلد اول- کتاب المجتہ ص ۳۳۲ مطبوعہ ایران فرمایا کہ ”جنت مخلوق سے پہلے ہے مخلوق کے ساتھ ہے اور مخلوق کے بعد ہے یعنی کائنات نہ تھی تو جنت خدا موجود تھا مع الخلق یعنی مخلوق کے ساتھ جنت خدا موجود ہے۔ وبعد الخلق۔ یعنی جب کائنات فنا ہو جائے گی تب بھی جنت خدا رہے گا۔

حدیث میں موجود ہے کہ ”المجتہ مع الخلق“ یعنی جنت خدا مخلوق کے ساتھ موجود ہے جہاں جہان مخلوق ہے وہاں وہاں جنت خدا موجود ہے اس لئے کہ جنت خدا معیت قیومی الہی ہے تمام کائنات اس کی وجہ سے قیام میں ہے اگر یہ معیت قیومی نہ ہو تو کائنات فنا ہو جائے اور ان ذوات قدسیہ کا حاضر و ناظر ہونا ان کے معیت قیومی کی وجہ سے ہے۔ جنت خدا جمیع اشیاء کے ساتھ موجود ہے اس لئے کہ کوئی شے اس وقت تک وجود میں نہیں آتی جب تک یہ ذوات قدسیہ اس کے ساتھ بحکم نقیص اصلی موجود نہ ہوں نیز یہ ”حی القیوم“ کے مظہر ہیں یہی ان کے حاضر و ناظر ہونے کی دلیل ہے۔ جنت خدا کے جمیع موجودات کے ساتھ موجود ہونے کی دلیل یہ ہے۔ جنت خدا کے جمیع موجودات کے ساتھ موجود ہونے کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ یہ ذوات نوریہ علت مادی کائنات ہیں اور جمیع عوالم غیبیہ و شہودیہ انہی کے نور کے شعاع سے خلق ہوئے ہیں۔ اس لئے تمام کائنات ان نفوس نوریہ کے نور سے منور ہیں۔ یہ انوار الہیہ شعاع آفتاب الہیہ اول ما صدر اور یہی حقیقت واحدہ ہے کہ جس کا ظہور میرایائے منقلبہ سے ہو رہا ہے۔

نور اشراق من صبح الازل فیلوح علی ہیاکل التوحید آثارہ ○

حقیقت محمدؐ ایک نور ہے جس نے صبح ازل سے تجلی دکھائی اور حیا کل توحید پر اس کے آثار روشن اور لائق ہو گئے اور یہی نقطہ اول ہے کہ خداوند قدوس و متان نے اس کا صدور اپنے نور عظمت و جلال سے ایسے فرمایا جیسے آفتاب سے اس کی شعاع پھوٹی ہے لہذا یہی سبب الاسباب اور علت العلل اور ذریعہ معرفت الہی ہیں اور یہی ذوات قدسیہ نقطہ محل ظهور خدا اور محل ظهور اسم جامع خداوندی ہیں لہذا جمیع کمالات ابیہ جلالی ہو یا جمالی، نگوئی ہوں یا تشریحی انہیں سے ظهور پذیر ہوتے ہیں۔ اور انہی نفوس قدسیہ کے نور کی شعاع نورانیہ سے کائنات منور ہے۔ یہی ذوات قدسیہ مرکز دائرہ امکان اور موثر کائنات ہیں جو کہ روح الارواح اور نور الاشباح ہیں۔ ہر چیز انہیں کے ارتباط سے مرتبط اور انہی کے انضباط سے منضبط ہے ہر جگہ انہی کا رنگ نمایاں ہے۔ طبقات فلکی پر انہی کی پرتو ہے۔ اور طرائق سماوی میں انہی کی رو ہے ستاروں کے چراغاں میں انہی کے نور کی لٹ ہے اور شمس و قمر میں انہی کی صُوت ہے آسمان میں انہی کا جلال ہے اور قطعہ ارضی پر انہی کا جمال ہے پہاڑوں کی بلندیاں ہوں یا وادیوں کے نشیب ہوں۔ دریاؤں کی روانیاں ہوں یا سمندروں کے تنہیب ہر جگہ انہی کا کمال نظر آتا ہے اس لئے کہ یہی ذوات قدسیہ علل اربعہ کائنات ہیں علت غائی ہو یا علت مادی، علت صوری ہو یا علت فاعلی تمام علتوں کے یہ علت العلل اور سبب الاسباب ہیں۔ لہذا یہ بوجہ معیت قیوی ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں

سیستسواں ثبوت:-

حضرت امام عالی مقام جناب حسن عسکری ^{علیہ السلام} کا حاضر و ناظر ہونا۔

ابو یعقوب اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت امام عسکری جب زندان میں مقید تھے تو آپ اپنے اصحاب اور اپنے شیعوں کے پاس پیغام بھیجا کرتے کہ فلاں رات کو عشاء کے وقت فلاں بن فلاں کے گھر فلاں جگہ پر آ جانا تم ہمیں وہاں موجود پاؤ گے اور مولا

وہاں تشریف فرما ہوتے جبکہ داروغہ زندان آن واحد کے لئے بھی در زندان سے نہیں ہٹتے تھے نہ دن کو۔ نہ رات کو (حکومتی کارندوں کو جب اس کی اطلاع مل جاتی کہ مولا عسکریؑ نے فلاں جگہ پر شیعوں سے ملاقات کی ہے تو وہ پہرے داروں پر سختی کرتے) چنانچہ ہر پانچویں روز تمام پہرہ داروں کو معزول کر کے نئے پہرہ دار متعین کر دیئے جاتے اور انہیں سخت تاکید کی جاتی کہ قید خانے کے دروازوں سے جدا نہ ہوں۔ دوسری طرف صورت حال یہ تھی کہ آپ کے پیغام کے مطابق آپ کے خواص صحابہ مقررہ مقام پر پہنچ جاتے اور آپ وہاں تشریف فرما ہوتے۔ تمام لوگ اپنی حاجات آپ کے حضور پیش کرتے اور آپ ہر ایک کی حاجت روائی فرماتے۔ پھر وہ لوگ اپنے گھروں کو چلے جاتے جبکہ آپ زندان میں تشریف فرما ہوتے۔

بحار الانوار جلد ۵۰ ص ۳۰۴، مطبوعہ لبنان

افادہ:- حضرت مولا امام جناب عسکری علیہ السلام دشمن کی قید میں تھے اور انتہائی پہرہ تھا ایک لمحہ کے لئے بھی داروغہ زندان کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوتے تھے مگر آپ اپنے اصحاب خواص کی تعلیم و تربیت اور ان کی قضائے حاجت کے لئے مختلف جگہوں پر ظہور فرما ہوتے۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ یہ ذوات قدسیہ زمان و مکان کی حدود قیود سے ماورائی ہیں۔ یہ کسی جگہ مقید نہیں بلکہ جہاں ہستی پر محیط ہیں۔ دھو المقصود۔

اٹھتیسواں ثبوت:

حضرت ولی اللہ الاعظم روحی لہ الفدا کا حاضر و ناظر ہونا۔

حضرت بقیۃ اللہ فی الارضین علیہ السلام فرجہ الشریف کے متعلق دعائے مبارکہ ندبہ میں دارو ہے۔ **بنفسی انت من مغیب لم یغل منا۔**

دعائے ندبہ..... ملاحظہ فرمائیں۔ کتب اوعیہ و زیارات

ہماری جان آپ پر قربان ہو آپ عائب ہیں مگر ہمارے درمیان ہی ہیں یعنی مولیٰ علیہ السلام

الصلوات والسلام ہمارے پاس موجود ہیں مگر ہماری آنکھیں آپ کی زیارت سے قاصر ہیں اس لئے علماء نے آپ کے متعلق کہا ہے کہ آپ حاضر فی الامصار اور غیب عن الالبصار ہیں

یعنی آپ عالم امکان میں حاضر ہیں لیکن ہماری آنکھوں سے غائب ہیں

ملاحظہ فرمائیں۔ اعتقاد یہ شیخ صدوق۔

انتالیسواں ثبوت:-

توقع مبارک:- حضرت ولی عصر علیہ السلام نے شیخ مفید علیہ الرحمۃ کی طرف جو توقع شریف ارسال فرمائی اس میں ارشاد فرمایا:-

فانا يحيط علمنا بأنبائكم ، ولا يعزب عنا شيء من أخباركم ، ووعرقتنا بالزلزال الذي أصابكم ، مذجنح كثير منكم إلى ما كان السلف الصالح عنه شاسعاً ، و نندوا العهد المأخوذ منهم ورلء ظهورهم كأنهم لا يعلمون .

ملاحظہ فرمائیں۔ بحار الانوار جلد ۵۳ ص ۱۷۵ مطبوعہ بیروت لبنان

احتجاج طبرسی، جلد دوم۔

ہم تمہارے حالات پر احاطہ رکھتے ہیں تمہاری کوئی خبر بھی ہم سے پوشیدہ نہیں ہم اس دکھ سے واقف ہیں جو تم کو اس وقت لاحق ہوئے جب کہ تم سے اکثر ایسے امور کی طرف مائل ہوئے جن سے سلف صالح دور تھے اور انہوں نے اپنے خد کو پس پشت ڈال دیا گویا کہ وہ نہیں جانتے کہ ہم تمہاری حفاظت سے غافل نہیں ہیں اور نہ تمہاری یاد سے لاپرواہ ہیں۔

چالیسواں ثبوت:-

توقع مبارک

اس توقع مبارک سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت امناؤ

الرحمن علیم الصلوٰۃ والسلام احاطہ کاملہ رکھتے ہیں اسی احاطہ کاملہ کی بدولت وہ حاضر و ناظر بھی ہیں۔

ناجیہ مقدسہ سے حضرت ولی العصر علیہ السلام نے فرمایا۔ ایا تک ومقاماتک الہی لا تعطیل لہا فی کل مکان۔ حرک بھامن عرک

دعائے مبارک ربیہ یا اللہ محمد وآل محمد علیم الصلوٰۃ والسلام تیری آیات اور تیرے قائم مقام ہیں کوئی جگہ کوئی مکان ان کے لیے معطل نہیں یہ ہر جگہ ہر مکان میں حاضر و موجود ہیں۔ جس نے تیری معرفت کی ان کے ذریعے ہی معرفت کی معرفت خدا تعالیٰ معرفت چہارہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین پر موقوف ہے۔ یہ ذوات قدسیہ آیات ربانیہ اور خلیفہ پروردگار ہیں اسے قائم مقام خداوندی کہتے ہیں کہ کسی جگہ بھی ان کے قتل نہیں عوالم امکانیہ غیبیہ و شہویہ کے تمام ذرات پر حاضر و موجود ہیں۔ جب کسی جگہ بھی ان کے لیے قتل نہیں جب عوالم امکانیہ کا کوئی گوشہ کوئی ذرہ ان سے خالی نہیں۔ تو پھر حاضر و ناظر سے انکار کیوں؟ حضرت جنت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ناطق فیصلے کے بعد کسی چوں و چرا کی ضرورت نہیں۔ ہر مومن اس توفیق مبارک کو تسلیم کرتے ہوئے ان ذوات متعالیہ کو حاضر و ناظر مانتا ہے۔ اور جو بد بخت اس کا انکار کرتے ہیں وہ دراصل آئمہ علیم الصلوٰۃ والسلام کی امامت کے منکر ہیں اور منکر ولی العصر علیہ السلام حرم مقدس تشیع سے خارج ہے۔ ہم نے معصومین علیم السلام کی چالیس احادیث حاضر و ناظر کے اثبات میں قلمبند کیں ہیں۔ رسالہ کی طوالت اور دیگر مصروفیات کے باعث ہم نے اس پر اکتفا کیا ہے ورنہ اس عنوان پر لاتعداد احادیث ہم پیش کر سکتے ہیں۔

۔ سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لئے

ہم نے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے اہل بیت علیم الصلوٰۃ والسلام کا حاضر و ناظر ہونا ثابت کیا ہے بلاشبہ اس سے وہی لوگ فیض یاب ہوں گے جنہیں خدا ”صراط مستقیم“ کی ہدایت فرمائے گا۔ اس لئے کہ منافقین تو رسولؐ سے سن کر بھی اور حقائق

کو دیکھ کر بھی راہ حق پر نہ چل سکے۔ تو پھر ہماری تحریریں اور تقریریں ان جیسوں پر کیا اثر کریں گی۔

۔ جنہیں ہو ڈوبنا وہ ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں
عام طور پر مقصرین مسئلہ مذکور کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ حاضر و ناظر ماننے کا فائدہ کیا ہے؟

ایماض رفع اعتراض:-

حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھنے سے لاتعداد فوائد معنویہ حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن ان فوائد سے طبع مستقیم اور عقل سلیم والا ہی فیض یاب ہو سکتا ہے۔ اگر اہل بیتؑ کو ہر جگہ ہر وقت بحجم اصلی حاضر و ناظر مان لیا جائے تو معاشرے کی تمام خرابیاں سماجی برائیاں اور معاشرتی ناہمواریاں ختم ہو سکتی ہیں اور معاشرہ پُر بہار گلشن بن سکتا ہے دیکھی سکتی انسانیت کے زخموں کا اندمال ہو سکتا ہے اس لئے کہ اگر گھر کا سربراہ گھریں موجود ہو تو انتہائی شرے بچے بھی نہایت تمیز سے رہتے ہیں اور کوئی غلط حرکت نہیں کرتے لیکن جو نئی بزرگ گھر سے باہر جاتے ہیں وہ شرارتیں کرتے ہیں پس اگر ہم

اس حقیقت کا اعتراف کر لیں کہ حضرات اہل بیت علیہم السلام باذن اللہ ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر ہیں اور ہمارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں تو کوئی مومن کوئی آدمی نہ جھوٹے بولے نہ شراب نوشی کرے نہ زنا اور لواط کا مرتکب ہو معاشرہ درست ہو جائے اور ہر طرف امن و سکون ہو جائے۔ بددیانتی جھوٹ فریب اور بد اعمالی کا خاتمہ ہو جائے اگر ہر آدمی تمہ دل سے مان لے کہ آئمہؑ جدی ہمارے پاس موجود ہیں اور ہمارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔

ہمارے موقف کی تائید مزید سرکار حجۃ الاسلام والمسلمین آیت اللہ السید عبدالحسین طیب کا بیان

حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ مؤمنین کے احوال سے آگاہ اور ان کے اعمال پر نگران و ناظر ہیں اس اعتقاد کے سبب لوگ آنحضرتؐ کا حیا کریں اور اعمال قبیحہ کا

ار تکاب نہ کریں۔

ملاحظہ فرمائیں

کلم الیب ص ۳۵۳ مطبوعہ ایران

خلفائے ابلیس :- ابلیس لعین اولاد آدم کا دشمن ہے اور ہر وقت انسانوں کو گمراہ کرنے کی فکر میں رہتا ہے لہذا اس نے مومنین کو جاہد مستقیم سے ہٹانے کے لیے اپنے فرزندان معنوی منتخب کئے جو شیطانی نظریات کا پرچار کرتے ہیں چونکہ شیطان برائی کو پسند کرتا ہے اور خلافت الہیہ کا منکر ہے۔

لہذا شیطانی نمائندے اپنے ربی عزائیل کے نظریات کی تبلیغ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں اور ان ذوات قدسیہ کے علم حضوری و احاطی کی نفی کرتے ہیں اور ان وسواس شیطانیہ کی ترویج میں اپنے نامہ اعمال کی طرح کئی صفحے سیاہ کر ڈالتے ہیں۔

علامہ شیخ محمد حسین دھکو صاحب فرماتے ہیں۔

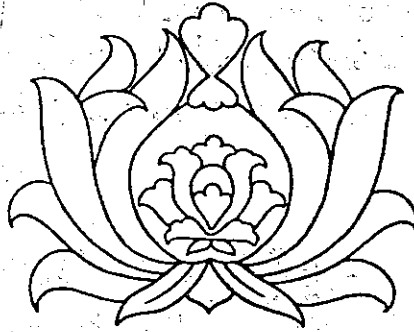
جناب رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ کے ہر وقت ہر جگہ جسم اصلی کے ساتھ حاضر و ناظر کا نظریہ خلاف عقل و نقل و فطرت ہے۔

ملاحظہ فرمائیں۔

اصول الشریعہ، ص ۳۲۸ طبع سوئم

اس رسوائے زمانہ کتاب کے متعدد صفحات انہی شیطانی افکار کی تبلیغ و ترویج میں پر ہیں۔ دراصل ملا شیطان کی نمائندگی کرتے ہوئے اسلامی معاشرے کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ برائیاں پھیلانا چاہتا ہے۔ اسی لئے تو حضرات محمد و آل محمد علیہم الصلوٰت والسلام کے حاضر و ناظر کا انکار کر رہا ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بیضا دیا جائے کہ ہمارے اعمال کا کوئی نگران نہیں تمہیں کوئی دیکھ نہیں رہا پس تم خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے رہو اور برائیوں کی دلدل میں پھنستے رہو۔ یہی ابلیس لعین کا مقصد تھا جو اس

کے جانشین و فرزند ان معنوی پورا کر رہے ہیں۔
 لہذا مومنین کرام پر واجب ہے کہ وہ ان ذوات متعالیہ کے حاضر و ناظر ہونے کو دل و
 جان سے اپنائیں۔ اور اس عقیدے کو مستحکم کریں تاکہ برائیاں ختم ہوں اور گلستان
 اسلامی میں بہار آجائے۔ یہ عقیدہ مبارکہ مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کی ضروریات میں
 سے ہے۔ اس کا انکار مذہب اہل بیتؑ کا انکار ہے۔ **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** *



باب سوئم فصل اول

علماءِ اعلام کے کلمات حقائقِ سمات

(۱) سرکار آیت اللہ السید زین العابدین موسوی اعلیٰ اللہ مقامہ نور اللہ مرقده ارشاد فرماتے ہیں:-

حضرات محمد و آل محمد علیہم الصلوٰت والسلام بجسم ظاہری ”جو کہ مانند پوشاک ہے“ زمان و مکان میں بظاہر محدود نظر آتے ہیں لیکن بجسم اصلی جمیع عوالم میں حاضر و ناظر ہیں اور پوری کائنات پر محیط ہیں۔ چونکہ ان کے نور مقدس سے ارض و سماء بلکہ پوری کائنات پڑ ہے اس لئے فرماتے ہیں۔ انا الذی نظرت فی ملکوت السموات والارض فلم اجد غیري۔ میں وہ ہوں کہ میں نے عالم ملکوت سموات و ارض میں نظری، اپنے سوا کوئی چیز نہیں پائی۔ یہی معنی ہے۔

بجسم ملات سائنک وار سنک حتیٰ نھران لا الہ الا انت

ملاحظہ فرمائیں:- دروس، جلد اول، ص ۵۰۱، مطبوعہ ایران

(۲) سرکار نقہ الاسلام تبریزی طاب ثراہ ارشاد فرماتے ہیں:-

ان ذوات قدسیہ کے انوار زمان و مکان سے مبراء و منزہ ہیں اس لئے کہ ان کی خلقت زمان و مکان سے پہلے ہوئی ہے اس لئے یہ نفوس نورانیہ زمان و مکان، حدود و مکند سے مبراء و منزہ ہیں ہر وہم و گمان کرنے والی حس ان سے دور ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”اے علی! مجھے سوائے اللہ کے اور تمہارے اور

کسی نے نہیں پہچانا اور تمہیں سوائے اللہ کے اور میرے کسی نے نہیں پہچانا اور ذاتِ احدیت کو سوائے تمہارے اور میرے کسی نے بھی نہیں پہچانا یہ روایت ان انوارِ قدسیہ کے حقائقِ نورانیہ کے متعلق وارد ہوئی ہے۔ حضراتِ محمد و آلِ محمد علیہم السلام والہدایہ کے مطلقہ کے مالک ہیں لہذا یہ پوری کائنات پر محیط ہیں۔
ملاحظہ فرمائیں: حقائق الاسرار۔

حاضر و غائب پر محیط
۳۔ سرکار سید العلماء والمجتہدین آیت اللہ
علامہ السید محمد مہدی الموسوی اعلیٰ اللہ مقامہ کا بیان
حقیقت

حضراتِ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی موت و حیات برابر ہے اس لیے ”فرماتے ہیں ہمارا مرنے والا مرنے نہیں بلکہ زندہ ہوتا ہے“ اسی طرح ان کا حاضر ہونا یا غائب ہونا بھی برابر ہے فرماتے ہیں ہمارا غائب، غائب نہیں بلکہ حاضر و ناظر ہیں“ پس ان کا حاضر و غائب ہونا برابر ہے قریب و بعید ان کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتے وہ ہر جگہ سے سنتے ہیں اللہ نے ان کو قوتِ سامعہ کو ایسا بنایا ہے کہ کوئی آواز ان سے مخفی نہیں۔ جیسا کہ ان کی احادیث میں وارد ہے پس اس میں غور و فکر کرو اور ان کے مقاماتِ جلیلہ سے غفلت و انکار نہ کرو۔

ملاحظہ فرمائیں:- طوابع الانوار، ص ۲۱۲، مطبوعہ ایران۔

روح کائنات

۴۔ سرکار صدر العلماء والمفسرین کاشف اسرار ربانی
حضرت علامہ محسن فیض کاشانی اعلیٰ اللہ مقامہ کا بیان

روح العالم والعالم جسده فکما أن

الروح إنما يدبّر الجسد ويتصرف فيه بما يكون له
 القوى الروحانية والجسمانية كذلك الحجة يدبّر العالم
 ويتصرف فيه باذن الله بواسطة الاسماء الالهية التي
 اودعها فيه وعلّمها إياها وركبها في فطرته، فانها منه
 بمنزلة القوى من الروح، ولهذا تغرب الدار الدنيا
 بانتقال الحجة عنها كما أن الجسد يبلى ويفنى بمفارقة
 الروح عنه۔

ملاحظہ فرمائیں :- الحقائق، حصہ قرۃ العیون، ص ۳۰۲، مطبوعہ مکتبۃ الانفس الکویت
 حجتہ اللہ بمنزلہ روح عالم ہیں اور عالم اس کے لیے بمنزلہ جسم ہے لہذا جس طرح روح
 اپنے جسم کی تدبیر کرتی ہے اور وہ اس میں متصرف ہے اور جسم کے لیے روحانی و
 جسمانی قوتوں کا انتظام کرتی ہے اسی طرح حجتہ اللہ بھی مدبر و متصرف در کائنات عالم
 ہے اور یہ تصرف باذن اللہ ہے اور یہ ان اسمائے الہی کے ذریعہ تصرف کرتا ہے۔ جو
 خداوند عالم نے اس میں ودیعت فرمائے ہیں۔ اور ان کا علم عطا فرمایا ہے بلکہ اس کی
 فطرت میں علم رکھا ہے یہ اسمائے الہی جو بلحاظ علم اس کے لیے ذاتی اور جزو ترکیب
 اس کی فطرت میں ہیں۔ یعنی جس طرح روح کے لئے قوتیں ہیں اسی طرح اسمائے الہی
 حجتہ اللہ کے لئے قوتیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ دنیا فنا ہو جائے گی جب کہ حجت خدا
 دنیا سے جدا ہو جائے گا جس طرح روح کی مفارقت سے جسم فنا ہو جاتا ہے۔

افادات :-

- ۱۔ سرکار حسن فیض کاشانی طاب ثراہ کے اس ایمان افروز فرمان حق بنیان سے
 عبارت النص ثابت ہوتا ہے کہ حجت خدا جہان ہستی کی روح ہے اور یہ بدھی امر
 ہے کہ مدبر جسم روح ہے پس کائنات کا مدبر اور منتظم ولی مطلق ہے۔
- ۲۔ روح پورے جسم میں ہر عضو میں موجود ہوتی ہے اگر نہ ہو تو وہ عضو بیکار رہتا ہے
 ہے یعنی روح پورے جسم میں ہر جگہ حاضر و موجود ہے۔ تو جو روح کائنات ہے تو وہ

جہان ہستی کے تمام ذرات پر حاضر و ناظر ہے اور بحکم اصلی موجود ہے اگر ولی مطلق
حجت خدا کائنات کے ذرے ذرے پر موجود نہ ہو تو دنیا ختم ہو جائے ووجودہ ثبت
الارض والسماء کا بھی یہی معنی ہے کہ حجت خدا علیہ السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

۵۔ سرکار شیخ العلماء المحدثین علامہ الشیخ حسن بن
سلیمان الحلی
قدس اللہ تعالیٰ کا بیان :-

اپنی کتاب نذرت خطاب المحتضر میں ارشاد فرماتے ہیں

اذامات فی اللحظة الواحدة عدة أموات فی أطراف الدنيا
يجب الاقرار والاعتراف بحضورهم عليهم السلام عند
كل واحد واحد ، لو عدتهم الصادق للمؤمن واغاثته من
كبره وتفریح همه و الوصية فيه لملك الموت ، ولا
يلتفت هنا الى الوهم وضعف العقل ، ولا يقال : كيف
يكون الجسم الواحد فی الزمان الواحد يحضر الأماكن
المتعددة ؟ فاذا عرض الشيطان للعاقل بذلك رده
بقوله سبحانه وكان الله على كل شيء مقتدرا

ملاحظہ فرمائیں :- دار السلام جلد ۲، ۲۹۸/۲۹۹، مطبوعہ قم مقدسہ ایران۔
جب ایک ہی وقت میں دنیا کے مختلف اطراف و اکناف میں مختلف لوگ مریں تب بھی
یہ اعتراف واجب ہے کہ حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام ہر مرنے والے کے پاس
بخش نہیں خود حاضر ہیں اس لئے کہ ان کا مومن کے ساتھ سچا وعدہ ہے کہ اس کی
فریاد کو پہنچیں گے اور اس کے رنج و الم کو اس سے دور کریں گے اور اس کے متعلق
فرشتہ موت کو حکم کریں گے اور یہاں ضعف عقلی اور وہم و گمان کی طرف ہرگز
متوجہ نہ ہونا چاہیے کہ جسم واحد آن واحد میں ایک متعددہ میں کیسے حاضر ہو سکتا ہے
جب شیطان لعین عاقل کے ذہن میں یہ شبہ ڈالے تو اس کی تردید اس فرمان

خداوندی سے کی جائے گی ”وکان اللہ علی کل شیء مقتدر۔

افادہ:-

سرکار علامہ رضوان اللہ تعالیٰ کے اس بصیرت افروز فرمان سے یہ مبرہن ہوتا ہے کہ یہ ذوات متعالیہ ہر مرنے والے کے پاس موجود ہیں اور ان کے حاضر و ناظر ہونے پر جو لوگ اشکال کرتے ہیں وہ محض وسوسہ شیطانیہ پر عمل کرتے ہیں اس لئے ان بزرگواروں کی منازل عالیہ کا انکار در حقیقت قدرت الہی کا انکار ہے اور شیطانی شبہ ہے۔

۶۔ سرکار عالم مبتحر محدث جلیل القدر سید المفسرین حضرت علامہ سید ہاشم بن سلیمان الموسوی البحرانی رضوان اللہ تعالیٰ کا ارشاد بالاستعداد:-

اے برادر ایمانی! جاننا چاہیے کہ حضرت امیر المومنینؑ کا ہر مرنے والے کے پاس ہونا مختلف طرائق و اسانید سے مروی ہے جس کا کوئی عقلمند آدمی انکار نہیں کر سکتا (سوائے جاہل مقصود کے) اور اسے جاہل ہی بعید قرار دے گا اور چونکہ یہ حکم خداوندی سے ہے اور انبیائے مرسلین اور آئمہ راشدین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے جملہ معجزات جو ان کے دست ہائے مبارکہ سے جاری ہوئے یہ ان ذوات متعالیہ کے ذاتی فعل تھے اور اس کے قادر بنا دینے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے (یعنی یہ قدرت منجانب اللہ ہے) کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ یہ کہہ کر انکار کرے کہ مرنے والے شب و روز ہر ساعت مرتے ہیں ایک ہی جسم آن واحد میں ایک متعددہ میں کیسے ہو سکتا ہے تو اس کا منہ یوں بند کیا جائے گا جب اللہ تعالیٰ کسی کو قدرت دے دے تو ایسا ہونا ناممکن نہیں چونکہ اس کا مرجع حق تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ”انما امرہ اذا ارادہ شیء قال لہ کن فیکون“

ملاحظہ فرمائیں:- مدنیۃ المعجزات ص ۱۱۸ مطبوعہ ایران

۷۔ سرکارِ تفتہ المحدثین علامہ الحاج شیخ عباس قمی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان :-

نتیجہ مقصود و الزام مقام و اینکه حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ حاضر در میان عباد
ناظر ہر حال رعایا و قادر بر کشف بلایا و عالم بر اسرار و خفا باجت غیبت و ستر از مروج از
منصب خلافت عزل نہ شدہ و از لوازم و آداب ریاست الہیہ خود دست نہ کشیدہ۔
ملاحظہ فرمائیں :- منشی الآمال، جلد دوم ص ۳۹۳، مطبوعہ تہران ایران

نتیجہ مقصود یہ ہے کہ حضرت صاحب الامر علیہ الصلوٰت والسلام عمل اللہ تعالیٰ فرجہ
الشریف بندوں کے درمیان حاضر و موجود ہیں اور اپنی رعایا کے حالات پر ناظر و نگران
ہیں اور مشکلات اور تکالیف کو دور کرنے پر قادر ہیں اور مخفی و مستور رازوں کے
جاننے والے ہیں اور اپنی ریاست الہیہ کے لوازمات سے اور غائب ہونے کے باوجود
منصب خلافت ربانیہ سے معزول نہیں ہوئے۔

افادات :-

حضرت علامہ قدس اللہ سرہ کے ایمان افروز بیان سے
یہ حقائق سامنے آتے ہیں

اول :- حضرت ولی العصر صاحب الامر عمل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف لوگوں کے
درمیان حاضر و موجود اور ان کے احوال و اطوار پر ناظر و نگران ہیں اور یہ ثابت ہے
کہ آپ کی حکومت ایک محدود خطے یا علاقے تک نہیں ہے بلکہ جمیع عوالم امکانیہ
آپ کے زیر نگین ہیں جب وہ کل کائنات کے امام ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ جمیع
کائنات کے ذرے ذرے پر حاضر ہیں ان کو ایک مقام پہ محدود کرنا دراصل ان کی
حکومت الہیہ کو محدود کرنا ہے جو کہ کفر ہے لہذا ان کے حاضر و ناظر کا انکار کرنے
والے دائرہ ایمان اور حرم مقدس تشیع سے خارج ہے۔

دوئم :- حضرت حجت علیہ السلام مصائب کو دور کرنے پر قادر ہیں یعنی آپ مشکل کشاء اور حاجت روا ہیں۔

سوئم :- حضرت امام زمان علیہ السلام اسرار خفیہ یعنی پوشیدہ اور غیب کے رازوں کے جاننے والے ہیں یعنی آپ عالم الغیب کے عالم الغیب خلیفہ ہیں۔

چہارم :- آپ غیب ہونے کے باوجود منصب خلافت سے معزول نہیں ہیں آپ کا حاضری الکائنات، ناظر علی الموجودات ہونا، مشکل کشا اور حاجت روا ہونا، غیب کا عالم ہونا آپ کے مناصب خلافت الہیہ کے لوازم میں سے ہے اور ان ایک منصب میں بھی اشکال کرنا یا انکار کرنا، دراصل آپ کے منصب جلیلہ یعنی خلافت الہیہ و امامت کبریٰ کا انکار ہے۔

(۸) سرکار ثقہ الاسلام والمسلمین آقائے الحاج شیخ علی اکبر مروج الاسلام وامت برکاتہ کا بیان :-

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ سرزمین خراسان میں جس جگہ کو طوس کہتے ہیں وہاں میرا ایک فرزند شہید ہو گا

من زارہ فیما عارفا بحقہ اخذتہ بیدی یوم القیمۃ فادخلتہ الجنۃ وان کان من اهل الکبائر

جو بھی میرے اس بیٹے کی زیارت کرے گا اور اس کے حق امامت کی معرفت کرے گا میں خود قیامت کے دن اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا اگرچہ وہ گناہان کبیرہ کا ہی مرتکب کیوں نہ ہو

راوی حدیث حمزہ بن حمران کہتے ہیں ”جب حضرت نے فرمایا کہ جو میرے بیٹے کا عرفان حق حاصل کرے تو میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں عارف حق کا معنی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ”یعنی اس کے حق کا عرفان یہ ہے کہ اس کے حق کا یہ عقیدہ رکھا

جائے کہ وہ امام واجب اللطاعت ہے اور شہید ہے۔ اس کے بعد حضرت نے اس سے آگے بڑھ کر فرمایا ”جو بھی میرے اس بیٹے کی زیارت کرے گا اس حالت میں کہ اس کے حق معرفت کو جانتا ہو تو اللہ اسے ستر ہزار شہیدوں کا ثواب دے گا اور شہید ایسے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حالت ایمان میں شہید ہوئے ہوں اس روایت شریفہ میں پیغمبر اسلام اور آپ کی آل طاہرہ کے محبوب کے لیے مژدہ و بشارت ہے اور حق عرفان کا یہ معنی ہے کہ یہ عقیدہ رکھے کہ آنحضرت علیہ السلام واجب اللطاعت ہیں ورنہ ان ذوات قدسیہ کی معرفت کسے و حقیقت اصلی و عرفان واقعی دعایا کے لیے ممکن نہیں نہ صرف انسان بلکہ تمام مخلوق امام کی حقیقت

کنہ کو نہیں جان سکتی اس لئے کہ امام محیط علی الكل ہے اور مخلوق اس کے احاطے میں ہے۔ جو احاطے میں ہے وہ اس کی حقیقت واقعی کو نہیں سمجھ سکتا جس نے احاطہ کیا ہوا ہے اور جو محیط ہے وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

آگے چل کر فرماتے ہیں ”امام حاضر و ناظر ہے“

ملاحظہ فرمائیں :- کرامات رضویہ، جلد دوم ص ۱۸۰/۲۰۵ مطبوعہ مشہد مقدس ایران

۹۔ سرکار آیت اللہ احمد زمر دیان دام ظلہ العالی فرماتے ہیں :-

حضرت ولی العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو خدا نے جو تصرف و قدرت عطا فرمائی ہے اس کی بدولت آپ اس عالم پر شاحد و ناظر اور مخلوق کے اعمال و کردار و رفتار خلق پر گواہ ہیں اسی طرح آئمہ ہدیٰ علیہم السلام مخلوق خدا پر شاحد و گواہ ہیں۔
ملاحظہ فرمائیں :- کتاب شریف۔ مقام ولایت ص ۳۵۶، مطبوعہ شیراز۔ ایران

۱۰۔ سرکار استاد الفقہاء والمجتہدین آیت اللہ حسین مظاہری ادام اللہ ظلہ العالی کا فرمان :-

روایات سے یہ مستفید ہوتا ہے کہ امت وسط سے مراد امام معصوم ہے جو قیامت کے دن لوگوں کے نفع و نقصان کی شہادت دیں گے اور خود رسول ان پر گواہ ہوں گے پس :-

۱۔ شیعہ نقطہ نظر سے یہ مسلم ہے کہ آیت مذکور ”سورہ بقرہ آیت ۱۲۳“ روز حشر آئمہ طاہرین علیم الصلوات والسلام کی شہادت سے متعلق

۲۔ یہ بھی معلوم ہے کہ امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام روز قیامت اس بات کی گواہی دیں گے جس پر وہ حاضر و ناظر رہے ہوں۔ اس لئے کہ عقلاً و شرعاً وہی شہادت (گواہی) قابل قبول ہے جہاں گواہ حاضر و موجود ہو۔
ملاحظہ فرمائیں :- معادور قرآن ص ۱۲۵، مطبوعہ قم مقدسہ ایران

حوزہ علمیہ قم مقدسہ کے جلیل القدر ققیہ آیت مظاہری دام ظلہ کا فتویٰ :-

حضرات امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام اور ملک الموت چونکہ ”سمہ وجودی“ کے حامل ہیں لہذا کسی خاص جگہ تک محدود نہیں ہیں اور ان کا وجود مقدس جہاں ہستی پر اشرف کامل رکھتا ہے آن واحد میں حق تعالیٰ کی طرف سے تفویض شدہ ولایت کے سبب پورے جہاں ہستی میں موجود ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں :- معادور قرآن ص ۱۲۵/۱۲۴، مطبوعہ قم مقدسہ ایران

امام امت کا ناطق فیصلہ :-

سرکار قاطع المقصرین آیت اللہ العظمی الامام الراجل السید روح اللہ

الموسوی الثمینی رضوان اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-
پس آنحضرت بامقام ولایت کلیتہً اش در کنار ہمہ کس ایستادہ و شاهد
اعمال اوست و با ہمہ چیز ہمراہ است۔

ملاحظہ فرمائیں :- مصباح الہدایۃ الی الخلافۃ والولایۃ ص ۱۹۶ مطبوعہ اسلامی جمہوریہ
ایران پس حضرت امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مقام ولایت کلیہ الہیہ کی
بدولت ہر ایک کے پاس کھڑے ہیں اور اس کے اعمال کے شاہد و گواہ ہیں اور ہر چیز
کے ساتھ موجود ہیں۔

حضرات مومنین!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حاضر و ناظر کے متعلق ہم نے دس جلیل القدر علمائے اعلام
کے نظریات مبارکہ پیش کئے ہیں اور آخر میں رہبر انقلاب اسلامی امام امت کا ناطق
فیصلہ پیش کیا ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر
ایک کے پاس کھڑے اس کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں اور اس پر گواہ ہیں بلکہ کائنات
کی ہر چیز کے ساتھ علیؑ موجود ہیں۔ آغا امام کا یہ فیصلہ اور مبارک عقیدہ ہمارے
موقف کی تائید کرتا ہے۔ اور مقصرین کے نظریات فاسدہ و عقائد کاسدہ کی مذمت و
درو کرتا ہے۔

مقرر ملاؤں نے مومنین کرام کو صراط مستقیم سے ہٹانے کے لئے مقامات معنویہ کا انکار
کرتے ہوئے کہا کہ (۱) ”جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ہدی
طہم الصلوٰۃ والسلام کے ہر جگہ ہر وقت جسم اصلی کے ساتھ ہونے کا نظریہ بالکل
خلاف عقل و نقل و فطرت ہے۔“

دیکھو مقصرین کا صحیفہ، اصول الشریعہ ص ۳۲۸ مطبوعہ سرگودھا

(۲) اگر جناب امیر المومنین علیہ السلام کی سرعت رفتار ایک لاکھ چھیالیس ہزار میل فی
گھنٹہ سے بھی زیادہ تسلیم کی جائے تب بھی ایک آن میں چالیس تو کجا وہ دو جگہ بھی
حاضر نہیں ہو سکتے کیونکہ جس وقت پہلی جگہ پر ہونگے اس وقت دوسری جگہ ان سے
خالی ہوگی۔ الغرض ایک جسم کا ایک آن میں ایک جگہ سے زائد جگہ پر ہونا وہ محال

عقلی اور ناممکن امر ہے جسے معجزہ بھی ممکن نہیں بنا سکتا۔
دیکھو مفسرین کی کتاب، توثیق حق - ۱۹۲ - ۱۹۳ مطبوعہ سرگودھا

قدرت خدا کا انکار

مفسرین یہ کہتے ہیں کہ معجزہ فعل خدا ہے اور اب کہتے ہیں کہ معجزہ بھی ممکن نہیں بنا سکتا دراصل یہ مولوی خدا کو بھی علی کل شی قدیر نہیں مانتے یہ قدرت ربانی کے منکر ہیں۔

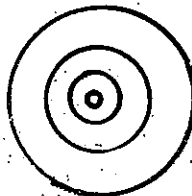
لیکن امام امت نے ان کے عقائد باطلہ کو رد کرتے ہوئے فرمایا ”درکنار ہمہ کس الیتادہ و شاحدا اعمال اواست باحمہ چیز همراه است“ امام خمینیؑ فرما رہے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام ہر ایک کے پاس کھڑے ہیں اور ہر چیز کے پاس موجود ہیں اب اگر مفسرین میں ہمت ہے تو امام امت کے خلاف بھی فتویٰ دیں

مشکل بہت پڑے گی بلکہ کی چوٹ ہے۔

- آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کے۔

ہمیں یہ معلوم ہے کہ مفسرین

اپنی نجی محفلوں میں بیٹھ کر یہ کہتے ہیں کہ خمینی کے نظریات صوفیوں والے اور غالیوں کے ہیں مگر مومنین کی محفلوں میں بڑے احترام سے نام لیتے ہیں اور آغا کی تعریف کرتے ہیں اس لئے کہ ان کا ماہانہ وظیفہ چونکہ ادھر سے آتا ہے اس لئے کھلم کھلا بغاوت نہیں کرتے کیونکہ وظیفہ بند ہونے کا خدشہ ہے۔
نکڑا تو کما کھائے ہے کس طور چھندر



فصل دوم

ایماضات رفع اعتراضات

حضرات محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین حاضری الکائنات اور ناظر علی الموجودات ہیں یعنی جمیع عوالم امکانیہ کے تمام زاویوں کو محیط ہیں اور اس پر جاضر و ناظر ہیں یہ ذوات متعالیہ جہاں ہستی پر حاضر بالفعل ہیں۔ کائنات ان کے وجود ذی جود سے پر ہے اور یہ مغیبت قوی رکھتے ہیں ان تمام حقائق سے مقصرین چشم پوشی کرتے ہوئے باطل کوشی میں مصروف ہیں اور آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عین اللہ الناکرہ ہونے کا انکار کرتے ہیں اور ان کی قوت قدسیہ نور یہ جسے احادیث میں عمود نور سے تعبیر کیا گیا ہے اسے فرشتہ بنانے کی سعی لا حاصل کرتے ہیں۔ ان ذوات متعالیہ کو فرشتوں کا محتاج کہتے ہیں جو کہ صریح جہالت بلکہ ضلالت و غوایت ہے۔

رئیس المقصرین علامہ محمد حسین ڈھکو صاحب فرماتے ہیں کہ عمود نور سے ایک فرشتہ مروا ہے جو کہ روح القدس کے علاوہ ہے۔

ملاحظہ فرمائیں :- ”اصول الشریعہ“ ص ۱۰۶ طبع مالٹ

اس کے بعد حق پوشی اور باطل کوشی کرتے ہوئے فرمان معصوم کا غلط معنی بیان کر کے مومنین کرام عقائد حقہ پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے اور قرآن ناطق کے فرمان کی تفسیر بالرائے کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ عیون الاخبار الرضا، ب ۱۹ ج ۱، اول، صفحہ ۲۱۳ طبع جدید پر امام رضا کا ایک ارشاد موجود ہے جو عیناً النص اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ روح القدس اور عمود نور دو مختلف حقیقتیں ہیں فرماتے ہیں۔ ان الانام منید بروح ^{مقدس} و بین اللہ عزوجل عمود نوریری فیہ اعمال العباد کما احتاج الیہ لعلاتہ اطلع علیہ الخ یعنی امام کی تائید روح القدس کے ساتھ ہوتی ہے اور امام و خدا کے درمیان ایک عمود نور ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کے اعمال دیکھتا ہے۔

اور جس چیز کی طرف احتیاج ہو اس عمود کے ذریعے اس پر آگاہی حاصل کرتا ہے۔ الخ۔ اس سے بڑھ کر اور کس طرح صراحت کی جاسکتی ہے کہ روح القدس اور ہے

اور عمود نور اور ہے۔

ملاحظہ فرمائیں۔ اصول الشریعہ، ص ۱۰۶ طبع ثالث

ابطال الاستدلال

صدر المتعین کے ان دونوں بیانوں سے دو چیزیں سامنے آتی ہیں۔

۱۔ عمود نور سے مراد فرشتہ

۲۔ عمود نور اور ہے اور روح القدس اور ہے۔

اب ہم ثامن الاولیاء امام علی رضا علیہ السلام کے فرمان سے ہی دھوکے

صاحب کے پچگانہ استدلال کا ابطال کرتے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

روح القدس ہی عمود نور ہے

حضرت ثامن الاولیاء امام علی رضا علیہ التحتية والثناء کا

فرمان واجب الاذعان

اسی کتاب عیون اخبار الرضا کی دوسری جلد میں حضرت کا روح القدس کے متعلق تفصیل فرمان موجود ہے۔ جو ہم من و عن زبیر قرطاس کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ان الله عزوجل قد ایدنا بروح منہ مقدسہ مطہرہ لیست علیک لم تکن مع احد ممن منی الامع رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وصحی مع الامتہ من اتسدوہم وتوهم وهو عمود من نور بیضا وین الله عزوجل

ملاحظہ فرمائیں۔ عیون اخبار الرضا جلد دوم، ص ۲۸ مطبوعہ ایران

بحار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۲۸ مطبوعہ بیروت باب نمبر ۳ الارواح التي فیہم وانہم

مویدون بروح القدس۔

فرمایا ”پورے دیکھو کہ ایک مقدس و مطہر روح جو کہ فرشتہ نہیں ہے“ اس سے

ذریعہ ہماری تائید کی اور یہ روح گذشتہ ادوار میں کسی کے ساتھ نہ تھی یہ روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ ہم آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ موجود ہے جو کہ ہمارے توفیق اور تسدید کرتی ہے اور یہی ہمارے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے درمیان عمود نور ہے۔ حضرت کے اس فرمان واجب الازعان سے جبارۃ النص واضح و آشکار ہو گیا کہ عمود نور سے مراد فرشتہ نہیں بلکہ روح القدس ہے۔ جو کہ داخلی روح ہے۔

عمود نور اور روح القدس کی وضاحت

رئیس المحدثین علامہ محمد باقر مجلسی اعلیٰ اللہ مقامہ کا بیان :-

آپ نے عمود نور کے بارے میں احتمالات نقل فرمانے کے بعد جو فیصلہ دیا وہ یہ ہے۔ کہ وہ ہو کنایت عن روح القدس کہ یہ کنایت سے روح القدس ہے۔ ملاحظہ فرمائیں :-

بحار الانوار، جلد ۲۵ صفحہ ۳۱، مطبوعہ بیروت لبنان

فرمایشات علامہ مجلسی قدس سرہ کا منکر کون ہے؟
ڈھک صاحب فرماتے ہیں :-

سرکار موصوف قدس سرہ کی عملی شخصیت اس عظیم المرتبت ہے کہ کوئی بھی شیخہ کہلانے والا آپ کی فرمائش کا انکار کرنے کی جرات و جسارت نہیں کر سکتا۔

ملاحظہ فرمائیں :- اصول الشریعہ، ص ۱۵۰، طبع ثالث

سرکار آیت اللہ فی الارضین علامہ محمد باقر مجلسی قدس سرہ فرماتے ہیں عمود نور روح القدس سے کنایہ ہے اور جناب ڈھک صاحب فرماتے ہیں ”عمود نور سے مراد فرشتہ ہے

موصوف نے خود فرمائش مجلسی سے انکار کر کے اپنا غیر شیعہ ہونا ثابت کر دیا ہے۔
وہو المطلوب

۔ اپنے متقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا
ظانوں پر سحر صیاد کے اقبال کا

عالم ربانی حکیم صمدانی کاشف اسرار قرآنی علامہ
ابوالحسن عاملی اصفہانی رضوان اللہ علیہ فرماتے ہیں :-
قال روح القدس وهو خاص برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والائمة طہیم السلام
ان هذا الروح عمود من نور بنينا وبين اللہ عزوجل۔
ملاحظہ فرمائیں :-

تفسیر بے نظیر مرآۃ الانوار، ص ۱۵۶، طبعہ قم مقدسہ ایران
فرمایا ”روح القدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوٰۃ
والسلام سے مختص ہے اور یہی روح ہمارے اور حق تعالیٰ کے مابین عمود نور ہیں۔“

سرکار صدر العلماء والمحدثین علامہ السید محمد مہدی
الموسوی الشکابی رضوان اللہ علیہ کا بیان

وروح القدس یری مابین المشرق والمغرب یجرھا ویرھا فهو من الامام بمنزلتہ بصرہ کما
یری بہ ا کذا لک یری بروح القدس التي خلق اللہ فیہ واعلم ایضا ان روح القدس کما
هو کان فی التبی وهو جزء منہ کسائر الارواح لکل فی الامتہ وهو جزء منہم خلقہ اللہ فیمهم۔
ملاحظہ فرمائیں :- طوابع الانوار، ص ۹۶، مطبوعہ تہران، ایران

امام روح القدس کے ذریعے مشرق و مغرب کے درمیان اور خشک و تر کی ہر چیز جانتا
ہے اور وہ امام کے لیے بمنزلہ آنکھ کے ہے جس طرح امام آنکھ سے دیکھتا ہے ویسے
یہی روح القدس سے دیکھتا ہے جو امام کے اندر پیدا کی گئی ہے اور یہ بھی جانتا چاہیے
کہ جس طرح یہ روح نبی میں موجود اور باقی ارواح کی طرح اس کی جز ہے اسی طرح

یہ روح آئمہ میں موجود ہے جو خالق نے ان کے اندر پیدا کی ہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ عمود نور سے مراد القدس اور روح القدس بمنزلہ چشم ہے جس سے امام اعمال عباد اور حوادث بلاؤں دیکھتا ہے۔

قوت نوریہ قدسیہ یا عمود نور
سرکار حجتہ الاسلام والمسلمین رئیس العلماء والمتکلمین
علامہ السید عبدالرزاق الموسوی المہدی المہدی ارشاد فرماتے
ہیں

احادیث متواترہ ہے یہ مستفاد ہوتا ہے حق تعالیٰ نے امام کے اندر قوت نوریہ قدسیہ ودیعت فرمائی ہے جس کی بدولت وہ کائنات کے احوال و معرض وجود پر واقع ہونے والے حوادث و مظاہم کا علم رکھنے پر قدرت رکھتا ہے صحیح حدیث بتلا رہی ہے کہ معصوم نے فرمایا جب بچہ دنیا میں ظاہر ہوتا ہے تو اس کے لیے ایک عمود نور قائم ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ اعمال عباد اور حوادث کو دیکھتا ہے (بصار الدراجات) عمود نور سے قوت قدسیہ کو تعبیر کرنے کا اشارہ ہے اس قوت قدسیہ کی طرف جو ان نفوس نوریہ کو حق تعالیٰ عزوجل کی طرف اسے عطا ہوتی ہے مگر اس کے ذریعے وہ قول و فعل اور ملک و ملکوت کے اجزاء کے مکمل حقائق پر آگاہ ہوں اور اسی قوت قدسیہ نوریہ کے ذریعے ان کے لیے جہالت و غفلت کے پردے اٹھے ہوئے ہیں۔ اور اسی قوت قدسیہ سے ہر چیز ان ذات قدسیہ کے پاس حاضر ہے جیسا کہ نور تاریکی کے پردوں کو چاک کر کے دیکھنے والے کے سامنے ہر چیز کو واضح کر دیتا ہے حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خالق نے انہیں ارض و سما و لین و آخرین کے علوم ماکان و مایکون کا علم عطا فرمایا ہے جس کے سبب تمام اشیاء ان کے سامنے حاضر و موجود ہیں۔

(مختصر البصار من ۱۰۱)

لاحظہ فرمائیں شیخ باقر الخلیفی ص ۲۸/۲۷، مطبوعہ مکتبۃ نجات اشرف عراق

ڈھکو صاحب کا ڈھکوسلہ

احادیث متاثرہ و متضادہ سے روز روشن کی طرح یہ حقیقت واضح و آشکار ہوتی ہے کہ عمود نور ایک موہوبی قوت نوریہ قدسیہ کا نام ہے جیسے روح القدس کہتے ہیں اور وہ کوئی فرشتہ یا خارجی چیز نہیں بلکہ حضرات معصومین علیہم والہوۃ والسلام کی داخلی روح جز لاینک ہے اس پر علماء اعلام محدثین عظام کے بیانات شاہد ہیں۔ مگر جمع حرم مقدس تشیع کے عقائد کی مخالفت کرتے ہوئے علامہ شیخ محمد حسین ڈھکو صاحب نے اپنا ڈھکوسلہ پیش فرمایا کہ عمود نور سے مراد ایک فرشتہ ہے۔ پورے دفتر احادیث سے ایک لولی لنگڑ روایت انہیں دستیاب ہوئی جو انہوں نے لکھ دی۔ اپنی اس تحقیق بے توثیق پر انہوں نے خوب بغلیں بجائیں اور حواریین نے رقص کیا۔ اور وہ ابھی تک اپنے پیر فروت کی بجائی ہوئی راگنی پر رقص کناں ہیں۔

اب ہم ان کی اس پیش کردہ روایت کو میزان تحقیق پر پرکھتے ہوئے اس کا بخیہ ادھیڑ کر صاحبان ایمان و انصاف کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ صدر المحققین کی تحقیق بے توثیق کی داد دے سکیں۔

شیخ ڈھکو صاحب تحریر فرماتے ہیں

ان تمام روایت کی صحیح تشریح و توضیح حضرت امام رضا کی صحیح السند حدیث شریف سے ہوتی ہے۔ جو اصول کافی ص ۱۹۹ باب موالید الائمہ اور تفسیر برہان جلد دوم ۱۵۸ وغیرہ مذکور ہے۔ (دھی حذہ)

علی بن ابراہیم عن محمد بن عیسیٰ بن عبید قال کنت انا وابن فضال جلوسا اذا قبل یونس فقال دخلت علی ابی الحسن الرضا فقلت له جعلت فداک قد اکثر الناس فی العمود! قال لی یا یونس ماتراہ اتراہ عمودا من حدید یرفع لصاحبک قال قلت ما ادری قال کنت ملک موکل بکل بلدۃ یرفع اللہ بہ اعمال تلک البلدۃ قال فقام ابن فضال قبل رائہ وقال رحمک اللہ ابا محمد تزال تجبی بالحدیث الحق الذی یخرج بہ عنا۔

یعنی محمد بن عیسیٰ بن عبید بیان کرتے ہیں کہ میں اور ابن فضال بیٹھے تھے کہ جناب

یونس آئے اور (یہ واقعہ) بیان کیا کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قریان ہو جاؤں۔ لوگ ”عمود“ کے متعلق بہت کچھ بیان کرتے ہیں (یعنی اس کے متعلق کچھ وضاحت فرمائیے) آنجناب نے فرمایا اے یونس! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ وہ لوہے کا کوئی ستون ہے جو تمہارے صاحب (امام) کے لیے کھڑا کیا جاتا ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں ہے امام عالی مقام نے فرمایا یہ (عمود) ایک فرشتہ ہے جسے خدا نے ہر ہر شریر موکل کر رکھا ہے اس کے ذریعے خدا اس شر والے لوگوں کے اعمال (امام تک) پہنچاتا ہے اس وقت ابن فضل نے اٹھ کر یونس کے سر پر بوسہ دیا اور کہا اے ابو محمد! خدا تم پر رحم کرے تم ہمیشہ ایسی ہی سچی احادیث پیش کرتے ہو جن کی وجہ سے خدا ہماری عقدہ کشائی کر کے حیرانی و سرگردانی کو دور کر دیتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں :-

اصول الشریعہ ص ۳۶۱/۳۶۰ طبع ثالث

ابطال الاستدلال

ڈھکو صاحب کا یہ بوجہ استدلال تاریح عینکوت سے بھی زیادہ کمزور ہے اس لیے کہ اس روایت کے بیان کرنے والے صاحبان کی پوزیشن محققین عظام کے نزدیک شدت سے مجروح ہے اس کا واحد راوی محمد بن عیسیٰ بن عمید ہے۔ علماء رجال نے اس کی قدح فرمائی ہے۔

اولاً :- تاج المحدثین محقق متبر علامہ تقی الدین الحسن بن علی بن داود الحلّی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

عن رجال نوادر الحکمت وقال الاروری ما یخص بروایت وقیل کان یذهب فذهب الخ

ملاحظہ فرمائیں :- رجال علی جز دوم ص ۲۷۵ مطبوعہ نجف اشرف

رجال نوادر الحکمت میں شیخ صدوق نے فرمایا کہ جو روایات محمد بن عیسیٰ کی مخصوص ہیں

میں ان کو قتل نہیں کرتا۔ بعض علماء نے اس کو علی المذنب لکھا ہے۔

ثانیاً :- علامہ کبیر محمد بن حسن بن ولید قمی فرماتے ہیں۔

ما تفریہ محمد بن عیسیٰ من کتب یونس وحدیث لا یستعمل علیہ
ملاحظہ فرمائیں :- رجال طلی ج ۲ دوم ص ۲۷۵ مطبوعہ نجف اشرف
یونس بن عبد الرحمن کی جن احادیث و کتب کا واحد راوی محمد بن عیسیٰ ہے ان پر اعتماد
نہیں کیا جاسکتا۔

چالاً :-

شیخ الطائفہ علامہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی رضوان
اللہ علیہ فرماتے ہیں

محمد بن عیسیٰ بن عمید متعلیٰ ضعیف ہے
ملاحظہ فرمائیں :-

فہرست طوسی ص ۳۰ مطبوعہ قم مقدسہ ایران
ان جلیل القدر علماء کے بیان سے یہ ظاہر و باہر ہوتا ہے کہ محمد بن عیسیٰ ضعیف ہے
علی المذنب اس کی روایات قابل اعتبار نہیں جس راوی کی یہ پوزیشن ہو اس کی بیان
کردہ روایت کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے؟
ان حقائق کی روشنی میں صدور المتصرین کے محکمہ افعال استدلال کو پڑھئے اور ان کی
دست علم و فضل اور ملکہ تحقیق و وقف کی داد دیجئے۔

۔۔ اس سلاکی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں نکوار بھی نہیں

باب چہارم

ناظر علی الموجودات

وَقُلْ أَعْمَلُوا فَسِيرَی اللّٰہِ عَمَلْکُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلَیَّ عَلَیْہِ
الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ فَبَیِّنْ لَّکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

سورہ مبارکہ ”توبہ“ آیت ۱۰۵

آیت مذکورہ میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے ”اعمال بندگان کو اللہ رسول اور آئمہ دیکھ رہے ہیں۔“

اولاً ”محمد بن مسلم نے صادق آل محمدؑ طہیم العلوة والسلام سے سوال کیا کہ ”کیا ہمارے اعمال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہیں“ تو آپ نے فرمایا ”اس میں شک کی کوئی بات ہے“ کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں پڑھا؟

وَقُلْ أَعْمَلُوا فَسِيرَی اللّٰہِ عَمَلْکُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ

رسول اور مومنین اللہ کی طرف سے زمین پر اس کے گواہ ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔ بصائر الدرجات، ص ۴۳۰، مطبوعہ بیروت لبنان

ثانیاً ”حضرت کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

آیت شریفہ میں ”المؤمنون“ سے مراد آئمہ ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔ بحار الانوار، جلد ۲۳، ص ۳۳۵، مطبوعہ بیروت لبنان

سرکار رئیس المحدثین حضرت علامہ محمد باقر مجلسی رضوان اللہ تعالیٰ نے ”بحار الانوار“ میں اس آیت کی تفسیر میں اور آئمہ ہدی کے ناظر اعمال ہونے پر پچھتر احادیث درج فرمائیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔ بحار الانوار، جلد ۲۳، کتاب الامامت، باب ۲۰ عرض الاعمال طہیم

السلام و انھم الشہداء علی الخلق

حاشا۔

حضرت ثامن الائمہ علیہ السلام کا فرمان واجب الازعان۔

”اے لوگو! جان لو ہماری ہر محب کے ساتھ ایسی آنکھ ہے جو لوگوں کی مشابہت میں۔ اس میں نور ہے نور خداوندی ہے اور حکمت الہی ہے۔ پس ہماری ہر ذلی کے ساتھ دیکھنے والی آنکھ ہے۔ بولنے والی زبان ہے اور قلب داعی ہے تمہارے اعمال اقوال اور افعال میں سے کوئی شے ہم سے مخفی و مستور نہیں اور اس پر دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے ”وقل اعملوا فیہ اللہ عملکم ورسولہ والمومنون۔“

ملاحظہ فرمائیں۔ صحیفۃ الابرار، جلد اول، ص ۱۹۰، مطبوعہ تبریز ایران

رابعاً۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد۔

ثقفہ جلیل طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو مقامات امامت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

وعلم الضمیر، وطلع علی الغیب، ویری ما بین المشرق والمغرب فلا مثقی علیہ شئی من عالم الملک والملکوت
ملاحظہ فرمائیں۔

بحار الانوار، جلد ۲۵، ص ۱۲۹ / ۱۷۰، مطبوعہ بیروت لبنان

امام وہ ہے جو دل کے بھید کو جانتا ہے غیب پر آگاہ ہے وہ مشرق و مغرب کے درمیان دیکھتا ہے اور عالم ملک و ملکوت کی کوئی شے اس سے مخفی نہیں۔

خاصاً۔

حضرت کشف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد حق بنیاد:

اللہ، جلیل القدر جناب مقفل بن عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ”امام زمین کے حالات کو کیسے جانتا ہے؟ جبکہ وہ اپنے گھر میں ہوتا ہے اور پردے لگے ہوتے ہیں“ مولا علیہ السلام نے فرمایا ”اے مقفل! اللہ نے امام میں پانچ روغن رکھی ہیں۔

(۱) روح حیات (۲) روح قوت (۳) روح ثنوت (جس سے وہ عبادت خدا میں مشغول رہتا ہے) (۴) روح ایمان (جس سے وہ عدل کا حکم دیتا ہے) (۵) پانچویں روح القدس ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد یہ روح امام کی طرف منتقل ہوئی امام کسی جسم کے لہو و لہب میں نہیں جٹا ہوتا اور نہ کبھی غافل ہوتا ہے اور اسی سے وہ زمین کے تمام مخلوق کو جانتا ہے۔

وان الامام لا یخفی علیہ شیء مما فی الارض ولا مما فی السماء وات“ منظر فی ملکوت السموات فلا یخفی علیہ شیء ولا محم ولا شیء فیہ روح ومن لم یکن عندہ الصفات فیس بالام

ملاحظہ فرمائیں۔ الانوار النعمانیہ، جلد اول، ص ۳۳، مطبوعہ حبرز ایران امام سے عرض و ساء کی کوئی شے مخفی نہیں امام ملکوت السموات پر نظر رکھتا ہے اس پر سے خفیف سی آواز اور کوئی ذی روح شے پوشیدہ نہیں۔ اور جس میں یہ صفات نہ ہوں وہ امام نہیں ہو سکتا۔

سرکار سید المحدثین علامہ کبیر سید نعمت اللہ الموسویٰ البحرانی اعلیٰ اللہ مقامہ نے فرمایا کہ ”اس معنی پر میں نے ایک ہزار احادیث دیکھی ہیں۔

انکارات :-

۱۔ مذکورہ بالا حدیث شریف پر غور و فکر کرنے سے یہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی

طرح واضح ہوتی ہے کہ امام سے کوئی شے مخفی نہیں۔

۲۔ جب وہ ہر شے کو جانتا ہے تو عالم الغیب ہے۔

۳۔ جب امام ملک و ملکوت ارضین و سموات کو دیکھ رہا ہے تو پھر وہ ناظر کائنات ہے۔

۴۔ جس امام میں یہ صفات نہ ہوں وہ امام، امام برحق نہیں۔ امام برحق وہ ہوتا ہے جس میں مذکورہ صفات ہوں۔

۵۔ جس نے اپنے امام میں ان صفات کو تسلیم کیا گویا اس نے اس کو امام حقیقی مانا اور جو عالم نما جاہل، گندم نما جو فروش آئمہ اہلبیتؑ سے ان صفات کی نفی کرتے ہیں وہ دراصل ان کی امامت کا انکار کرتے ہیں۔

سادسا۔

حجت خدا سے کوئی شے پوشیدہ نہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ”لوگ (ضعیف الاعتقاد لوگ) ایک بات کہتے ہیں پھر اس کو توڑ دیتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ اللہ نے مخلوق پر ایسے فیض کو حجت بنایا اور پھر اس سے ارض و سموات کا علم پوشیدہ رکھا۔ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ الخراج و الجرائح، جلد دوم، ص ۸۷۱، مطبوعہ قم مقدسہ، ایران

بحار الانوار، جلد ۲۶، ص ۵۵۲، مطبوعہ بیروت لبنان

مومنین غور فرمائیں۔ حضرت صادق آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام نے واضح الفاظ میں مفسرین کا طریقہ واردات بیان کر کے اس کا رد فرمایا ہے کہ مقرر ایک طرف تو امامت اہل بیتؑ کا ظاہری اقرار کرتے ہیں اور پھر اس دلیل کو توڑتے ہیں کہ کائنات امام سے مخفی ہے۔

آئمہ ہدی علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ناظر کائنات ہونا۔

اول: سر اللہ فی العلین امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد حق بنیاد۔

”انا الذی نظرت فی عالم المملکوت قلم اجد غیری شیاً وقد غاب“
یعنی میں وہ شخص ہوں کہ میں نے عالم ملکوت میں نظر کی پس اپنے سوا اور کوئی چیز نہ
پائی اور وہ غیر بیشک غائب تھا۔

امالی شیخ صدوق

حضرت علامہ سید مہدی موسوی اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں ”حضرت علی علیہ السلام کا
فرمان ”انا ناظر فی المملکوت“ کہ میں عالم ملک و ملکوت کو دیکھتا ہوں اور اسی عنوان پر
روایات کثیرہ وارد ہیں۔ جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔
ملاحظہ فرمائیں:- طوالح الانوار، ص ۲۶۲ مطبوعہ ایران

دوئم:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت مطلقہ میں وارد ہے ”قانتاً بینہ الخفیۃ التي
لا تخفی علیہا خافیۃ“ واذنہ السیمۃ التي حازت المعارف العلویۃ وقلبه الواعی البصیر
المحیط بكل شیء۔“ آپ ہی اذن سامعہ ہیں اور آپ ہی اللہ کا قلب واعی بصیر ہیں جو ہر
شے پر محیط ہے۔

ملاحظہ فرمائیں۔ بحار الانوار، جلد ۱۰۰، ص ۳۴۹، مطبوعہ بیروت لبنان

سوئم:

مولائے کائنات امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا
”انا علم اللہ وانا قلب اللہ الواعی ولسان اللہ الناطق“ وین اللہ الناطقہ وانا جنب اللہ
وان ید اللہ

ملاحظہ فرمائیں۔ بحار الانوار، جلد ۲۳، مطبوعہ بیروت لبنان

بصائر الدرجات، القطرۃ من بحار مناقب النبی والعترة، ص ۹۶ مطبوعہ تہران

حضرت علیؑ نے فرمایا ”میں علم خداوندی ہوں، میں اللہ کا قلب واعی ہوں اور میں اللہ
کی زبان ناطق ہوں اور میں اللہ کی دیکھنے والی آنکھ ہوں اور میں جنب الہی اور دست
خداوندی ہوں۔“

عین اللہ ناظر علی الموجودات ہے۔

عین اللہ کا معنی

۱۔ سرکار رئیس المحدثین علامہ محمد باقر مجلسی قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں۔

”وہم عین اللہ ای شاہدہ علی عبادہ“ کما ان الرجل -تدریجینہ لیطلع علی الامور فدلک غلغلم اللہ لیکونوا شہداء من اللہ علیہم ناظرین فی امورہم“

ملاحظہ فرمائیں۔ بحار الانوار، جلد ۲۲، ص ۲۰۲، مطبوعہ بیروت لبنان
مخصوصین علیہم السلام کے عین اللہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ بندوں پر شاہد ہیں جس طرح آدمی اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے تاکہ وہ حالات پر مطلع ہو۔ اسی لئے حق تعالیٰ نے ان ذات قدسیہ کو خلق فرمایا تاکہ اللہ کی طرف سے یہ بندوں کے شاہد اور ان کے امور پر حالات و واقعات پر ناظر ہوں۔

۲۔ سرکار صدر العلماء والمفتیین علامہ سید محمد موسوی تنکا نبی طالب شراہ فرماتے ہیں

”فانہ لما کان حلقہ علی الخلق ولا -غرب عنہ ماغاب عنہ کما مر فی الحدیث یعینہ فہو بمنزلہ عین اللہ لا یفتنی علیہ شی من خلقہ کما لا یفتنی علیہ کعبہ شی وکانہ یحییہ والعین قد یكون یحییہ جاسوس فہو جاسوس اللہ تعالیٰ -مترقب لعبادہ و مترصد لہم فی امورہم“۔

ملاحظہ فرمائیں۔ طوابع الانوار، ص ۶۹، مطبوعہ ایران

چونکہ امیر المومنین علیہ السلوۃ والسلام جمیع مخلوقات پر مطلع ہیں اور ان سے غائب ہونے والی اشیاء و در نہیں اس لئے وہ عین اللہ ہیں کہ ان سے جہان ہستی کوئی ایک شے بھی پوشیدہ نہیں۔ عین کا ایک اور معنی محس کشتہ کے ہیں چونکہ وہ امور ہنگام کے مگر ان میں لگاؤ وہ عین اللہ ہیں۔

۳۔ سرکار سلطان المفسرین علامہ ابوالحسن عالمی اصفہانی رضوان اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

انہ یحس من طرف اللہ الخیر والشر من الخلاق کما مرانفا "انہ ناظر شامہ طبع
ملاحظہ فرمائیں: تفسیر مرآۃ الانوار، ص ۲۳۳، مطبوعہ ایران
امام مخائب اللہ مخلوقات کے خیر و شر پر مطلع ہیں۔ اور ان پر ناظر و گواہ ہیں۔

۴۔ سرکار عالم جلیل حضرت علامہ محمد باقر جندی اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں۔

حجت خدا، عین اللہ الناظرہ است و مطلع است، حالات و کارہائی رعیت۔
بدنیا نزد امام مثل درہم است کہ در کف یکے انہا۔
ملاحظہ فرمائیں۔ کبریٰ، جز دوم، ص ۲۸۸، مطبوعہ ایران
حجت خدا، عین اللہ الناظرہ ہے جو کہ رعایا کے حالات و واقعات پر مطلع ہے۔
دنیا امام کے نزدیک ایسی ہے کہ جیسے پتھلی پر پڑا ہوا درہم۔

۵۔ سرکار آیت اللہ احمد زمریان دام ظلہ فرماتے ہیں۔
پیغمبر اسلام کے بعد آپ کے اوصیاء اور خلفائے معصومینؑ اعمال امت پر ناظر و شاہد
ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: کتاب شریف، مقام ولایت، ص ۳۵۳، مطبوعہ شیراز، ایران



فصل سوم

علماء اہل سنت و مسئلہ حاضر و ناظر

اکابرین اہل سنت بھی انبیاء و اولیاء کو حاضر ناظر مانتے ہیں ہم چند علماء کرام کے بیان پیش کر رہے ہیں

امام اہل سنت علامہ شیخ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں۔
 ذکر کن اور اورو بفرست بروے علیہ السلام و باش در حال ذکر گویا حاضر است پیش تو
 در حالت حیات و می بینی تو اورا متادب باجلال و تعظیم و حیث و دیا و بدانکہ وے
 علیہ السلام فی بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ وے علیہ السلام متصف است صفات
 الہیہ و یکے از صفات الہی آن است کہ انا جلیس من ذکر فی
 ملاحظہ فرمائیں۔

مدارج النبوت جلد دوم ص ۶۳۱ مطبوعہ سکھر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرو اور درود بھیجو اور حالت ذکر میں
 ایسے رہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت حیات میں تمہارے سامنے ہیں اور تم
 انہیں دیکھ رہے ہو ادب اور جلال اور تعظیم اور حیث و دیا سے رہو اور یاد رکھو کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے کلام کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔
 اس لئے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام صفات خداوندی سے متصف ہیں اور اللہ کی
 ایک صفت یہ ہے کہ وہ فرماتا ہے کہ میں اپنا ذکر کرنے والے کا ہم نشین ہوں۔

افادہ

جناب علامہ صاحب کے بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم صفات خداوندی سے متصف ہیں جب صفات ربانیہ سے متصف ہیں تو پھر

حاضر و ناظر بھی ہیں۔ عالم الغیب بھی ہیں مشکل کشا بھی ہیں اور چونکہ ذات باری تعالیٰ محیط علی الکل ہے لہذا اس صفت سے متصف ہیں اور جمیع کائنات میں حاضر و ناظر و موجود ہیں۔

قدرت مصطفیٰ بیاض خدا

جناب علامہ شیخ عبدالحق دہلوی کا دوسری بیان

حق تعالیٰ جسد شریف را حالتی و قدرتی، عیشیدہ است کہ در ہر مکانی کہ خواہ تشریف بخشد خواہ بعینہ خواہ بمثال خواہ بر آسمان خواہ بر زمین۔
ملاحظہ فرمائیں۔

مدارج النیوت جلد دوم ص ۳۵۰ مطبوعہ سکھر
حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد مبارک کو اسی حالت اور قدرت عطا فرمائی ہے کہ جس مکان کو چاہیں مشرف فرمائیں خواہ بعینہ اس جسم نورانی کے ساتھ خواہ جسم بمثال سے خواہ آسمان پر خواہ زمین پر۔

افادہ

مجسم اصلی لاهوتی تو ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر ہیں مگر جسم ظاہری کے ساتھ جس مکان میں چاہیں ظہور فرما کر اسے مشرف فرماتے ہیں۔
جناب علامہ شیخ عبدالحق دہلوی کا تیسرا بیان

حقیقت محمدیہ کا جمیع ذرات موجودات پر تصرف اور احاطہ تامہ

بعضے عرفاء گفتہ اند کہ این بجهت سریان حقیقت محمدیہ است در زرات موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذرات مسلمان موجود و حاضر است پس معلی را باید کہ ازین معنی آگاہ باشند و ازین شہود غافل نہ بود تا انوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردود۔

ملاحظہ فرمائیں

اشعاع اللغات جلد اول کتاب الصلوة باب ۱ شمس ص ۴۰۱ مطبوعہ ملتان
بعض عارفین فرماتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجودات
کائنات کے ذریعے ذریعے میں اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کیے ہوئے ہے آپ
نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں لہذا نمازی کو چاہیے کہ اس معنی پر غور کرے
اور اس سے آگاہ رہے اور اس شہو سے غفلت نہ کرنے تاکہ قرب کے انوار اور
معرفت کے اسرار سے اور سرفراز ہو۔

طی الارض اور ابلیس

امام اہل سنت مولانا محمد اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں

ابو یزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی چیز کمال کی
نہیں دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ
کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔

حفظ الایمان ص ۱۳۱ اشرفی خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ

تقریب استدلال

علماء دیوبند کے جلیل القدر عالم دین کا قول آپ کے سامنے ہے شیطان جو بے
قدر ہے اس کا یہ تصرف ہے کہ آں واحد میں مشرق و مغرب طے الارض کرتا ہے
غور فرمائیں جب گمراہ کرنے والا اشی قوت اور تصرف رکھتا ہے کہ ایک لحظہ میں طے
الارض کرتا ہے تو پھر ذات باری تعالیٰ پر واجب ہے کہ وہ عباد کو وہ تصرف و قدرت
اور احاطہ کلی دے کہ وہ مشرقاً "غریبا" شمالاً "جنوباً" جمیع کائنات میں ہر جگہ ہر وقت حاضر
ہو تاکہ ہدایت کا فیض ہر جگہ پہنچ سکے افسوس کہ مولوی صاحب ابلیس لعین کو جو بے

قدر ہے اس کا تصرف اور احاطہ مانتے ہیں مگر صاحب لولاک جس کے لئے دونوں جہاں خلق ہوئے اس ہادی اعظمؑ کے حاضر ناظر کا انکار کرتے ہیں۔

امام اہل سنت جناب مولانا حافظ رشید احمد گنگوہی کا ایک ہی وقت میں مکہ مکرمہ اور گنگوہ بھارت میں حاضر ہونا

مولوی محمود حسن صاحب گینگوی فرماتے ہیں کہ میری خوشداشت امن صاحبہ جو اپنے والد کے ہمراہ مکہ معظمہ میں بارہ سال تک مقیم رہیں نہایت پارسا اور عابدہ زاہدہ تھیں سینکڑوں احادیث بھی ان کو حفظ تھیں انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹا حضرت کے بہت شاگرد و مرید ہیں مگر کسی نے حضرت کو نہیں پہچانا جن ایام میں میرا قیام مکہ معظمہ میں تھا روزانہ میں نے صبح کی نماز حضرت کو حرم شریف میں پڑھتے دیکھا ہے اور لوگوں سے سنا بھی کہ یہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں گنگوہ سے تشریف لایا کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔

تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۲۱۲ مطبوعہ لاہور

تقریب استدلال

قارئین کرام غور فرمائیں کہ محترمہ نے فرمایا کہ حضرت گنگوہی کو انہوں نے روزانہ حرم میں نماز پڑھتے دیکھا اب چند اہم امور سامنے آتے ہیں۔

(۱) یہ ظاہر ہے کہ (بھارت) اور مکہ مکرمہ کے اوقات میں کافی فرق ہے چوبیس گھنٹوں سے کسی ایک وقت مقرر پر حرم مبارک میں پہنچنے کے لئے لازم ہے کہ وہ اس وقت اپنے گھر مدرسہ یا مسجد سے غائب ہوں۔

(۲) مولانا عاشق الہی میرٹھی صاحب نے اس کتاب میں حضرت گنگوہی کے شب و روز کے جو معمولات درج فرماتے ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے گنگوہ

(بھارت) میں ہی موجود رہتے تھے۔

(۳) ایک وقت مقرر پر گھر سے غائب ہونا اور پھر واپس آنا اور پھر مسلسل کم از کم بارہ سال تک ایسی چیزیں ہیں جو عام لوگوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں۔

(۴) لہذا ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ایک ہی وقت میں مکہ معظمہ میں بھی موجود ہوتے تھے اور گنگوہ (بھارت) میں بھی تشریف فرما ہوتے تھے۔

(۵) حیرت ہے ایک عابد زاہد مولوی کا حاضر ہونا تو تسلیم کر لیا گیا مگر مولانا کائنات کے حاضر ہونے سے انکار ہے۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا

۱ مکہ متعددہ میں حاضر و موجود ہونا

محمد الحضری مجذوب چلانے والے عجیب و غریب حالات اور کرامات و مناقب والے تھے کبھی کبھی چلاتے ہوتے عجیب عجیب علوم معارف پر کلام کر جاتے اور کبھی کبھی استغراق کی حالت میں زمین و آسمان کے اکابر کی شان پر ایسی گفتگو فرماتے کہ اس کے سننے کی تاب نہ ہوتی تھی آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے۔

ملاحظہ فرمائیں۔ جمال الاولیاء ص ۱۸۸ مطبوعہ ملتان

نوٹ

کتاب جمال الاولیاء یہ امام اہل سنت علامہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی کی کتاب جامع کرامات الاولیاء جو کہ ۱۳۲۴ھ میں لکھی گئی اور ۱۳۲۹ھ میں مصر میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے جو کہ اکابرین دیوبند میں سے حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب نے فرمائی ہے۔ لہذا اس کی وثاقت میں کوئی کلام نہیں۔ اس واقعہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ ابدال اور اولیاء ایک وقت میں اکہ متعددہ میں حاضر و موجود ہوتے ہیں اگر یہ کفر اور شرک ہوتا تو علامہ اشرف علی تھانوی نہ کہتے بلکہ انہوں نے

بھی تسلیم فرمایا جب عام ولی یہ منزل اور مقام رکھتا ہے تو پھر سلطان الاولیاء اور امام الاولیاء کا مقام کتنا بلند ہو گا۔

تقریب استدلال

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فرماتے ہیں

جناب قدس الہی تک دو راستے پہنچتے ہیں (پہلی راہ) قرب نبوت ہے جس کا تعلق صرف نبوت کے ساتھ ہے جناب قدس الہی تک پہنچانے میں یہ راہ اصل الاصل ہے اس راہ نبوت سے پہنچنے والے بالاصالت انبیاء علیہم السلام والصلوات والتسلیمات ہیں اور ان کے اصحاب دوسری راہ قرب ولایت ہے اقطاب (جمع قطب) ابدال اوتاد نجاو اور عام اولیاء سب کے سب اسی راہ سے واصل قدس الہی ہوتے ہیں۔

اس راستہ کو راہ سلوک کہتے ہیں بلکہ جذبہ متعارف یعنی مجذوب و ملنگ اسی راہ سے داخل ہوتے ہیں اس راہ سے واصل ہونے والوں کے پیشوا اور سرگروہ اور ان بزرگواروں کے منبع فیض حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں اور یہ منصب عظیم الشان الہی سے تعلق رکھتا ہے اس مقام ولایت میں آنسودر علیہ وعلیٰ آلہ والصلوة والسلام کے دونوں قدم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سر مبارک پر ہیں حضرت فاطمہؑ حضرات حسینؑ اس مقام میں حضرت علیؑ کے ساتھ شریک ہیں۔

میں تو یہ کہتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین علیؑ از نشاء عصری (اس دنیا میں آنے سے پہلے بھی اس مقام ولایت کے مرجع اور منبع ملاؤد الجا تھے چنانچہ بعد از نشاء عصری فیض و ہدایت ولایت ان کے ہی واسطہ اور وسیلہ سے پہنچا ہے اس لئے کہ اس راہ کے نقطہ و انہما اور راہ کی مرکزیت آپ سے ہی متعلق ہے آپ کے بعد یہ منصب عظیم القدر حضرات حسینؑ کو ملا ان کے بعد علی المرتضیٰؑ احمد اشاعر کو تفویض ہوا۔

ملاحظہ فرمائیں

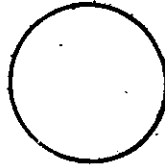
مکتوبات امام ربانی حصہ نہم دفتر سوم مکتوب نمبر ۳۳۳ من ۱۷۳، ۱۷۴ مطبوعہ لاہور

افادہ

امام اہل سنت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے اس بیان سے یہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہوتی ہے کہ حضرت علیؑ مرکز ولایت و منبع ولایت ہیں تمام ولیوں کو ولایت آپ کے ذریعہ ہی ملی ہے بلکہ عالم ناسوت میں ظہور سے پہلے بھی ولایت کا منصب آپ کے بھی پاس تھا اور اب بھی ہے اور حضرت فاطمہؑ اور حضرت حسنؑ سے لے کر محمدی علیہ السلام تک سارے ائمہ حدیؑ اس مقام ولایت کے سردار ہیں جسے بھی ولایت ملی ہے ان کے دروازے سے ملی ہے۔

استدلال

اگر عام ولی جیسے کہ مجذوب حضری کا واقعہ بئالاولیا سے پیش کر چکے ہیں کہ وہ تین شہروں میں ایک وقت میں موجود تھے تو پھر مرکز ولایت و منبع ولایت ائمہ اہل بیتؑ کا حاضر و ناظر ہونا علی وجہ الائم ثابت ہے۔



باب پنجم

علم حضوری

حضرات طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین ولایت کلیہ تکوینہ کے مالک ہیں اور خلافت الٰہیہ کے عمدہ دار ہیں صاحبان علم و دانش سے مخفی و مستور نہیں کہ خلیفہ اپنے مشعلت کا نائب اپنے غیب کے کمالات و صفات کا آئینہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے یہ ذوات متعالیہ مظاہر اوصاف ربانیہ ہیں لہذا ان کا علم اعمیانی، احاطی، حضوری ہے اہل بیت علیہم السلام کے اعداء روسیاء نے جہاں دیگر فضائل نورانیہ پر پردے ڈالے اور انکار کیا وہاں اس حقیقت کا بھی انکار کیا ہے علم حضوری کا انکار دراصل ضروریات مذہب کا انکار ہے۔ عصر حاضر کے بعض گندم نما جو فروش عیاء بردوش عمامہ پوش مدعیان علم کا طاغوتی ٹولہ ہمہ وقت باطل کوشی اور حق پوشی میں مصروف عمل ہے منکرین علم حضوری عام طور پر اپنی بدیہیاتی کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

علم امام ارادی ہے جب توجہ فرمائیں تو کائنات عالم کی ہر چیز کو باعلام اللہ معلوم کر لیتے ہیں آئمہ اطہار کا علم ارادی اور محتاج توجہ ہے جب بھی کس چیز کو معلوم کرنے کا ارادہ فرمائیں تو باعلام اللہ اسے معلوم کر لیتے ہیں۔

چونکہ اعتقاد علم حضوری ضروریات مذہب حقہ میں سے ہے اور استعاری ایلیسی گروہ اس کا انکار کر رہا ہے لہذا پاسداری حرم مقدس تشیع کی خاطر ہم اس اہم موضوع پر دلائل قاطعہ و براہین باہرہ سے آغاز گفتگو کرتے ہیں۔ عرفاء کاملین اور حکماء شافعیین نے حضرات آئمہ اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین کا علم احاطی، حضوری بیان فرمایا ہے ہم فرمائش معصومین علیہم السلام کی روشنی میں بیانات علماء ربانین کو مد نظر رکھتے ہوئے قول عمار پر اپنے دلائل قاطعہ کرتے ہیں۔

پہلی دلیل

خداوند عالم نے ان ذوات قدسیہ کو جمیع موجودات اور عالم امکان پر گواہ بنایا ہے۔ سورہ مبارکہ نساء کی آیت نمبر ۴۱ میں فرمایا۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

ترجمہ = جس دن ہم لوگوں کو محشور کریں گے اور ان پر ایک گواہ ہو گا اور اے رسول ہم تمہیں ان پر گواہ بنائیں گے یعنی میدانِ حشر میں جب مخلوقات کا حساب ہو گا تو اس کا گواہ امام ہو گا جو ان کے اعمال و افعال کی گواہی دے گا اگر امام سے ان کا ایک عمل بھی پوشیدہ ہو تو وہ اس پر گواہ نہیں بن سکتا۔ اس سے گواہی ناقص ہو جائے گی خداوندِ عالم کے لطف سے یہ بعید ہے کہ ایسا گواہ مقرر کرے جس کی گواہی میں نقص ہو چونکہ آلِ محمد علیہم السلام کلماتِ الہی کے مظہر ہیں لہذا یہ کامل گواہ ہیں مخلوقات کا کوئی فعل کوئی عمل ان سے مخفی و مستور نہیں نیز گواہ کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ موقع پر موجود ہو اس لئے کہ سمعی گواہی قبول نہیں ہوتی بلکہ عینی شامد کو معتبر مانا گیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ ان ذواتِ متعالیہ کا علم حضوری ہے۔

دوسری دلیل

ارشادِ خداوندی ہے سورہ مبارکہ نمل آیت نمبر ۷۵

وَمَنْ غَابَتْهُ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ

ترجمہ = ارض و سما میں کوئی چیز غائب نہیں مگر وہ کتابِ مبین میں ہے یعنی کائنات کے تمام اسرار و رموز غیوب و شہود کتابِ مبین میں ہیں کتابِ مبین سے کتابِ وجودی یعنی حجتِ اللہ مراد ہے جیسا کہ اصول کافی میں حضرت امام موسیٰ کاظم نے حم و الکتاب المبین کی تفسیر باطنی کرتے ہوئے فرمایا کہ حم سے مراد رسول خدا اور کتابِ مبین سے مراد امیر المومنین ہیں لہذا ”وما من“ بتائیت فی السماء والارض الا فی کتاب مبین سورہ نمل کی آیت ۷۵ میں کتابِ مبین سے مراد کتابِ وجودی یعنی امام معصوم ہیں جو کائنات کے تمام زاویوں پر محیط ہے جس سے ان کا علم حضوری احاطی ثابت ہے۔

تیسری دلیل

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دنیا ہمارے نزدیک ایسے ہے جیسے یہ ہتھیلی پھر

آپ نے انگشت شہادت سے انگوٹھے کی طرف حلقہ بنایا رکھیں محدثین علامہ مجلسی اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں کہ انگشت شہادت کو جب موڑ کر انگوٹھے کی جڑ کے ساتھ ملا لیا جائے تو جو چھوٹا سا حلقہ بنتا ہے یہ دنیا امام کے سامنے اس حلقے کی مثل ہے اور امام خدا کے اذن سے اس میں تصرف فرماتے ہیں جیسے چاہتے ہیں اور اس کا علم رکھتے ہیں اور اس پر محیط ہیں ملاحظہ فرمائیں :- بحار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۳۶۷ مطبوعہ لبنان حضرت امام جعفر صادقؑ کے فرمان سے علامہ مجلسی مضمحوم کے وضاحتی بیان سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ ذوات مقدسہ متصرف فی الکائنات اور محیط علی الموجودات ہیں یعنی ان کا علم احاطی ہے۔

چوتھی دلیل

جناب عمر بن خطاب نے ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یا علیؑ آپ نے سوال کے جواب میں کبھی غور و فکر نہیں کیا بلکہ فوراً اس کا جواب دے دیتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابو حفص بتا تیرے ہاتھ کی انگلیاں کتنی ہیں جناب عمر بن خطاب نے کہا پانچ آپ نے فرمایا تو نے غور و فکر نہیں کیا وہ کہنے لگا اس میں غور و فکر کی کون سی بات ہے یہ ہاتھ تو ہر وقت میرے سامنے رہتا ہے آپ نے فرمایا جس طرح ہاتھ ہر وقت انسان کے سامنے ہے یہ کائنات میرے سامنے پھیلی کی مانند ہے مجھے غور و فکر کی ضرورت نہیں ملاحظہ فرمائیں :-

بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ لبنان

اتحاق الحق صفحہ ۴۲۶ مطبوعہ کربلا معلی

پانچویں دلیل

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا یہ دنیا امام کے سامنے ایسے اخروٹ کا چھلکا ملاحظہ فرمائیں :-

بحار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۳۶۸ مطبوعہ لبنان

اسی موضوع پر بحار الانوار میں چار احادیث اور بھی موجود ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ دنیا امام کے سامنے ایسے ہے جیسے اخروث کا چھلکا وہ اسے دیکھ رہا ہے اور اس سے کوئی شی اطراف اکناف کی مخفی نہیں ہے۔ یا اس کی مثال ایسے سمجھو کہ جس طرح تمہارے سامنے دسترخوان بچھا ہو تو اس کی کوئی چیز تم سے پوشیدہ نہیں ہوگی جس سے ان ذوات مقدسہ کا علم حضوری اور تصرف کلی ثابت ہے۔

صدر المتعین کا شبہ اور اس کا باطل علامہ محمد حسین ڈھکو صاحب نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب اصول الشریعہ صفحہ ۳۴۱ پر مذکورہ بالا روایات کو احاد، شاذ اور غیر مستند کہہ کر ان کا انکار کرنے کی سعی مذموم کی ہے جب کہ رئیس المحدثین حضرت علامہ مجلسی نے ان احادیث کی شرح کی ہے جو ہم بیان کر چکے اب ڈھکو صاحب کا اس شرح اور قول مجلسی کا انکار ان کے فرار شیعیت کی دلیل ہے اس لئے کہ وہ خود کہہ چکے ہیں ”سرکار موصوف کی علمی شخصیت اس قدر عظیم المرتبت ہے کہ کوئی بھی شیعہ کہلانے والا آپ کی فرمائش کا انکار کرنے کی جرات، جسارت نہیں کر سکتا“

ملاحظہ فرمائیں اصول الشریعہ صفحہ ۱۵ طبع ثالث

مقطعہ میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات

اب ڈھکو صاحب کا انکار احادیث فضائل ان کے غیر شیعہ ہونے کی دلیل ہے۔
وہو المطلوب

چھٹی دلیل

حضرت کشف الحقائق امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ہم علم الہی کے خازن وحی الہی کے ترجمان ہیں ہم ارض و سماء پر حجت بالغہ ہیں۔
ملاحظہ فرمائیں :-

آئمہ اطہار چونکہ علم الہی کے خازن ہیں اور اللہ کا علم حضوری ہے پس ثابت ہو گیا کہ حجت اللہ کا علم حضوری ہے اگر ان کا علم حضوری نہ ہو گا تو یہ خزانہ وار علم الہی کیسے ہوں گے۔

ساتویں دلیل

حضرت قرآن ناطق امام جعفر صادق نے فرمایا ہم ولی امر خدا ہیں اور علم خدا کے خازن اور اس کی وحی کا صندوق ہیں

ملاحظہ فرمائیں :- بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۱۰۶ - طبع لبنان

حضرت نے اس حدیث شریف میں خزانہ وار علم الہی ہونا اور طرف علم الہی ہونا بیان فرمایا ہے عربی میں "العبیۃ" صندوق کو کہتے ہیں وہ اپنے اندر ہر چیز سمیٹ لیتا ہے اور اشیاء اس کے اندر ہوتی ہیں بس یہ ذوات مقدسہ علم حضوری کے حامل ہیں اور پورے جہاں ہستی پر محیط ہیں۔

آٹھویں دلیل

حضرات طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین آیات کبریٰ اور حجت عظمیٰ الہی میں یہ امر اظہر من الشمس واضح ہے کہ ذات باطنی غیب الغیب ہے البتہ اس کی معرفت اس کی آیات و مظاہر کے ذریعہ ہوتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سَنُرِيهِمْ ءَايَاتِنَا فِي الْاَفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَبَيِّنَ لَهُمْ اَنْهٗ اَلْحَقُّ

سورۃ مبارکہ حم السجده ۵۳

آیات الہیۃ آفاق و انفس میں موجود ہیں جن سے یہ ظاہر و باہر ہو گیا کہ وجود باری تعالیٰ حق ہے اور یہ مسلم ہے کہ جس قدر علامت بزرگ تر اور آیت (نشانی) عظیم تر ہو گی معرفت حق متعال کامل تر ہو گی اور کوئی آیت کوئی حجت مخلوق اول سے بالاتر نہیں اس لئے کہ اول مخلوقات اکمل موجودات ہے اور روایات متکاثرہ میں وارد ہے۔

حضرت امیر المومنین نے ارشاد فرمایا

واللہ ائمتہ اکبر منی ولا نباء عظیم اعظم منی

ملاحظہ فرمائیں :- اصول کافی

خدا کی کوئی آیت مجھ سے بڑھ کر نہیں اور کوئی خبر عظیم مجھ سے زیادہ عظیم نہیں آیت کبریٰ اور نباء عظیم سے مراد حضرت امیر المومنین ہیں۔
حضرت کشف الحقائق نے ارشاد فرمایا۔

ہمارے علاوہ کوئی آیت آفاق عالم میں نہیں جو خدا نے اہل آفاق کو دیکھائی ہو
ملاحظہ فرمائیں :- تفسیر البرہان جلد چہارم صفحہ ۳۳ مطبوعہ قم مقدسہ
اہل بیت علیہم السلام ہی وہ آیات ایہ ہیں جو آفاق جہاں اور نفوس بندگان میں تجلی
نمائیں۔

سَرُّهُمْ مَلَيْتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ
أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

حضرت ولی العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا فیصلہ

ایاتک و مقامک الی لا تعطیل لہا فی کل مکان محرک بجا من عرک

(وہائے مبارکہ ربیہ) اے اللہ محمد و آل محمد علیہم السلام تیری آیات اور تیرے قائم مقام ہیں۔ کوئی جگہ کوئی مکان ان کے لیے معطل نہیں یہ ہر جگہ ہر مکان میں حاضر و موجود ہیں۔ جس نے تیری معرفت کی ان کے ذریعہ ہی معرفت کی معرفت الہی معرفت چہار وہ معصومین پر موقوف ہیں یہ ذوات قدسیہ آیات الہی اور خلیفہ پروردگار ہیں اسے قائم مقام خداوندی ہیں کہ کسی جگہ بھی ان کے قتل نہیں عوالم امکانیہ غیبیہ و شہودیہ کے تمام ذرات پر حاضر و موجود ہیں۔ جب کسی جگہ بھی ان کے لیے قتل نہیں۔ جب عوالم امکانیہ کا کوئی گوشہ کوئی ذرہ ان سے خالی نہیں تو اسی احاطہ تامہ کو علم حضوری، احاطی کہتے ہیں۔ جو ان ذوات متعالیہ کے علم حضوری کے منکر ہیں وہ دراصل انہیں خلیفہ اللہ نہیں مانتے ان کی خلافت کا انکار خدا کے قرآن کا انکار ہے

فرمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار پچھلے حضوری کا منکر اسلام سے دور ہے ایمان سے خارج ہے یہ بزرگوار خلیفۃ اللہ اسم اعظم الہی اور آیت کبریٰ خداوندی ہیں ایسی آیات جو کہ آفاق و انفس میں تجلی فرمائیں جب آفاق و انفس میں موجود ہیں تو پھر یہ آفاق جہان اور نفوس بندگان کے عالم ہیں یہ علم حصول نہیں بلکہ حضوری ہے۔

(التفاتی نہیں اعیانی ہے ارادی نہیں احاطی ہے)

نویں دلیل

حضرات طاہرین ارض و سماء میں حجت بالغہ خداوندی ہیں یہ ناممکن ہے کہ حجت اور مجتوح کے مابین حجاب ہو اور مخلوقات کے احوال و شئون حجت اللہ کے احاطہ علیہ سے خارج ہوں اس موضوع پر لاتعداد اخبار و آثار موجود ہیں۔ ایک حدیث ہم پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

حضرت قرآن ناطق امام جعفر صادق کا ارشاد حق بنیاد

جناب عبداللہ بن بکیر ارجائی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا مولا میں آپ پر قربان جاؤں کیا امام شرق و غرب کے درمیان دیکھتا ہے فرمایا اے پسر بکیر امام ان لوگوں پر حجت کیسے ہو سکتا ہے جب ان کے اور اس کے درمیان پروے حائل ہوں اور وہ انہیں نہ دیکھتا ہو امام اپنے سے غیب مخلوق پر کیسے حجت ہو سکتا ہے جن پر وہ قدرت نہ رکھتا ہو اور وہ اس سے کلی طور پر منقطع ہوں وہ ان پر احکامات شرعیہ کا اجراء کیسے کرے گا اور کیسے شاہد علی الخلق ہو سکتا ہے جب وہ انہیں نہ دیکھتا ہو اور نہ جانتا ہو ان پر کیسے حجت قرار پا سکتا ہے جب کہ اس کے اور ان (مخلوقات) کے درمیان پروے حائل ہوں۔

ملاحظہ فرمائیں :- کامل الزیارات صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ ایران

بخار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۳۷۵ مطبوعہ بیروت لبنان

حضرت صادق آل محمد علیہ السلام کے اس فرمان واجب الاذعان ہے جبارۃ النص یہ

ثابت ہوتا ہے کہ حضرات طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کا علم حضوری احاطی اعیانی ہے مخلوقات اور حجت خدا کے درمیان پردہ دیوار حائل نہیں حجت اللہ زمان و مکان کی حدود و قیود سے منزہ و مبرا ہے کوئی چیز اس سے مخفی مستور نہیں۔ بلکہ موجودات اس کے سامنے ہیں وہ اس پر قدرت کاملہ اور احاطہ تامہ رکھتے ہیں

ہادی برحق کا ناطق فیصلہ

دسویں دلیل
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حق بنیاد

حضوری نے فرمایا آفتاب کے دو رخ ہیں۔ رخ ساوی پر لکھا ہے اللہ نور السموات اور وہ رخ جو اہل ارض کی طرف ہے یعنی رخ ارضی پر لکھا ہے۔ علی نور الارض امام تمام مخلوقات کے ساتھ ہے۔ اور مخلوق اس سے غیب نہیں ہے اور نہ امام اور مخلوق کے درمیان کوئی پردہ ہے البتہ مخلوق امام کو دیکھنے سے قاصر ہو سکتی ہے وہ مخلوق سے پوشیدہ ہے لیکن مخلوق اس سے پوشیدہ نہیں ہے دنیا امام کے نزدیک ایسے ہے جیسے انسان کے ہاتھ پر درہم پڑا ہو اور وہ جیسے چاہتا ہے اسے الٹا پلٹتا ہے

ملاحظہ فرمائیں :- القطرة من بحار مناقب النبی والعترة۔
جز اول صفحہ ۹۱ مطبوعہ ایران طبع دوم۔ بحر المعارف صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ کربلا معلی عراق

فوائد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان واجب الاذعان سے مندرجہ ذیل فوائد معنویہ حاصل ہوتے ہیں۔

اول :- امام علیہ السلام تمام مخلوق کے ساتھ ہے اور وہ اس سے پوشیدہ نہیں

جب کہ یہ واضح ہے کہ یہ ذوات قدسیہ جمیع عوالم امکانیہ غیبیہ و شہودیہ پر منجانب اللہ حجتہ ہیں اور یہ ثابت ہے کہ لا تعداد مخلوق لا تعداد عوالم میں موجود ہے۔ پس حجتہ خدا ہر مخلوق کے ساتھ موجود ہیں خواہ وہ آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، سیاروں میں ہو یا ستاروں میں، جہاں جہاں بھی مخلوق موجود ہے امام اس کے پاس ہے وہ اس سے پوشیدہ نہیں لہذا ثابت ہوا کہ امام کا علم حضوری و احاطی ہے

دوم :- امام سے کوئی شے مخفی نہیں نہ کوئی ذرہ پوشیدہ ہے امام پر ہر چیز عیاں ہے البتہ مخلوق ہر وقت امام کو دیکھنے سے قاصر ہے البتہ امام جب چاہے اور جہاں چاہے اپنے رخ انور کے جمال بے مثال سے انہیں مشرف زیارت فرماتا ہے

سوم :- دنیا امام کے سامنے ایسے ہے جیسے ہاتھ یہ پڑا ہوا درہم ہم جب چاہتے ہیں اس ننگے کو اٹھتے پھرتے ہیں اسی طرح امام جیسے چاہتا ہے کائنات میں تصرف فرماتا ہے۔

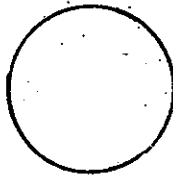
تائید مزید

ہمارے بیان کو تائید دعائے مبارکہ ندبہ کے اس جملے سے ہوتی ہے

انت من مغیب لم یغل منا بنفسی

آپ مجھ سے دور نہیں، میرے پاس موجود ہیں مگر آنکھ آپ کو دیکھنے سے قاصر ہے۔

تک عشرۃ کاملہ



فصل دوم

عقلی دلائل

پہلی دلیل

آئمہ اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین چونکہ آیات الہی اور خلیفہ پروردگار ہیں جو ذات قدسیہ جمیع عوالم پر حجت اللہ اور خلیفہ اللہ ہیں ان کا علم ناقص نہیں ہو سکتا بلکہ وہ تمام کمالات و علوم میں کامل و اکمل ہوں گے علم ارادی نقص ہے اور اہل بیت علیہم السلام ہر عیب اور نقص سے پاک ہیں۔
انما یرید اللہ لیزہب عنکم الرجس اہل بیت و یمطہرکم تطہیرا

دوسری دلیل

آئمہ حدی صلوات اللہ علیہم جمیع فیوضات الہیہ کا واسطہ ہیں تکوینی و تشریحی کا افاضہ لازم یہ ہے کہ وہ تمام اشیاء کائنات اور ان کی مقدار قابلیت و استعداد کا عالم ہوتا کہ فیض الہی صحیح جگہ پہنچے اگر واسطہ فیض ربانی اشیاء کائنات کا علم کلی نہ رکھتا ہو گا تو فیض خداوندی صحیح مقدار تک نہ پہنچ سکے گا لہذا امناء الرحمن جو کہ واسطہ فیوضات تکوینہ و تشریحہ ہیں ان کا علم احاطی، حضوری ہے ذرات کائنات میں سے کوئی ذرہ بھی ان کے احاطے علم و تصرف سے خارج نہیں ہے۔

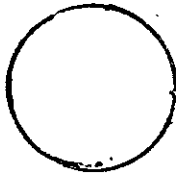
تیسری دلیل

حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام جمیع عوالم کے ہادی و رہنما ہیں لہذا ہادی کے واجب ہے کہ وہ تمام عالمین کا عالم ہو اگر وہ کسی مخلوق سے ناواقف اور اس کے احوال و شئون پر مطلع نہ ہو گا تو پھر ہادی کل نہیں ہو گا اہل بیت علیہم السلام کی ولایت مقیدہ نہیں مطلقہ ہے پس ان کا علم بھی جزوی و محدود نہیں بلکہ بسیط ہے یہ حقیقت روز

روشن کی طرح واضح ہے کہ علم ارادی جزئی و محدود ہے اور علم حضوری کلی و بیحد ہے۔

چوتھی دلیل

خداوند قدوس منان اسے حجت قرار نہیں دیتا جو جاہل ہو اگر بقول مقصرین اس کے لیے علم ارادی مانا جائے تو جب تک وہ ارادہ نہ کرے گا عدم ارادہ کی صورت میں اس چیز سے جاہل ہو گا۔ یہ نقص امامت و توہین امام ہے امام برحق کبھی بھی جاہل نہیں ہوتا۔ اس کا علم ارادی نہیں بلکہ حضوری ہے غیب و شہود اس کے سامنے عیاں ہیں لہذا وہ لوگ جو علم حضوری کے منکر ہیں وہ توہین امامت کے مرتکب توہین رسالت محمدیہ کے مرتکب یہ راج پال کے بیٹے اور سلمان رشدی ملعون کے بھائی کفار کے ہم نوالہ و پیالہ ہیں۔



فصل سوم

علمائے اعلام کے کلمات حقائق سمات

حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کا علم احاطی حضوری ہے اس پر لا تعداد شواہد عقلیہ و نقلیہ موجود ہیں اب ہم جلیل القدر علماء اعلام کے بیانات پیش کریں گے۔

حضرت آیت اللہ السید محمد علی قاضی طباطبائی رضوان اللہ تعالیٰ

خواص پر علم امام کی معرفت اسی طرح واجب ہے جس طرح کہ خود اس شخص تک اس معرفت کا پہنچا دینا واجب ہے اور اس طرح واجب ہے جس طرح کہ اللہ کی معرفت اور اصول عقائد کے تمام مطلق واجبات کی معرفت ہمارے اولہ اربعہ قرآن سنت اجماع عقلی جن سے ہم نے اصول دین اور فروع دین کا استفادہ کیا ہے اور ان سے ہم استنباط کرتے ہیں کہ علم امام کی معرفت کی تفصیل اور ظاہراً باطناً و قلباً اس کا اعتقاد رکھنا اور اس معرفت کو دین سمجھنا واجب مطلق ہے۔ اور ظاہراً حصول علم کے ساتھ مشروط نہیں لہذا یہ معرفت خواص پر واجب ہے۔

ملاحظہ فرمائیں :- مقدمہ بر کتاب علم امام ص ۶۳ مطبوعہ ایران

سرکار آیت اللہ نے اس کتاب شریف میں امام کے علم حضوری پر بہت علمی و تحقیقی گفتگو فرمائی ہے اور علم حضوری کا اثبات فرمایا ہے۔

حضرت آیت اللہ علامہ ہادی سبزواری قدس سرہ

آپ نے اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت کا مقام عقل کلی ہے اور عقل کلی علم حضوری کا مالک ہے پس چونکہ آنجناب مقام روحانیت میں عقل کلی ہیں پس آپ علم حضوری کے مالک بھی ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں :- اسرار الحکم جز اول ص ۴۲۵ مطبوعہ ایران

سرکار آیت اللہ آقائے احمد زمریان دام ظلہ

علم پیغمبر و امام حضوری ہے اور یہ قدرت و مقام علم حضوری خدا نے خود ان کو عطا فرمایا ہے علم پیغمبر و امام مرتبت بخدا ہے کہ جس نے ان کو مقام علم حضوری عطا فرمایا ہے۔ ”راسمعون فی العلم“ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علم خدا حضوری ہے پس علم پیغمبر و امام بھی حضوری ہے اگر علم امام حصول ہوتا حضوری نہ ہوتا تو اس کا ذکر ردیف علم حضوری خداوند تعالیٰ سے ارتباط نہ ہوتا۔ چونکہ ”راسمعون فی العلم“ والی آیت میں اس کا ارتباط علم خداوندی سے ہے پس پیغمبر اور امام کا علم حضوری ہے ملاحظہ فرمائیں :-

مقام ولایت ص ۵۸ مطبوعہ ایران

سرکار آیت اللہ استاد محقق ید اللہ برقی ارشاد فرماتے

ہیں

کہ علماء اور حکماء میں علم امام کے متعلق اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ علم امام حصول ہے لیکن وہ علماء جو آئمہ طاہرین علیہم السلام کی معرفت رکھتے ہیں وہ عارفین کاملین کہتے ہیں کہ علم امام حضوری و دائمی علم ہے ہمارے قول مختار پر دلائل موجود ہیں اس کے بعد حضرت استاد محقق نے علم حضوری کے اثبات میں دلائل عقلی و نقلی قلمبند فرمائے۔

ملاحظہ فرمائیں :- شرح حقائق و اشارات قرآن ص ۱۹۵ مطبوعہ ایران

سرکار علامہ کا دو سرا بیان

امام علیہ السلام تمام فیوضات الہیات کو - یہ و تشریح کا واسطہ ہے اور لازم افاضہ یہ ہے کہ تمام واسطہ فیض عالم اشیاء کی مقدار قابلیت سے آگاہ ہو تاکہ فیض الہی اپنے صحیح مقام کو پہنچ سکے۔ پس اس بیان سے یہ روشن ہوا کہ امام ~~ملاک~~ کان و مایکون کے عالم ہیں اور امام کا علم حضوری و دائمی ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے علم سے خارج

نہیں علم حصولی چونکہ جزوی و محدود ہے۔ اور علم حضوری کلی و بسیط ہے۔
ملاحظہ فرمائیں :- شرح حقائق و اشارات قرآن ص ۱۹۵ مطبوعہ ایران

علم حضوری کا اعتقاد غلو نہیں ہے

سرکار آیت اللہ العظمیٰ آقا علی سید علی علامہ فانی اصفہانی
اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں

بعض کو تاہ نظر علم امام کے حضوری ہونے، تمام دیکھی جانے والی چیزوں کے دیکھنے اور تمام سنی جانے والی چیزوں کے سننے کے اعتقاد کو غلو سمجھتے ہیں حالانکہ ان کا یہ خیال عقل دشمنی اور شدید وہم پر مبنی ہے یہ لوگ معصومین علیہم السلام کے فضائل کی روایات بیان کرنے والوں کو غالی قرار دیتے ہیں اور اس بناء پر ان کی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ فضائل اہل بیت علیہم السلام کی اکثر روایات کو علم رجال کی اصطلاح میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ ان کے مفہیم دلائل عقلی سے مطابقت رکھتے ہیں اور ان کا اسلوب اتنا فصیح و بلیغ ہے کہ جس کا صدور غیر امام سے محال عادی کی حد تک بعید ہے لہذا کمالات اہل بیت علیہم السلام میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہونا چاہیے وہ ہستیاں اذن اللہ تعالیٰ اور لسان اللہ ہیں انہی کے طفیل بندگان خدا پر رحمت حق کا نزول ہوتا ہے۔ اور موجودات کی زندگی اور موت ان سے وابستہ ہے۔

ملاحظہ فرمائیں :- چہل حدیث ص ۸۵ مطبوعہ لاہور امامیہ پبلیکیشنز

کفر ٹوٹا خدا کر کے

مقصرین علماء ایک عرصہ سے علم حضوری کے خلاف کام کر رہے ہیں اور مظلوم علماء حق پر غلو و تفویض کفر اور شرک کا الزام نافر جام لگا رہے ہیں مگر اب علامہ صفدر

حسین نجفی صاحب نے آیت اللہ فانی کی کتاب ندرت خطاب کا ترجمہ (چمل حدیث) شائع کرا کے ہمارے موقف کی تائید کی پتہ چل گیا کہ ایران کا حوزہ علمی ہمارا ہمسوید ہے۔ نہ کہ مقصرین کا اسے کہتے ہیں تائید حق ہے

علم حضوری کا اعتقاد غلو و کفر نہیں ہے

علامہ ہمدانی طاب ثراہ کا بیان :-

غالی وہ ہے جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام یا کسی بھی مخلوق کو رب اور مثل پروردگار سمجھے یا یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں حلول کیا ہے۔ یا وہ ان سے متحد ہے۔ یہ کہنے والا کافر ہے۔ لیکن وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اور امام اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں۔

زام امور خلافت از حیث تکوین و تشریع در دست پیغمبر
و امام است۔

مخلوقات کی باگ ڈور تکوین و تشریع کے لحاظ سے پیغمبر و امام کے دست مبارک میں ہے۔ اور یہ خالق و رزاق ہیں اور ان کا علم حضوری ہے۔ جیسا کہ بعض اہل معرفت نے یہ دعویٰ فرمایا ہے۔ تو یہ کافر نہیں ہیں۔ چونکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ پیغمبر و امام کے حق میں ان دعویٰ پر دلائل عقلیہ و نقلیہ موجود ہیں اور چونکہ مسلمات مذہب شیعہ بلکہ ضروریات میں سے ہے۔ کہ پیغمبر اشرف موجودات میں سے ہیں اور بالجملة صفات پروردگار کو بعض مخلوق کے لئے ثابت کرنا اس بات کا موجب نہیں ہو سکتا کہ وہ شخص اسلام سے خارج ہو جب کہ وہ ان کے مخلوق ہونے کا اعتراف کرتا ہے۔ ہاں، اگر کوئی ان صفات کو مثلاً خالقیت اور رازقیت کو مخلوق کے لئے بالکل صفات اسی کی طرح ثابت کر دے اور خدا کی نفی کر دے تو وہ کافر ہے لیکن جاننا چاہیے کسی مخلوق کے لئے محض صفت کا اثبات یہ ثابت نہیں کرتا کہ اس صفت کو اللہ سے سلب کیا گیا ہے۔ چونکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ بات صحیح ہے کہ عزرائیل موت دیتا ہے اور

میکائیل رزق تقسیم کرتا ہے یا فلاں شخص بخشش و عطاء کرتا ہے حالانکہ ہم ان صفات کو بعینہ خداوند عالم کی طرف بھی نسبت دیتے ہیں۔ ان دونوں میں کوئی تافرو مخالفت نہیں ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: ”مصابح القیۃ“ (کتاب اللہارت) ماخوذ، اثبات ولایت ۱۳۴، مطبوعہ ایران۔

سرکار شیخ الفقہاء والمجتہدین رئیس العلماء المحدثین
آیت اللہ فی العلمین الامام الراحل الشیخ میرزا موسیٰ
الحارثی الاسکوئی اعلیٰ اللہ مقامہ، کا بیان حقیقت ترجمان

حقیقت محمدیہ مشیت ایزدی کا محل اور ان کے قلب نورانیہ اس کے طرف ہیں۔ دنیا میں ہر وہ چیز جو مشیت سے متعلق ہے ان کے واسطے سے ظاہر ہوئی اور وہی سبب اعظم ہیں و صراط اقوام ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ”ارادة الرب فی مقادیر امورہ تعبط الیکم وتصدو من یو تکم“۔ ”ارادہ خداوند اپنے مقادیر کے ساتھ آپ پر نازل ہوتا ہے۔ آپ ہی کے کاشانہ اقدس سے صادر ہوتا ہے۔“ واللہ المثل اعلیٰ تمام افعال و حرکات و آثار جن کا صدور اعضائے ظاہرہ یعنی ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان اور منہ وغیرہ سے ہوتا ہے حرکت جدیدہ سے صادر ہوتے ہیں۔ اور ان کی نسبت بھی اس کی طرف ہوتی ہے۔ اور حرکت جدیدہ، حرکت نفیہ سے صادر ہوتی ہے۔ اور حرکت نفیہ، حرکت قلبیہ سے پس آثار و احکام اور مشیتوں کا محل اور منتہی قلب ہے اور وہی سبب اعظم ہے۔ کیونکہ بغیر حرکت قلبیہ کے کوئی شے صادر نہیں ہوئی۔ چنانچہ قلب ہی ہے جو تمہاری چاہت اور ارادوں کا محل ہے، ہر شے کی حرکت قلب سے ہے۔ اور حرکت نفیہ سے جب کہ حرکت جدیدہ تیرے اعضائے ظاہرہ سے صادر ہوتی ہے۔ اسی سے حقیقت محمدیہ کو بھی سمجھ لیں جو مشیت ایزدی کا محل اور نمائندہ ارادہ خداوندی ہے۔ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مشیت ایزدی کا ظرف ہے۔ چونکہ کائنات کے ذرے ذرے کا ظہور ان ہی کے توسط سے ہوا ہے لہذا وہ تمام عوامل پر

محیط ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ یہ ذوات قدسیہ، جمیع عوالم پر محیط ہیں۔ ان کا علم احاطی ہے نہ کہ بالاخبار جب اشیاء کائنات ان سے صادر ہوئیں اور ان کے واسطے سے ظہور میں آئی ہیں اور انہی کے سبب سے انہوں نے بروز کیا ہے تو وہ ان سے غیب کیسے ہو سکتی ہیں۔ جمیع عوالم وافیہا ایسے ہیں ان کے نزدیک جیسے ہاتھ پر پڑا ہوا درہم۔ اور اسی کے متعلق حدیث میں وارد ہے۔ کہ جب سائل نے سوال کئے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بلا تامل جواب دے دیئے۔ تو سائل نے متعجب ہو کر کہا کہ یا علیؑ آپ نے جواب میں غور و فکر نہیں کیا۔ تو امیر علیہ السلام نے فرمایا ”تیرے ہاتھ کی انگلیاں کتنی ہیں؟“ سائل نے کہا ”پانچ۔“ مولا علیہ السلام نے فرمایا ”تو مجھے غور و فکر نہیں کیا۔ سوچا نہیں۔“ سائل نے کہا ”اس کی حاجت نہ تھی (یعنی یہ ہاتھ تو ہر وقت میرے سامنے رہتا ہے۔ اس کے ظاہر و باطن سے میں واقف ہوں۔ لہذا اس کی طرف ملفت ہونا ضروری نہیں) امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ ”پس جمیع اشیاء اسی طرح ہمارے سامنے۔“ پس یہ ذوات قدسیہ مشیت الہی سے عالم کائنات اور محیط موجودات ہیں۔ کلی و جزوی علم ان کے پاس ہے اور یہ علم بطور احاطہ و حضور و عیان و شہود ہے۔ نہ کہ بالاخبار و حصول (یعنی حضرات محمد و آل محمدؑ کا علم احاطی و حضوری عیانی و شہودی ہے یہ علم اتفاقی ارادی و حصولی نہیں)

ملاحظہ فرمائیں :- کتاب مستطاب ”احقائق الحق“ صفحہ ۳۳۵ مطبوعہ کویت تیسرا ایڈیشن۔

سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ الامام المصلح میرزا حسن الحائری الاحقاقی دام ظلہ کا بیان :-

حضرات معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے حق میں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ عالم الغیب ہیں اور ان نفوس قدسیہ کا علم احاطی و حضوری ہے۔ اور اس مسئلے میں معتقدین اور منکرین کے درمیان بہت زیادہ بحث ہوئی ہے۔ اور مسئلہ ”معراج“ اس

مسئلہ کا مسکت جواب ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ صاحب معراج نے اپنی چشم ہائے مبارکہ سے عالم امکان کے تمام زاویوں کا مشاہدہ فرمایا اور علم ارادی کے لئے کوئی موضوع نہیں چھوڑا۔ اس مبارک سفر میں کوئی مقام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حالت غیب میں نہیں رہا۔ کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ آپ فلاں جانتے ہیں اور فلاں نہیں جانتے؟ ہم یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ اس لئے کہ مخلوقات دنیوی کی نگاہوں سے سب سے زیادہ غیب جنت اور دوزخ ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا بھی مشاہدہ فرمایا۔ اور ان کے بعض احوال کا ذکر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم سے بھی فرمایا۔ آپؐ نے بعض اشخاص کے دوزخی ہونے کی خبر دی حالانکہ وہ بھی زندہ تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ زمان و مکان دونوں پر حاوی ہیں۔ اور انہیں طے فرما چکے ہیں۔ اب کون سی شے ایسی رہی ہے۔ جو آپؐ کی چشم ہائے نورانیہ سے پوشیدہ ہو۔

ملاحظہ فرمائیں :- ”نامہ آدمیت“ جز دوم، صفحہ ۸۱، مطبوعہ تبریز، ایران

سرکار آیت اللہ المجاہد میرزا عبد الرسول احقاقی دام ظلہ کا فرمان:

حضرت محمدؐ و آل محمدؑ علیہم السلام سرچشمہ علوم الدین و آخرین ہیں اور وہ جمیع علوم و معارف اور اسرار کائنات اور کائنات میں بسنے والوں پر احاطہ کاملہ رکھتے ہیں۔ کوئی چیز بھی عین اللہ الناظرۃ کی چشم حقیقت بین سے مخفی و مستور نہیں۔ البتہ یہ تمام علوم اور جملہ درجات لطف خداوندی اور عطاء کریم لایزال ہے۔ اک لمحے کے لئے بھی یہ فیض ان سے منقطع نہیں ہوتا بلکہ ہر لمحہ پہلے سے بڑھتا ہے اور دائرہ فیض وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر آپؐ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث نقل فرمائی کہ ”میں خدا کی قسم قرآن کے اول و آخر تمام علوم کو جانتا ہوں“ میں جانتا ہوں کہ آسمان میں کیا ہے اور زمین میں کیا ہے۔ یعنی جو کچھ آج تک ہو چکا ہے اور جو آج کے بعد ہوگا میں سب کچھ جانتا ہوں۔ گویا کہ یہ تمام علوم میرے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ قرآن میں تمام امور موجود ہیں۔“ یہاں امام علیہ السلام نے تصریح

فرمادی کہ ”میں ان تمام علوم کائنات جو قرآن میں ہیں ایسے جانتا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کو“۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان ذوات قدسیہ کا علم تمام علوم اولین و آخرین پر علم حضوری و احاطی ہے۔ اور آپ تمام علوم اولین و آخرین پر احاطہ کامل رکھتے ہیں۔
ملاحظہ فرمائیں ”زیلالت از دید گاہ قرآن“ جلد اول صفحہ ۱۹۹۲۰۰ مطبوعہ تہران۔ ایران

آیت اللہ میرزا ابوالقاسم اصفہانی کا بیان

علم امام حصولی ہے یا حضوری، اس مطلب کی توضیح اس طرح ہے کہ علم خداوندی تعالیٰ اس سے عبارت ہے کہ تمام اشیاء عالم اس کے سامنے ظاہر و منکشف ہیں۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ پہلے ظاہر نہیں ہوتی پھر جب اس کا ارادہ ہے تو ظاہر ہوتی ہیں۔ بلکہ علوم کلی جمیع اشیاء کائنات اس کے سامنے حاضر ہیں۔ کوئی بھی شے اس سے مخفی یا پنهان نہیں۔ پس علم امام برنج علم الہی ہے۔ کہ تمام اشیاء کائنات اس کے سامنے واضح و ہیدا ہیں پس چونکہ علم خداوندی حضوری ہے۔ لہذا علم امام چونکہ علی منہاج الہی ہے، وہ بھی حضوری ہے۔

ملاحظہ فرمائیں ”نفائس الاخبار“ صفحہ ۵۲، مطبوعہ تہران، ایران

”علم احاطی“

سرکار آیتہ اللہ عبد اللہ شہر رضوان اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

آئمہ طاہرین علیہم السلام مرکز دائرہ کون اور اس کو محیط ہیں۔ اور اگر یہ نہ ہوتے تو اللہ کسی شے کو خلق نہ کرتا اور ان ذوات متعالیہ کا علم و قدرت، دائرہ امکان (جمع عوالم امکانیہ) کو محیط ہے۔ جیسا کہ ان کے خطبات سے ظاہر ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: ”مصباح الانوار“ جلد دوم، صفحہ ۳۹۳، مطبوعہ ایران

حضرت آیت اللہ دست غیب شہید محراب
رضوان اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

علم امام علیہ السلام نمونہ علم خدا ہے۔ (یعنی علم امام آئینہ علم الہی ہے۔ یعنی اگر علم خداوندی حصولی ہے تو علم امام حصولی ہوگا۔ اور اگر علم باری تعالیٰ حضوری ہے تو علم امام حضوری ہوگا۔) فرماتے ہیں، امام حسین علیہ السلام کا نور اور نور محمدیؐ ایک ہے۔ جو کہ روح کلی الہی ہے۔ اور تمام جہان ہستی کو محیط ہے۔
ملاحظہ فرمائیں ”ضمیمہ سید الشہداء“ صفحہ ۱۶۳-۱۶۴، مطبوعہ شیراز۔ ایران

حضرت آیتہ اللہ عبد اللہ عبد الصمد ہمدانی اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں

ان ذوات قدسیہ کا علم جمیع حوادث ماکان و مایکون کو محیط ہے۔ پھر فرماتے ہیں اسے برادر ایمانی و غلیل روحانی، ولی مطلق کا علم اور قدرت محیط ہے۔
ملاحظہ فرمائیں.... ”بحر المعارف“ صفحہ ۳۸۹-۳۹۰، مطبوعہ ایران

سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ علی اکبر نھاوندی قدس سرہ فرماتے ہیں

مقام آنحضرتؐ مقام عقل کلی ہے جو کہ تمام مراتب و مقامات امکانیہ کو محیط ہے، جیسا کہ فرمایا۔

قل اعلموا فی سری اللہ عظمکم و رسولہ
ملاحظہ فرمائیں... انوار المواہب جز اول صفحہ ۳۸ مطبوعہ ایران

سرکار حجتہ الاسلام آیت اللہ الحاج محمد علی قاضی الباطبائی فرماتے ہیں

حضرات معصومین صلوٰت اللہ علیہم اجمعین کو نفوس قدسیہ اور اجساد نورانیہ کی

بدولت ممکنہ اجسام کیفیت اور لطفیہ اکند ارواح ادنیٰ و سطیٰ اور اعلیٰ میں تصرف کی استعداد و قدرت حاصل ہے۔

حتیٰ کہ عالم و ملک و ملکوت میں بھی ان ذوات قدسیہ کو باذن اللہ تصرف و قدرت و احاطہ حاصل ہے۔

ملاحظہ فرمائیں..... ”حاشیہ انوار النعمانیہ“ جلد چہارم، صفحہ ۲۱۳، مطبوعہ تہریز ایران

حضرت آیتہ اللہ العظمیٰ شیخ حسین مظاہری مدظلہ العالی فرماتے ہیں

مولا امیر المومنین علی السلام سعہ وجودی کی بدولت عالم ہستی پر احاطہ کامل رکھتے ہیں۔ اور تمام اعمال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔ کہ ائمہ ہدیٰ عظیم السلام عالم ہستی پر تسلط تام کامل شہود و حضور رکھتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں.... ”معاذ در قرآن“ صفحہ ۱۹۸-۱۲۶، مطبوعہ قم، مقدسہ ایران۔

قول فیصل

سرکار آیتہ اللہ العظمیٰ امام سید روح اللہ
موسوی خمینیؑ کا ناٹق فیصلہ

النبی المکرم صلی اللہ علیہ وآلہ الذی احاطہ بکل الاشیاء و ترتیب و تحمیل کل العوالم و انشاء علی طبق القضاء

ملاحظہ فرمائیں.... ”مصابح الہدایہ“ صفحہ ۱۸۸، مطبوعہ ایران۔ پس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمیع اشیاء پر احاطہ کلی رکھتے ہیں۔ آپ کا علم تمام اشیاء پر محیط ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں ہے کہ تمام عوالم اور ان کے نشاۃ کی ترتیب و تحمیل بریق قضائے الہی کس طرح ہے۔